کتاب الکبائر

تصنیف

امام علامہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ تعالٰی

ترجمہ

مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن کی تمہیں ممانعت ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے

(القرآن)

کتاب الکبائر

(اردو ترجمہ)

نسخہ جدیدہ

بڑے بڑے گناہوں کا بیان
اور ان کی خوفناک سزائیں

تصنیف

امام علامہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۶۷۳ــــ۷۴۸ھ)

ترجمہ

مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی
سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر
فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فہرست

بڑے گناہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

بنیادی طور پر گناہ دو قسموں میں تقسیم ہوتے ہیں:

(۱) گناہ صغیرہ۔ (۲) گناہ کبیرہ۔

پھر گناہ کبیرہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ گناہ جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۲) وہ گناہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔

گناہ صغیرہ نماز، روزہ، حج وغیرہ احکام کی ادائیگی سے معاف ہو جاتے ہیں اور یہ عبادات ان گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہیں، اگرچہ ان گناہوں سے بھی توبہ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔ (النساء: ۳۱)

اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو، جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے (صغیرہ) گناہوں کو معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کر دیں گے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن اذا اجتنبت الکبائر۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوۃ ص ۵۷)

پانچ نمازیں اور جمعہ (کی نماز) سے دوسرے جمعہ (کی نماز) تک اور (ایک) رمضان (کے روزوں) سے (دوسرے) رمضان (کے روزوں) تک درمیان والے گناہوں کے لیے کفارہ ہیں۔ جب کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

کبیرہ گناہ اگر حقوق اللہ سے تعلق رکھتا ہو تو توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے اور اگر اس کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو اس کے لیے اس حق کی ادائیگی یا صاحبِ حق سے معاف کروانا ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الدواوین ثلثة دیوان لا یغفر الله الاشراک بالله یقول الله عزوجل ان الله لا یغفر ان یشرک به ودیوان لا یترکه الله ظلم العباد فیما بینهم حتی یقتص بعضهم من بعض ودیوان لا یعباء الله به ظلم العباد فیما بینهم وبین الله فذاک الی الله ان شاء عذبه وان شاء تجاوز عنه۔

(مشکوٰۃ شریف باب الظلم ص ۴۳۵)

نامہ ہائے اعمال تین ہیں: ایک وہ نامۂ عمل جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کو نہیں بخشے گا۔" دوسرا نامۂ عمل وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے حتیٰ کہ ایک دوسرے سے بدلہ لیں۔ اور تیسرا نامۂ عمل وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرے گا۔ وہ بندوں کا اللہ تعالیٰ کے حقوق میں زیادتی کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بندوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی نہیں ہوگی جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کا حق اس کے ذمہ ہے جبکہ حقوق اللہ سے متعلق گناہ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو اس کی سزا دے۔

گناہ کبیرہ کی تعریف میں علماء کرام کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

"کبیرہ گناہ وہ ہے کہ شریعت میں اس پر حد (سزا) مقرر ہو یا عذاب سے ڈرایا گیا ہو یا دلیل قطعی کے ساتھ اس سے ممانعت پائی جاتی ہو اور وہ حرمتِ دین کی ہتک کا باعث ہو۔ اس کے علاوہ گناہ صغیرہ ہیں۔ پھر بعض کبیرہ گناہ بہت بُرے ہیں اور بعض کی بُرائی ان سے کم ہے۔"

(اشعۃ اللمعات (فارسی) جلد اوّل ص ۷۲)

گناہ صغیرہ بار بار کیا جائے اور درمیان میں توبہ بھی نہ ہو تو اس تکرار کے باعث وہ بھی کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

جس گناہ پر بندہ اصرار کرے، وہ کبیرہ گناہ ہے اور جب بندہ کسی گناہ پر توبہ کر لے تو وہ کبیرہ گناہ نہیں۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۴ ص ۶۲)

ارشاد خداوندی ہے:

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ۔ (المائدہ: ۹۵)	جو ہو چکا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جس نے دوبارہ یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ فرماتے ہیں:

اس میں اللہ تعالیٰ نے اصرار پر وعید فرمائی ہے اور وعید گناہ کبیرہ پر ہوتی ہے۔

(تبیان القرآن جلد ۲ ص ۶۵۰)

کتاب "الکبائر" میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے اور جیسا کہ آپ نے فہرست میں ملاحظہ فرمایا۔ انسانی تہذیب و اصلاح کے لیے اہم عنوانات پر قرآن و سنت کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔

یہ کتاب عالمِ اسلام کی معروف علمی تاریخی شخصیت علامہ شمس الدین محمد بن عثمان بن قایماز الترکمانی الفاروقی، الدمشقی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے۔ علامہ شمس الدین امام ذہبی کے نام سے معروف ہیں اور فقہ میں آپ کا تعلق امام شافعی رحمہ اللہ سے ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ۶۷۳ھ / ۱۲۷۴ء میں "میافارقین" میں پیدا ہوئے اور شام، مصر اور حجاز کے مشائخ سے علومِ دینیہ کا اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کا علم اور حافظہ ضرب المثل تھا حتیٰ کہ آپ "امام الوجود حفظاً" شیخ الجرح والتعدیل اور "رجل الرجال فی کل سبیل" کے القاب سے ملقب ہوئے اور آفاق عالم سے طلباء آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ آپ دمشق میں علوم دینیہ کی خدمت میں مصروف رہے اور آپ نے خدمت دین کے لیے متعدد طریقے اختیار کر رکھے تھے حتیٰ کہ جب ۷۴۱ھ میں آپ کی بینائی چلی گئی تو آپ نے تدریس پر اکتفا کر لیا اور پھر بروز منگل ذی قعدہ ۷۴۸ھ / ۱۳۴۸ء میں آپ کا وصال ہو گیا اور آپ دمشق میں مقبرہ باب صغیر میں مدفون ہوئے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے کئی علمی کتب بطور یادگار چھوڑی ہیں اور حدیث، تاریخ اور تراجم میں تقریباً نوے علمی کتب آپ کے قلمی شاہکار ہیں جن میں "تاریخ کبیر" (تاریخ اسلام) "سیر النبلاء" "میزان الاعتدال" "المشتبہ فی اسماء الرجال" اور "تجرید الاصول فی احادیث الرسول" نمایاں ہیں۔

حضرت امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب "الکبائر" کبیرہ گناہوں کی پہچان، ان کی مذمت اور ان سے اجتناب کے لیے انداز بیان کے سلسلے میں نہایت جامع کتاب ہے۔

آپ نے ایک ناصح، مہربان اور شفیق واعظ کا انداز اختیار کیا اور جگہ جگہ وعظ و نصیحت اور حکایات کے ذریعے مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ زبان آسان اور موثر ہے۔ اسی لیے کہا گیا کہ یہ کتاب خطباء اور واعظین کے لیے نافع، غافلین کے

لیے تنبیہہ اور گناہ گار منحرفین کے لیے جھڑکنے والی اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والوں کو رغبت دلانے والی کتاب ہے۔

اس کتاب کے ستر باب ہیں یعنی اس میں ستر گناہ کبیرہ کا ذکر اور بحث کی گئی ہے۔ البتہ کبیرہ گناہ نمبر ۶۴ جو اولیاء کرام کو اذیت پہنچانے کے گناہ سے متعلق ہے، اس پر مصنف نے بحث نہیں کی لیکن گناہ کبیرہ نمبر ۵۳ سے یہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔

اس کتاب کی طباعت کا شرف حامد اینڈ کمپنی (فرید بک سٹال) کو حاصل ہو رہا ہے، جس کے نوجوان ناشر جناب سید محسن اعجاز اور ان کے دوسرے برادرانِ گرامی گہری دلچسپی، لگن اور دینی شوق کے تحت اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں مصروف ہیں، جو قابلِ تعریف عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ یہ مکتبہ دن دونی رات چوگنی ترقی حاصل کرے اور مسلمانوں کو اس کے علمی فیوضات سے حصہ ملتا رہے۔

راقم اپنی علمی بے بضاعتی کا اعتراف کرتا ہے، جس قدر ممکن ہو سکا "الکبائر" کے مضامین کو عربی سے اردو زبان میں منتقل کرنے کی سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف علیہ الرحمتہ کو اس کتاب کی ترتیب و تصنیف پر اجر عظیم اور اُمت مسلمہ کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور راقم کے لیے اسے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ / ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور زیادتی (کا بدلہ) تو صرف ظالموں کے خلاف ہے، نیز رحمت و سلام ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم پر ہو جو مرسلین کے سردار اور متقی لوگوں کے امام ہیں نیز آپ کے تمام آل و اصحاب پر بھی (رحمت و سلام) ہو۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد:

یہ کتاب کبیرہ گناہوں، حرام کاموں اور ممنوع اُمور کے اجمالی ذکر پر مشتمل ہے۔

کبیرہ گناہ

کبیرہ گناہ، وہ گناہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے قرآن پاک اور احادیث مبارک میں منع فرمایا اور اسلاف کے اقوال میں بھی ان کی ممانعت آئی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز (قرآن پاک) میں کبیرہ گناہوں اور حرام کاموں سے بچنے والوں کو صغیرہ گناہوں کے مٹانے کی ضمانت دی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ

اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے

سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيمًا۔ (النساء: ۳۱)

صغیرہ گناہ مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مقام میں داخل کریں گے۔

اس آیت کریمہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والوں کے لیے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دی ہے، نیز ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ۔

(الشوریٰ: ۳۷)

اور وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے اور جب غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔ (النجم: ۳۲)

وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں، مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رُک گئے، بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن اذا اجتنبت الكبائر۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۸۴)

پانچ نمازیں اور جمعۃ المبارک دوسرے جمعہ تک اور رمضان المبارک دوسرے رمضان تک درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

• کبیرہ گناہوں کا تعین

پس ہم پر کبیرہ گناہوں کی چھان بین لازم ہے کہ وہ کون کون سے ہیں تاکہ مسلمان ان سے اجتناب کریں تو ہم نے دیکھا کہ اس سلسلے میں علماء کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہیں۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو دلیل بنایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اجتنبوا السبع الموبقات۔ سات ہلاکت خیز کاموں سے بچو۔

(صحیح مسلم جلد ا ص ۶۴، صحیح بخاری جلد ا ص ۳۸۸)

پھر آپ نے درج ذیل اُمور کا ذکر کیا:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

(۲) جادو کرنا۔

(۳) کسی ایسے شخص کو قتل کرنا جسے (قتل کرنا) اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا، ہاں حق کے طور پر قتل کیا جا سکتا ہے۔[1]

(۴) یتیم کا مال کھانا۔

(۵) سود کھانا۔

(۶) میدانِ جنگ سے بھاگ جانا۔

(۷) پاکدامن سادہ لوح ایمان والی عورتوں پر الزام تراشی کرنا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۸۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ (کبیرہ گناہ) ستر کے قریب ہیں جن میں سے سات زیادہ قریب (اہم) ہیں۔ قسم بخدا! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صحیح فرمایا جہاں تک (مذکورہ بالا) حدیث کا تعلق ہے تو اس میں تمام کبیرہ گناہوں کا شمار نہیں ہے۔

جامع بات

بطور نتیجہ اور مدلل بات یوں کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص ان بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو جن کی وجہ سے دنیا میں حد نافذ ہوتی ہے جیسے قتل، زنا اور چوری کرنا یا ان

[1] حق کے طور پر قتل کی تین صورتیں ہیں: (۱) قصاص کے طور پر قاتل کو قتل کرنا۔ (۲) دین سے پھر جانے والے مرتد کو قتل کرنا۔ (۳) اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا (پتھر مار مار کر ہلاک کرنا) اور یہ کام حکومت کا ہے، عام لوگوں کو اس کی اجازت نہیں۔ ۱۲ ہزاروی۔

گناہوں کے حوالے سے آخرت میں عذاب، غضب خداوندی یا جھڑک آئی ہے۔ یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے کسی کام کے کرنے والے پر لعنت بھیجی گئی ہو تو وہ کبیرہ گناہ ہے۔

اور یہ بات تسلیم کرنا بھی ضروری ہے کہ بعض کبیرہ گناہ دوسرے بعض کی نسبت زیادہ بڑے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرک کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا حالانکہ اس کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور کبھی بھی اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (النساء: ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ (گناہ) جس کے لیے چاہے، بخش دیتا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے اور شرک کی دو قسمیں ہیں:

شرک کی پہلی قسم

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک جان کر اس کی پوجا کی جائے مثلاً پتھر، درخت، سورج، چاند، نبی، شیخ، ستارے یا بادشاہ وغیرہ تو یہ شرک اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (النساء: ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھہرائے جانے کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ (گناہ) جس کے لیے چاہے بخش دے گا۔

نیز ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ (لقمان: ۱۳)

بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ۔ (المائدہ: ۷۲)

بلاشبہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کردیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اس سلسلے میں بے شمار آیات آئی ہیں۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے، پھر حالتِ شرک میں مرجائے تو وہ قطعی اور یقینی طور پر جہنمیوں میں سے ہے جیسے وہ شخص جو ایمان لائے اور حالتِ ایمان میں دنیا سے رخصت ہو تو وہ جنتی ہے اگرچہ (کچھ وقت کے لیے) وہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہو۔

صحیح حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! (بتایئے) آپ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا“ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اُٹھ بیٹھے اور فرمایا ”سنو! جھوٹی بات، سنو اور جھوٹی گواہی۔“ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۴) آپ مسلسل فرماتے رہے، حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش۔ آپ خاموشی اختیار فرماتے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سات ہلاکت خیز کاموں سے بچو۔“ اور ان میں شرک کا بھی ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا جو شخص اپنا دین بدل

لے، اس کو قتل کردو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۰، ص ۳۳)

شرک کی دوسری قسم

شرک کی دوسری قسم اعمال میں ریاکاری ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ (الکہف: ۱۱۰)

پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھے اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

یعنی دکھاوے کے لیے عمل نہ کرے--- نیز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "شرک اصغر (چھوٹے شرک) سے بچو۔" صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ریاکاری" جس دن اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا، اس دن فرمائے گا ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دکھانے کے لیے دنیا میں عمل کرتے تھے۔ پس دیکھو کیا ان کے پاس تمہارے لیے اجر ہے۔

(الاتحاف ج۸ ص ۲۶۳)

نیز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص کوئی عمل کرے اور اس میں میرے غیر کو میرے ساتھ شریک کرے تو وہ اس کے لیے ہے جس کو شریک کیا گیا اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ (الاتحاف ج۸ ص ۲۶۳)

نیز رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جو شخص کسی کو سنانے (شہرت) کے لیے عمل کرے، اللہ تعالیٰ اسے مشہور کر دے گا اور جو (دوسروں کو) دکھانا چاہے، اللہ تعالیٰ اسے دکھا دے گا۔

(الترغیب والترہیب ج۱ ص ۶۵، حلیۃ الاولیاء ج۱۰ ص ۲۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رب صائم لیس له من صومه الا الجوع والعطش ورب قائم لیس له من قیامه الا السهر۔

بہت سے روزہ داروں کو ان کے روزے سے صرف بھوک اور پیاس حاصل ہوتی ہے اور رات کو قیام کرنے والے کئی لوگ سوائے بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں کرتے۔

(الکامل فی الضعفاء الرجال ج۶ ص۲۳۹۸، مشکوٰۃ شریف ص۱۷۷ باب تنزیہ الصوم...... کچھ تبدیلی کے ساتھ)

یعنی جب نماز اور روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نہ ہو تو اس کا کوئی ثواب نہیں ہوتا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

"وہ شخص جو دکھانے اور شہرت کے حصول کی خاطر عمل کرتا ہے، اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنی تھیلی کنکریوں سے بھر کر خریداری کے لیے بازار جاتا ہے۔ جب اسے دکاندار کے سامنے کھولتا ہے تو وہ کنکریاں ہوتی ہیں، پس وہ اس کے منہ پر دے مارتا ہے تو اس کی اس تھیلی کا کوئی نفع نہیں ہوتا سوائے اس کے لوگ کہتے ہیں کہ اس کی تھیلی کس قدر بھری ہوئی ہے لیکن اس کے بدلے اسے کچھ بھی نہیں ملتا۔"

اس طرح جو شخص لوگوں کو دکھانے اور شہرت کے حصول کی خاطر عمل کرتا ہے۔ اس کے عمل کا بھی کوئی فائدہ نہیں، البتہ لوگوں کے ہاں اس کا تذکرہ ہوتا ہے لیکن آخرت میں اس کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔ (الفرقان: ۲۳)

اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا۔

یعنی وہ اعمال جن میں رضائے الٰہی مقصود نہ تھی، ہم نے ان کا ثواب باطل کر دیا اور ان کو "ھباء منثورا" کی طرح کر دیا اور یہ وہ غبار ہے جو سورج کی شعاعوں میں

نظر آتی ہے۔

حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

حدیث "قیامت کے دن کچھ جماعتوں کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا ہو گا حتیٰ کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی خوشبو سونگھیں گے، اس کے محلات اور وہ تمام نعمتیں دیکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے تیار کی ہیں تو (فرشتوں کو) آواز دی جائے گی کہ ان کو واپس کر دو، ان کے لیے جنت میں کوئی حصہ نہیں، چنانچہ وہ حسرت و ندامت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ اس طرح پہلے اور پچھلے کوئی بھی واپس نہیں ہوئے۔ پس وہ کہیں گے اے ہمارے رب! یہ ثواب جو تو نے اپنے دوستوں کے لیے تیار کیا اور ہمیں دکھایا ہے، اسے دکھانے سے پہلے ہمیں جہنم میں داخل کرتا تو ہمارے لیے آسانی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تمہارے لیے اسی بات کا ارادہ کیا تھا جب تم علیحدگی میں ہوتے تو بڑے بڑے گناہوں کے ذریعے میرے سامنے آتے اور جب لوگوں سے ملتے تو عاجزی اختیار کرتے۔ تم اپنے اعمال لوگوں کو دکھاتے تھے حالانکہ تمہارے دلوں میں اس کے خلاف ہوتا تھا، تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے۔ تم لوگوں کو بڑا سمجھتے تھے لیکن مجھے بڑا نہیں سمجھتے تھے، تم نے لوگوں کی خاطر (گناہ) چھوڑ دیئے لیکن میرے لیے نہ چھوڑے تو آج میں تمہیں دردناک عذاب چکھاؤں گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے تمہیں اپنے بہت بڑے ثواب سے محروم بھی کر دیا۔"

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! نجات کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے دھوکہ نہ کرو۔" اس نے پوچھا اللہ سے دھوکا کیسے کیا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس طرح کہ تم وہ عمل جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم دیا، غیر خدا کے لیے کرو (پھر فرمایا) ریاکاری سے بچو، یہ شرک اصغر ہے اور قیامت کے دن ریاکار کو لوگوں کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا۔۔۔

اے مرائی! (ریاکار) اے غادر! (دھوکے باز) اے فاجر! (نافرمان) اے خاسر! (نقصان اٹھانے والے) تیرا عمل بیکار اور اجر باطل ہوگیا، پس ہمارے ہاں تیرے لیے کوئی ثواب نہیں۔ جا اور اس سے اپنا اجر طلب کر جس کے لیے عمل کرتا تھا، اے دھوکے باز!---

کسی دانا سے پوچھا گیا: مخلص کون ہے؟ اس نے کہا: وہ شخص جو اپنی نیکیوں کو اس طرح پوشیدہ رکھتا ہے جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے---

ایک اور دانا سے پوچھا گیا: اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ فرمایا: تو لوگوں کی طرف سے اپنی تعریف پسند نہ کرے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں کی خاطر عمل چھوڑ دینا ریاکاری اور لوگوں (کو دکھانے) کے لیے عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھے--- یااللہ! ہمیں ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھ اور ہمیں معاف فرما۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲

انسانی قتل

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا - (النساء: ۹۳)

اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے، اس کا بدلہ جہنم ہے، وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر غضب فرمایا اور اس پر لعنت بھیجی اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا۔ (الفرقان: ۶۸-۷۰)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی پوجا نہیں کرتے اور جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا، اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو ایسا کرے وہ گناہ حاصل کرتا ہے۔ قیامت کے دن اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا البتہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا عمل کرے۔

نیز ارشاد فرمایا:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔

(المائدہ: ۳۲)

اسی لیے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی نفس کو کسی نفس کے (قصاص کے) بغیر یا زمین میں فساد کئے بغیر قتل کرے پس گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جو کسی نفس کو زندہ رکھے گویا اس نے سب لوگوں کو زندگی دی۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۔ (التکویر: ۸-۹)

اور جب زندہ درگور کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سات ہلاک کرنے والے اُمور سے بچو۔" تو آپ نے ان اُمور میں ناحق قتل کئے جانے والے نفس کا بھی ذکر کیا۔

ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا، پوچھا پھر کون سا گناہ ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا۔ پوچھا پھر کون سا گناہ ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کا ارتکاب کرو۔" اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

(صحیح مسلم ج۱ص ۶۴)

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ۔ (الفرقان: ۶۸)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی پوجا نہیں کرتے، نہ اس نفس کو قتل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ناحق قتل کو حرام قرار دیا ہے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو اس لیے جائے گا کہ قاتل ہے لیکن مقتول کیوں جائے گا؟ فرمایا اس لیے کہ وہ دوسرے شخص کو قتل کرنے کی حرص رکھتا تھا۔

(صحیح بخاری ج۱ص۹)

حضرت امام ابو سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس صورت میں ہے جب وہ کسی ضرورت کے تحت نہ لڑتے ہوں بلکہ باہمی عداوت، خاندانی تعصب، طلب دنیا، ریاست یا برتری کے حصول کے لیے لڑتے ہوں لیکن جو شخص اہل بغاوت سے اس انداز میں لڑتا ہو کہ ان سے لڑنا واجب ہو یا اپنے آپ یا اپنی بیوی کے دفاع کی خاطر لڑے، وہ اس حکم میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ اپنے دفاع کے لیے اسے لڑنے کا حکم ہے، وہ اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، ہاں اسے قتل کرنے کا ارادہ ہو (تو یہ جرم ہے) اور جو شخص کسی مسلمان باغی یا ڈاکو سے لڑے تو وہ اس کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا، وہ تو

صرف اپنا دفاع کرتا ہے، پس اگر اس کا مقابل رک جائے تو یہ بھی اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور اس کا پیچھا نہیں کرتا۔

تو اس قسم کے لوگوں کے بارے میں یہ حدیث نہیں ہے لیکن اس طریقے سے ہٹ کر ہو تو وہ اُس حدیث کے حکم میں داخل ہے جو ہم نے ذکر کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۸)

میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تم میں سے بعض، بعض کی گردنیں مارنا شروع کر دیں۔

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یزال العبد فی فسحۃ من دینہ مالم یصب دما حراما۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۸)

بندہ ہمیشہ اپنے دین کی وسعت میں ہوتا ہے جب تک حرام خون تک نہ پہنچے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اول ما یقضی بین الناس یوم القیامۃ فی الدماء۔

قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (قتل) کا فیصلہ ہوگا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۴)

اور آپ کا ارشاد گرامی ہے:

لقتل مؤمن اعظم عند اللہ من زوال الدنیا۔

کسی مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کے زوال سے بھی بڑا (جرم) ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۲۲)

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الکبائر الاشراک باللہ وقتل النفس والیمین الغموس۔ (صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۰۱۵)

کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی نفس کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم ہے۔

جھوٹی قسم کو یمین غموس اس لیے کہا کہ یہ قسم، قسم کھانے والے کو جہنم میں غوطہ دیتی ہے۔ (غمس غوطہ خوری کو کہتے ہیں)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن ادم الاول کفل من دمها لانه اول من سن القتل۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۰)

جب کوئی نفس ظلم کے طور پر قتل ہوتا ہے تو اس کا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر ہوتا ہے، وہ اس کے خون کا ذمہ دار ہے، کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من قتل معاهدا لم یرح رائحة الجنة وان رائحتها لتوجد من مسیرة اربعین عاما۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۱)

جو شخص کسی معاہد (ذمی کافر) کو قتل کرے، اسے جنت کی خُوشبو حاصل نہ ہوگی، اگرچہ اس کی خُوشبو چالیس سال کی مسافت سے آئے گی۔

تو جب ان یہود و نصاریٰ کے قتل کا یہ حکم ہے جو مسلمانوں کے ملک میں معاہدے کے ساتھ (بطور ذمی) رہتے ہیں تو مسلمان کو قتل کرنا کتنا بڑا جُرم ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا من قتل نفسا معاهدا لها ذمة الله وذمة رسوله فقد احقر ذمة الله ولا یرح رائحة الجنة وان ریحها لیوجد من مسیرة خمسین خریفا۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۶۸)

سنو! جس نے کسی معاہدہ والے (ذمی) کو جس کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ہے، قتل کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو حقیر جانا اور وہ جنت کی خُوشبو سونگھ نہیں سکے گا، اگرچہ اس کی خُوشبو پچاس سال کے راستے سے آئے گی۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

من اعان علی قتل مسلم بشطر کلمة لقی اللہ مکتوب بین عینیہ ایس من رحمة اللہ۔

جو شخص کسی مسلمان کے قتل پر نصف کلمہ کے ساتھ بھی مدد کرے وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں سے درمیان آیس (مایوس) لکھا ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۲ کتاب القصاص)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

کل ذنب عسی اللہ ان یغفرہ الا الرجل یموت کافرا او الرجل یقتل مؤمنا متعمدا۔

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو بخش دے، مگر جو شخص حالت کفر میں مرجائے یا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۹۹)

گناہ کبیرہ نمبر ۳

جادوگری

کیونکہ جادوگر کو کافر قرار دینا ضروری ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ۔

اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

(البقرہ: ۱۰۲)

اور شیطان ملعون کا انسان کو جادو سکھانا اسی غرض سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے، اللہ تعالیٰ ہاروت و ماروت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد

فرماتے ہیں:

وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔ (البقرہ: ۱۰۲)

اور وہ کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، مگر اسے کہہ دیتے کہ ہم آزمائش ہیں تو کفر نہ کر، پس لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے جن کے ذریعے خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق ڈالتے اور وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی کو نقصان نہ پہنچا سکتے تھے اور وہ ایسی بات سیکھتے جو ان کو نقصان دیتی اور ان کو نفع نہ دیتی اور بے شک انہیں معلوم ہے کہ جو شخص اسے خریدتا ہے، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

پس تم بہت سے گمراہ لوگوں کو دیکھو گے جو جادو کرتے ہیں اور اسے فقط حرام سمجھتے ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ یہ کفر ہے پس وہ "سیمیاء" کی تعلیم اور عمل میں مشغول ہوتے ہیں حالانکہ وہ سراسر جادو ہے، مرد کے دل میں بیوی کے لیے کینہ پیدا کرتے ہیں نیز مرد کا عورت سے محبت کرنا اور بغض رکھنا وغیرہ، مجہول کلمات کے ساتھ جادو کرتے ہیں جن میں سے اکثر کلمات شرک اور گمراہی پر مبنی ہوتے ہیں۔[1]

جادوگر کی سزا

جادوگر کی سزا اسے قتل کرنا ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا یا کفر سے مشابہت اختیار کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سات چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔" اور ان میں جادو کا ذکر بھی فرمایا۔ (کنز العمال ج۱۶ ص۹۰) پس بندے کو

---

[1] اگر میاں بیوی کے درمیان باہمی محبت کے لیے جائز کلمات کے ساتھ تعویذ وغیرہ کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

چاہیے کہ اپنے رب سے ڈرے اور ایسا کام نہ کرے جس میں دنیا اور آخرت کے اعتبار سے نقصان ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

حد الساحر ضربة بالسیف۔ جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے مارا جائے۔

(المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۳۶۰)

صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

حضرت بجالہ بن عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے ایک دن پہلے ان کا ایک خط ہمارے پاس پہنچا کہ جادوگر مرد و عورت کو قتل کر دو۔[1]

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص جادو کرے یا اس کے لیے جادو کیا جائے، جو شخص کہانت کرے (نجومی جو جھوٹی خبریں دیتے ہیں) یا نجومی (کاہن) کے پاس جائے اور جو آدمی بُری فال بتائے اور جس کے لیے بتائے ان سب کا مجھ (اللہ تعالیٰ) سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثة لا یدخلون الجنة مدمن خمر وقاطع رحم ومصدق ساحر۔

تین (قسم کے) آدمی جنت میں نہیں جائیں گے: شراب نوشی کا عادی، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا اور جادوگر کی تصدیق کرنے والا۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۹۹)

---

[1] یہ تنبیہ ہے تاکہ لوگ جادو کے قریب نہ جائیں ورنہ جب تک کفریہ کلمات استعمال نہ کرے، کافر نہ ہوگا اس لیے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ ۱۲ ہزاروی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، جس میں فرمایا:

الرقی والتمائم والتولہ شرک۔ (المعجم الکبیر ج ۱۰ ص ۲۶۲)

(شرکیہ الفاظ کے ساتھ) دم کرنا، تعویذ باندھنا اور جادو کرنا شرک ہے۔

التمائم، تمیمہ کی جمع ہے۔ یہ منکے وغیرہ ہیں جو جاہل لوگ اپنے، اپنی اولاد اور جانوروں کے گلے میں ڈالتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ نظر بد سے بچاتے ہیں۔ یہ جاہلیت کا عمل تھا اور جو شخص اس کا اعتقاد رکھے، وہ مشرک ہے۔[1]

تولہ تاء کے نیچے کسرہ (زیر) اور واؤ پر فتح (زبر) کے ساتھ جادو کی ایک قسم ہے اور یہ عورت کو مرد کے لیے محبوبہ بنانا ہے۔

اس عمل کو شرک میں سے اس لیے قرار دیا کہ جاہل لوگوں کے اعتقاد کے مطابق یہ باتیں تقدیر خداوندی کے خلاف اثر رکھتی ہیں۔۔۔ (اگر ان کو موثر حقیقی نہ مانیں تو شرک نہیں)

حضرت خطابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب قرآن پاک (کے کلمات) یا اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے ذریعے دم کیا جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دم کرتے (اور ان کے گلے میں تعویذ ڈالتے تھے) آپ یوں فرماتے:

اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۵۶)

میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ہر شریر آنکھ سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

---

[1] جو ان میں کلماتِ شرک استعمال کرے یا ان کو موثر سمجھے وہ مشرک ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

گناہ کبیرہ نمبر ۴

نماز نہ پڑھنا

ارشاد خداوندی ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا۔ (مریم: ۵۹-۶۰)

پس ان کے بعد کچھ ناخلف آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کے پیچھے چلے، پس عنقریب وہ جہنم کی گہری وادی میں جائیں گے، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ضائع کرنے کا معنی یہ نہیں کہ انہوں نے اسے بالکل چھوڑ دیا بلکہ یہ کہ انہوں نے اسے اس کے وقت سے پیچھے کر دیا۔

امام التابعین حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی اس نے ظہر کی نماز نہ پڑھی ہو کہ عصر کا وقت ہو جائے اور عصر کی نماز، مغرب تک موخر کر دے۔ مغرب کی نماز، عشاء تک اور عشاء کی نماز، فجر تک موخر کر دے اور فجر کی نماز طلوع آفتاب تک نہ پڑھے، جو شخص اس حالت میں فوت ہو جائے اور توبہ نہ کرے، اسے اللہ تعالیٰ نے مقام "غی" سے ڈرایا ہے اور یہ جہنم کی ایک نہایت گہری وادی ہے جس کا ذائقہ بہت برا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ (الماعون: ۴-۵)

پس ان سے لوگوں کے لیے ویل (خرابی یا جہنم کی ایک وادی) ہے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔

یعنی نمازوں سے غفلت برتتے اور سستی کرتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو نماز میں سستی کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا "وقت میں تاخیر کرنا یعنی نماز کو وقت سے موخر کرنا" ان لوگوں کو نمازی قرار دیا لیکن جب وہ سستی کرتے اور نماز کو وقت سے موخر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو "ویل" سے ڈرایا اور وہ سخت عذاب ہے۔ کہا گیا ہے یہ جہنم میں ایک وادی ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ چلائے جائیں تو وہ اس کی گرمی سے پگھل جائیں اور یہ ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو نماز میں سستی کرتے اور وقت کے بعد قضاء کرکے پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ بارگاہ خداوندی میں توبہ کرے اور اپنی کوتاہی پر نادم ہو، اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تمہیں غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

(المنافقون: ۹)

✯ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پانچ نمازیں مراد ہیں، پس جو شخص اپنے مال یعنی خرید و فروخت اور معیشت، سازو سامان اور اولاد میں مصروف ہو اور وقت پر نماز نہ پڑھے وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی ہے، آپ کا ارشاد گرامی ہے:

اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله الصلوة فان صلحت فقد افلح وانجح وان نقصت فقد خاب و خسر۔

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ اگر وہ درست ہوئی تو اس نے فلاح اور کامیابی پائی اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ رسوا ہوا اور اس نے نقصان اٹھایا۔

(کنزالعمال ج۲ ص۲۸۲)

جہنمیوں کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ○ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ - (المدثر: ۴۲-۴۸)

(جہنمی ایک دوسرے سے پوچھیں گے) تمہیں کون سا عمل جہنم میں لے گیا؟ وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور بے ہودہ باتوں میں مشغول ہونے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغول ہوتے تھے، نیز ہم قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے، حتیٰ کہ ہمارے پاس یقین آگیا (موت آگئی) پس ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نے کوئی فائدہ نہ دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

العهد الذی بيننا وبينهم الصلوه فمن تركها فقد كفر - (سنن نسائی ج ۱ ص ۸۱)

ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان عہد (فرق) نماز ہے۔ پس جس نے اُسے چھوڑا، اس نے کفر کیا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ارشاد گرامی ہے:

بين العبد و بين الكفر ترك الصلوة۔

(سنن نسائی ج ۱ ص ۸۱)

(مسلمان) بندے اور کفر (کافر) کے درمیان نماز ترک کرنے کا فرق ہے۔

یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من فاتته صلوة العصر حبط عمله۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۸)

جس شخص سے عصر کی نماز فوت ہو جائے اس کا عمل ضائع ہوگیا۔

سنن (احادیث کی کتب) میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

من ترک الصلوة متعمدا فقد برئت منه ذمة الله۔

جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑے، اس سے اللہ تعالیٰ کا عہد امان اُٹھ گیا۔

(الدر المنثور ج۱ ص۲۹۸)

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله ویقیموا الصلوة و یؤتوا الزکوة فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله۔

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ کہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، پس جب وہ یہ کام کرلیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانیں اور مال محفوظ کر لیے۔ مگر ان کی حق کے ساتھ (پکڑ ہوگی) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا۔

(صحیح بخاری ج۱ ص۸، صحیح مسلم ج۱ ص۳۷)

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من حافظ علیها کانت له نورا و برهانا و نجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیها لم تکن له نورا ولا برهانا ولا نجاة یوم القیامة وکان یوم القیامة مع فرعون و قارون وهامان وابی بن خلف۔

جو شخص نماز کی حفاظت کرے، اس کے لیے نماز قیامت کے دن نور، دلیل اور نجات ہوگی اور جو اس کی حفاظت نہ کرے، اس کے لیے نہ نور ہوگی نہ برہان اور نہ نجات، قیامت کے دن۔ اور وہ شخص قیامت کے دن فرعون، قارون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۵۸، مجمع الزوائد ج۱ ص۲۹۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اما انہ لا حظ لاحد فی الاسلام اضاع الصلوۃ۔

سنو! جو نماز کو ضائع کرتا ہے، اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز کے تارک کو ان چار (فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف) کے ساتھ اس لیے اٹھایا جائے گا کہ اس نے اپنے مال، حکومت، وزارت اور تجارت کی وجہ سے نماز کو چھوڑا۔ اگر وہ مال میں مشغول ہوتا ہے (اور نماز کو چھوڑتا ہے) تو اس کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا اگر حکومت میں مشغول ہوتا ہے تو فرعون کے ساتھ حشر ہوگا اگر وزارت میں مشغولیت ہے تو ہامان کے ساتھ حشر ہوگا اور اگر تجارت میں مشغول ہو کر نماز کو ترک کرتا ہے تو اس کو اُبی بن خلف کے ساتھ اُٹھایا جائے گا جو مکہ مکرمہ میں کفار کا (بہت بڑا) تاجر تھا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من ترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فقد برئت منہ ذمۃ اللہ عزوجل۔

جو شخص جان بوجھ کر ایک فرض نماز چھوڑ دے، اس سے اللہ عزوجل کا (حفاظت کا) ذمہ اُٹھ گیا۔

(الاتحاف ج٦ ص ٣٩٢)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام میں سب سے زیادہ پسندیدہ کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور جس نے نماز کو چھوڑا اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔ (شعب الایمان بحوالہ الدر المنثور ج۱ ص۲۹۶)

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہوا تو عرض کیا گیا اے امیرالمومنین! نماز (کا وقت ہے) آپ نے فرمایا ہاں سنو! جو شخص نماز کو ضائع کرتا ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں--- اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حالت میں نماز ادا کی کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن شقیق تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ترک نماز کے علاوہ کسی عمل کو کفر نہیں جانتے تھے۔ (یہ مطلب نہیں کہ نماز نہ پڑھنے والا کافر ہو جاتا ہے بلکہ اُس کی شدت اور بہت بڑا جُرم ہونے کی طرف اشارہ ہے یعنی نماز نہ پڑھنا تو کفار کی علامت ہے مسلمان ایسا کیوں کرتا ہے--- ۱۲ ہزاروی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز نہیں پڑھتی تھی تو آپ نے فرمایا جو نماز نہ پڑھے وہ کافر (بہت بڑا مجرم) ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو نماز نہ پڑھے، اس کا دین نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جو شخص جان بوجھ کر ایک نماز بھی چھوڑے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہو گا۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۹۵)

من لقی اللہ وھو مضیع للصلوۃ لم یعباء اللہ بشئ من حسناتہ۔ (الاتحاف ج ۳ ص ۹)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے کہ وہ نماز کو ضائع کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی کسی نیکی کی پرواہ نہیں کرے گا۔

یعنی وہ کیا عمل کرتا ہے اور کیا نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہ ہوگی جب کہ وہ نماز کو ضائع کرتا ہو۔

ابن حزم فرماتے ہیں: شرک کے بعد نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھنے اور کسی مومن کو ناحق قتل کرنے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے نماز کو چھوڑا اس نے کفر کیا۔ (کافروں والا کام کیا)

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ بھی اس قسم کی بات فرماتے ہیں۔ حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب بندے کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے نماز کا سوال ہوتا ہے، اگر اس پل کو عبور کرلے تو دوسرے اعمال کو دیکھا جاتا ہے ورنہ

دوسرے اعمال کو نہیں دیکھا جاتا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بندہ نماز شروع وقت میں (مستحب وقت میں) نماز پڑھتا ہے، تو وہ نماز آسمان کی طرف جاتی ہے اور اس کے لیے نور ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ عرش تک پہنچ جاتی ہے اور قیامت تک نماز پڑھنے والے کے لیے بخشش کی دعا مانگتی رہتی ہے وہ کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جس طرح تُو نے میری حفاظت کی اور جب بندہ وقت کے بعد نماز پڑھتا ہے تو وہ آسمان کی طرف اس طرح جاتی ہے کہ اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے۔ جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو وہ پُرانے کپڑے کی طرح لپٹی ہوئی ہوتی ہے اور اسے اس نمازی کے منہ پر مارا جاتا ہے اور وہ کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا۔ (کنزالعمال ج ۷ ص ۳۶۱)

حضرت امام ابوداؤد نے اپنی سنن (سنن ابی داؤد) میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاتهم من تقدم قوما وهم له كارهون ومن استعبد محررا و رجل اتى الصلوة دبارا۔ (الترغیب ج ۱ ص ۳۱۳)

تین (قسم کے) آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نماز قبول نہیں کرتا وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں وہ شخص جو کسی آزاد کو غلام بنائے اور وہ آدمی جو نماز کے لیے تاخیر سے آئے۔

دبار کا معنیٰ وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھنا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

من جمع بين صلاتين من غير عذر فقد اتى بابا عظيما من ابواب الكبائر۔

(الموضوعات ج ۲ ص ۱۰۱)

جو شخص کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو جمع کرے وہ گناہ کبیرہ کے بہت بڑے دروازے کے پاس آیا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق اور مدد کا سوال کرتے ہیں وہ جود و سخا کا مالک ہے، کریم اور سب سے بڑا مہربان ہے۔ (آمین)

بچے کو نماز کا حکم کب دیا جائے

حضرت امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بچے کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کا ہو جائے اور جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے سزا دو۔" (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۷۷)

ایک دوسری روایت میں ہے:

مروا اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر وفرقوا بینھم فی المضاجع۔

اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہوں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کو سزا دو اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۷۷، سنن نسائی ج ۱ ص ۸۱)

حضرت امام ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب بچہ بالغ ہونے کے بعد نماز کو ترک کرے تو اسے سخت سے سخت سزا دی جائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے بعض اصحاب اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب بالغ ہونے کے بعد جان بوجھ کر نماز چھوڑے تو اسے قتل کرنا واجب ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نابالغ بچے کو (ترک نماز پر) مارنے کا حکم ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ بلوغت کے بعد وہ اس قدر سزا کا مستحق ہے جو مارنے سے زیادہ سخت ہو اور مارنے سے زیادہ سخت سزا قتل ہے۔ (بطور تنبیہ فرمایا ورنہ کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں)

تارک نماز کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت امام مالک، امام شافعی اور

امام احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ نماز نہ پڑھنے والے کی گردن تلوار سے اُڑا دی جائے، پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر وہ کسی عذر کے بغیر نماز چھوڑے حتیٰ کہ وقت نکل جائے تو کیا وہ کافر ہو جائے گا تو حضرت ابراہیم نخعی، ایوب سختیانی، عبداللہ بن مبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے، آپ نے فرمایا:

العھد الذی بیننا وبینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر۔

ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان عہد، نماز ہے پس جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا۔

(صحیح مسلم ج۱ ص۶۱ مسند امام احمد بن حنبل ج۵ ص۳۴۶)

نیز آپ نے فرمایا:

وبین الرجل وبین الکفر ترک الصلوۃ۔

بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۸، کتاب الصلوۃ... الرجل کی بجائے العبد کا لفظ ہے)

نماز کے فوائد

حدیث شریف میں ہے جو شخص پانچ فرض نمازوں کی پابندی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پانچ اعزازات عطا فرماتا ہے:

(۱) اس سے رزق کی تنگی اٹھالیتا ہے۔

(۲) اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۳) اسے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دے گا۔

(۴) وہ پل صراط پر بجلی چمکنے کی طرح گزرے گا۔

(۵) اور حساب و کتاب کے بغیر جنت میں جائے گا۔

اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پندرہ سزائیں دیتا ہے، پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں، تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں:

(۱) اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

(۲) اس کے چہرے سے نیک لوگوں کی علامت مٹادی جاتی ہے۔

(۳) اسے اللہ تعالیٰ کسی عمل کا اجر نہیں دیتا۔

(۴) اس کی دُعا آسمان کی طرف اُٹھائی نہیں جاتی۔ (قبول نہیں ہوتی)

(۵) اسے نیک لوگوں کی دُعا سے حصّہ نہیں ملتا۔

موت کے وقت پہنچنے والی سزائیں یہ ہیں:

(۱) وہ ذلیل ہو کر مرتا ہے۔

(۲) بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔

(۳) پیاسا مرتا ہے اگرچہ دنیا کے تمام سمندروں کا پانی اسے پلایا جائے، اس کی پیاس نہیں بجھتی۔

قبر میں پہنچنے والی سزائیں یہ ہیں:

(۱) اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔

(۲) اس کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے وہ صبح شام انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔

(۳) اس کی قبر پر ایک اژدہا مقرر کیا جاتا ہے جس کا نام "شجاع اقرع" ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہیں۔ ہر ناخن ایک دن کی مسافت کے برابر لمبا ہے۔ وہ میت کو ڈستا ہے اور کہتا ہے میں "شجاع اقرع" ہوں۔ اس کی آواز سخت آواز والی گرج کی طرح ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اس بات پر ماروں کہ تُو نے صبح کی نماز طلوع آفتاب تک نہ پڑھی، اور اس بات پر ماروں کہ تُو نے ظہر کی نماز عصر تک موخر کی اور اس بات پر ماروں کہ تُو نے عصر کی نماز مغرب تک نہ پڑھی اور اس بات پر ماروں کہ تُو نے مغرب کی نماز عشاء تک ادا نہ کی اور تجھے اس بات پر ماروں کہ تُو نے عشاء کی نماز کو صبح تک موخر کیا۔

وہ جب بھی اسے کوئی ضرب مارتا ہے تو وہ زمین میں ستر گز تک دھنس جاتا ہے، پس وہ قیامت تک زمین میں عذاب پائے گا۔

اور وہ عذاب جو قبر سے نکلنے کے وقت میدانِ محشر میں ہوں گے، وہ یہ ہیں:

(۱) حساب کی سختی۔

(۲) رب تعالیٰ کی ناراضگی۔

(۳) جہنم میں داخلہ۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ (بے نمازی) قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر تین سطروں میں لکھا ہوگا۔ پہلی سطر میں ہوگا اے اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کرنے والے۔ دوسری سطر میں لکھا ہوگا کہ اے غضب خداوندی کے ساتھ مخصوص شخص اور تیسری سطر میں لکھا ہوگا جس طرح تُو نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کیا اسی طرح آج تُو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک شخص لا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں لے جانے کا حکم دے گا، وہ پوچھے گا یا اللہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس لیے کہ تو وقت پر نماز نہیں پڑھتا تھا اور جھوٹی قسمیں کھاتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے ایک دن آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں یوں دعا مانگی:

اللھم لا تدع فینا شقیا ولا محروما۔ یا اللہ! ہم میں سے کسی کو بدبخت یا محروم نہ بنانا۔

پھر فرمایا: کیا جانتے ہو کہ بدبخت محروم کون ہے؟ صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! کون ہے؟ فرمایا: "جو نماز نہیں پڑھتا۔"

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور جہنم میں ایک وادی ہے جسے "مَلَم" کہا جاتا ہے۔ اس میں سانپ ہیں۔ ہر سانپ اونٹ کی گردن کی طرح موٹا ہے۔ اس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جیسی ہے۔ وہ نماز نہ پڑھنے والے کو ڈسے گا تو اس کا زہر اس شخص کے جسم میں ستر سال تک کھولتا رہے گا، پھر اس کا گوشت زرد رنگ کا ہو جائے گا۔

حکایت نمبر ۱

روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول علیہ السلام! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا اور میں نے بارگاہ خداوندی میں اس گناہ سے توبہ کر لی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ میرے گناہ بخش دے اور میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے زنا سرزد ہوا جس سے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا پس میں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے فاسقہ فاجرہ عورت! یہاں سے چلی جا کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں بھی جلا نہ دے، چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چلی گئی۔

اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اُترے اور فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے موسیٰ! توبہ کرنے والی عورت کو آپ نے کیوں واپس کر دیا؟ کیا آپ نے اس سے زیادہ بُرائی والا نہیں دیکھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: جبرئیل! اس سے زیادہ شر والا کون ہے؟ فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے۔

حکایت نمبر ۲

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی ایک بہن انتقال کر گئی تو وہ اس کے پاس آئے۔ دفن کے وقت ان کی مال سے بھری ہوئی تھیلی اس خاتون کی قبر میں گر گئی اور کسی کو معلوم نہ ہو سکا حتیٰ کہ وہ قبر سے واپس آ گئے، پھر لوگوں کے واپس جانے کے بعد وہ گئے اور قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قبر میں اس خاتون پر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ چنانچہ قبر پر مٹی ڈالی اور روتے ہوئے غمگین حالت میں اپنی ماں کے پاس آئے اور پوچھا اے ماں! مجھے میری بہن کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتی تھی؟ ماں نے کہا تم اس کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا امی جان!

میں نے اس کی قبر میں آگ شعلہ زن دیکھی ہے۔ فرماتے ہیں ان کی ماں بھی رونے لگی اور اس نے کہا اے میرے بیٹے! تمہاری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور وقت سے موخر کرتی تھی---

جو لوگ وقت پر نماز نہیں پڑھتے، ان کا یہ حال ہے تو جو بالکل نہیں پڑھتے، ان کا کیا حال ہوگا--- ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں وقت پر نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بے شک وہ جواد و کریم ذات ہے۔

نماز مکمل نہ کرنے والے کی سزا

یعنی وہ لوگ جو نماز پر محض اوپر نیچے ہوتے ہیں اور رکوع و سجود پورا نہیں کرتے، ان کی کیا سزا ہے تو اس سلسلے میں ارشاد خداوندی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔

پس اُن نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔

(الماعون: ۴،۵)

اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ نماز میں (مرغ کی طرح) چونچیں مارتے ہیں اور رکوع و سجود پورا نہیں کرتے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اس نے نماز پڑھی، پھر حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا واپس جاؤ اور نماز پڑھو، بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھی۔ پھر حاضر ہو کر سلام پیش کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جاؤ، نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، چنانچہ وہ گیا اور پہلے کی طرح نماز ادا کی پھر حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا واپس جاؤ، نماز پڑھو بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تین مرتبہ ایسا ہوا تیسری مرتبہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں

اس سے اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا۔ آپ مجھے سکھائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر جس قدر قرآن پاک سے پڑھنا آسان سمجھو پڑھو، پھر رکوع کرو حتیٰ کہ مطمئن ہو جاؤ پھر کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ بالکل سیدھے کھڑے ہو، اس کے بعد سجدہ کرو حتیٰ کہ سجدے میں مطمئن ہو جاؤ پھر اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو اور اطمینان سے کرو، اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۹، سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۱)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ایک بدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لا تجزی صلوۃ لا یقیم الرجل فیہ صلبہ فی الرکوع والسجود۔	وہ نماز جائز نہیں جس کے رکوع و سجود میں آدمی اپنی پیٹھ کو سیدھی نہ رکھے۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۱، مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۲۲، جامع ترمذی ج ۱ ص ۳۶)

اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے بھی روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے، حتیٰ کہ وہ رکوع اور سجدہ میں پیٹھ کو سیدھا رکھے۔ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۱)

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بات کو واضح فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتے ہوئے رکوع و سجود کے بعد پیٹھ کو سیدھا نہ رکھے جیسا کہ وہ پہلے تھی تو اس کی نماز باطل ہے اور یہ فرض نماز میں ہے۔ اسی طرح طمانیت بھی ضروری ہے یعنی ہر عضو کو اس کی جگہ پر برقرار رکھا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا:

وہ شخص سب سے بڑا چور ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ عرض کیا گیا نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا رکوع سجدہ اور قرأت کو پورا نہ کرنا۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۲۰)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

لا ینظر اللہ الی رجل لا یقیم صلبہ بین رکوعہ و سجودہ۔	اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے رکوع اور سجدہ کے درمیان پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۲)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ طریقہ منافق کی نماز کا ہے کہ وہ سورج (کے غروب ہونے) کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو یہ (نماز کے لیے) کھڑا ہوتا ہے اور چار مرتبہ (زمین پر) چونچیں مارتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۵)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی، پھر تشریف فرما ہوئے، اتنے میں ایک شخص داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی۔ وہ رکوع اور سجود میں چونچیں مارنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دیکھو اگر یہ مرجائے تو دین محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر نہیں مرے گا۔ یہ نماز کو اس طرح چگتا ہے جس طرح کوا خون چگتا ہے۔ حضرت ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ نے یہ حدیث اپنی صحیح (صحیح ابن خزیمہ) میں نقل کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا: ہر نمازی کی دائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے اور دوسرا فرشتہ بائیں جانب ہوتا ہے۔ اگر وہ نماز کو مکمل طور پر ادا کرے تو فرشتے اس نماز کو اوپر اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاتے ہیں اور اگر اسے ناقص طور پر ادا کرے تو وہ اس کے منہ پر دے مارتے ہیں۔ (العلل المتناھیہ ج ۱ ص ۴۴۶)

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کے لیے کھڑا ہو، اس کے رکوع، سجود اور

قرأت کو مکمل کرے تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے پھر اس نماز کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کے لیے چمک اور نور ہوتا ہے۔ پس اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ تک پہنچایا جاتا ہے اور وہ اس نمازی کی شفاعت کرتی ہے اور اگر وہ اس کا رکوع، سجدہ اور قرأت مکمل نہ کرے تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑ دے جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا پھر اس کو اس طرح آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے کہ اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے اور اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس کو پُرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مارا جاتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز ایک پیمانہ ہے جو اس کو پورا کرتا ہے، اسے پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے اور جو اس میں کمی کرتا ہے تو تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کمی کرنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ۔ (المطففین: ۱)

(ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے۔

"المطفف" وہ شخص ہے جو ناپ تول یا نماز میں کمی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ویل سے ڈرایا جو جہنم میں ایک وادی ہے اور جہنم بھی اس کی گرمی سے پناہ طلب کرتی ہے۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے تو اپنا چہرہ، ناک اور ہاتھ (کی ہتھیلیاں) زمین پر رکھے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں (یعنی) پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیاں، گھٹنے اور قدموں کے اگلے حصے پر، اور میں بالوں اور کپڑے کو نہ لپیٹوں۔[1] پس جو شخص ہر عضو کو اس کا حق نہ دے، اس پر وہ عضو نماز کے ختم ہونے تک لعنت کرتا رہتا ہے۔

[1] اسی مضمون کی ایک حدیث مشکوٰۃ شریف ص ۸۳، باب السجود وفضلہ میں ہے۔

امام بخاری نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھتے ہوئے رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: تم نے جو نماز پڑھی اگر اسی نماز کی حالت میں انتقال کر جاؤ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے طریقہ پر تمہاری موت واقع نہیں ہوگی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۹)

سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا: تم کب سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے چالیس سال سے نماز بالکل نہیں پڑھی اور اگر تمہارا انتقال ہوا تو تم دین محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر نہیں مرو گے۔ (سنن نسائی ج ۱ ص ۱۹۳)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے: اے ابن آدم! تمہارے دین میں سے کون سی بات تیرے نزدیک قابلِ عزت ہوگی جب تمہارے ہاں نماز کی کوئی حیثیت نہ ہو اور قیامت کے دن تم میں سب سے پہلے نماز کا ہی سوال ہوگا جس طرح اس سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی گزر چکا ہے کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا، پس اگر یہ صحیح ہو تو وہ کامیاب ہوا اور اگر اس میں خرابی ہوئی تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔ (کنزالعمال ج ۷ ص ۲۸۲)

اگر کسی فرض میں کوتاہی اور کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، دیکھو میرے بندے کے پاس نفلی عبادت ہے تو اس سے فرائض کی کمی کو پورا کردو، پھر دوسرے تمام اعمال کا بھی یہی حال ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۲)

لہٰذا بندے کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھے تاکہ ان کے ذریعے فرائض کی کمی پوری ہوسکے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

طاقت کے باوجود نماز باجماعت کو چھوڑنے کی سزا

ارشاد خداوندی ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ○ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ۔ (القلم: ۴۲،۴۳)

جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (اس کا مفہوم اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) اور ان کو سجدے کی طرف بلایا جائے گا تو وہ طاقت نہیں رکھیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی، ان پر ذلت چڑھی ہوگی اور وہ اس وقت سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے جب وہ صحیح تندرست تھے۔

یہ قیامت کا دن ہے جب ان پر ندامت کی ذلت چڑھی ہوگی اور دنیا میں ان کو سجدے کی طرف بلایا جاتا رہا۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے اذان اقامت کے ساتھ باجماعت نماز مراد ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" سنتے تھے اور صحیح سالم تندرست ہونے کے باوجود نماز باجماعت نہیں پڑھتے تھے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جماعت سے پیچھے رہتے ہیں تو جو شخص جماعت میں شامل ہونے کی طاقت رکھنے کے باوجود اسے ترک کر دیتا ہے اس کے لیے اس سے زیادہ سخت تنبیہہ اور کیا ہو سکتی ہے۔

جہاں تک سنت (احادیث) سے ثابت ہونے کا تعلق ہے تو صحیحین (صحیح بخاری، صحیح مسلم) میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو حکم دوں کہ وہ نماز کے لیے اقامت کہے، پھر کسی دوسرے کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر میں کچھ لوگوں کو لے کر جن کے پاس لکڑیاں ہوں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور میں ان کو گھروں میں آگ سے جلا دوں۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۹۵ باب الجماعۃ وفضلھا)

تو آپ نے ان کو واجب کے چھوڑنے کی وجہ سے اس بات سے ڈرایا کہ ان کو

ان کی اولاد اور ساز و سامان سمیت جلا دیا جائے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک نابینا صحابی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے مسجد میں لانے والا کوئی نہیں، انہوں نے آپ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ جب وہ واپس ہونے لگے تو آپ نے بلا کر پوچھا کہ تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جماعت میں حاضر ہونا ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۲)

حضرت امام ابوداؤد نے حضرت عمرو بن ام مکتوم سے روایت کیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مدینہ طیبہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہوتے ہیں، میں ایک نابینا شخص ہوں اور میرا گھر بھی دُور ہے، مجھے لانے والا نہیں ہے، کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اذان سنتے ہو، انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر تمہیں حاضر ہونا پڑے گا، میں تمہارے لیے رخصت نہیں پاتا۔ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۸۸)

یہ تو ایک نابینا شخص ہیں اور مسجد میں آتے ہوئے ان کو جو مشقت ہوتی ہے، اس کی شکایت کر رہے ہیں ان کے پاس کوئی ایسا شخص بھی نہیں جو ان کو لے کر آئے لیکن اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی تو جو شخص تندرست ہو، اس کی بینائی بھی صحیح ہو، اسے کس طرح اجازت ہو سکتی ہے حالانکہ اسے کوئی عذر نہیں ہے۔

اسی لیے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن کے وقت روزہ رکھتا اور رات کو (نوافل کے لیے) قیام کرتا ہے لیکن نہ تو باجماعت نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی جمعہ کی نماز تو آپ نے فرمایا: اگر وہ اسی حالت میں مرجائے تو جہنم میں جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے اور وہ اس سے بھر جائیں تو یہ بات اس سے بہتر

ہے کہ وہ اذان سنے اور نماز باجماعت نہ پڑھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز کے لیے اذان سنتا ہے اور اسے جماعت میں شرکت سے کوئی عذر بھی مانع نہ ہو تو اس کی نماز (جو اس نے گھر میں پڑھی ہے) قبول نہ ہوگی۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اس کا عذر کیا ہے یارسول اللہ! فرمایا: خوف یا بیماری۔

(سنن دار قطنی ج ۱ ص ۴۲۱)

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین (قسم کے) لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ایک وہ شخص جو اس حال میں امامت کروائے کہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں، دوسری وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور تیسرا وہ شخص جو حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح سننے کے باوجود جماعت میں شریک نہ ہو۔

(مشکوۃ شریف ص ۱۰۰ پر مختلف الفاظ میں اس مضمون کی احادیث ہیں)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں ہوتی (پوچھا گیا) مسجد کا پڑوسی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جو اذان سنتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ کل (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے حالت اسلام میں ملاقات کرے تو وہ ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرے۔ جب ان کے لیے اذان کہی جائے بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدایت کے طریقے جاری کیے ہیں اور یہ نماز ان طریقوں میں سے ہیں۔ (سنت موکدہ مراد ہے) اور اگر تم گھر میں نماز پڑھو جس طرح یہ پیچھے رہنے والا گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چھوڑا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور ہم دیکھتے تھے کہ نماز باجماعت سے یا تو وہ شخص پیچھے رہتا تھا جس کی منافقت واضح ہوتی یا بیمار آدمی (حاضر نہ ہوتا) اور ایک شخص کو دو آدمیوں

کے سہارے سے لایا جاتا حتیٰ کہ وہ صف میں کھڑا ہوتا یا (فرمایا) وہ نماز باجماعت کے لیے مسجد میں آتا۔ (الترغیب والترہیب ج ا ص ۲۶۰)

حضرت ربیع بن خیثم رحمہ اللہ کا ایک پہلو فالج زدہ ہوگیا تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے تشریف لے جاتے ان سے کہا جاتا اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ آپ تو معذور ہیں۔ وہ فرماتے تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ صحیح ہے لیکن میں موذن سے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح سنتا ہوں تو جو شخص ان کلمات کا (عملاً) جواب دے سکتا ہو اگرچہ اپنے آپ کو گھسیٹ کر لے جائے۔

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے نماز باجماعت چھوٹ گئی تو صرف ابو اسحاق نے تعزیت کی اور اگر میرا بیٹا فوت ہو جاتا تو دس ہزار سے زائد لوگ مجھ سے تعزیت کرتے کیونکہ لوگوں کے نزدیک دین کی مصیبت دنیا کی مصیبت سے ہلکی (اور معمولی) ہے۔

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ انسان سے نماز باجماعت کا چھوٹ جانا اس کے کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہین کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو صحابہ کرام عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجھ سے عصر کی باجماعت نماز چھوٹ گئی۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا یہ باغ محتاج لوگوں پر صدقہ کر دیا تاکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کا کفارہ بنے۔ اور آپ کا یہ باغ کھجوروں کا باغ تھا۔

عشاء اور فجر میں حاضری کا زیادہ اہتمام

نماز عشاء اور نماز فجر میں حاضر ہونے کا زیادہ اہتمام ہونا چاہیے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دو نمازیں (عشاء اور فجر) منافقین پر تمام نمازوں سے زیادہ بھاری ہیں۔ (سنن ابی داؤد ج ا ص ۸۹) اور اگر ان لوگوں کو ان کے

ثواب کا علم ہو تا تو وہ سرین کے بل گھسٹ کر آتے۔

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب ہم میں سے کوئی شخص عشاء اور صبح کی نماز میں جماعت کے ساتھ شامل نہ ہو تا تو ہمیں بدگمانی ہوتی کہ شاید وہ منافق ہو گیا ہے۔

حکایت

حضرت عبیداللہ بن عمر قواریری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے کبھی بھی عشاء کی نماز جماعت سے نہیں چھوٹی، ایک رات میرے گھر میں مہمان آگئے۔ میں ان کی وجہ سے مصروف ہو گیا تو عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکا۔ پھر بصرہ کی کسی دوسری مسجد میں طلب جماعت کے لیے نکلا تو میں نے دیکھا کہ سب لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اور مسجدوں کو تالے لگا دیئے گئے ہیں۔ میں گھر واپس آیا اور (دل میں) کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ باجماعت (کا ثواب) تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ہے تو میں نے عشاء کی نماز ستائیس مرتبہ پڑھی، پھر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ ہوں اور خود بھی گھوڑے پر ہوں ہم ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ میں گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوں (تیز دوڑاتا ہوں) لیکن ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ ان میں سے ایک میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اپنے گھوڑے کو مت تھکاؤ، تم ہم سے نہیں مل سکتے میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ ہم نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہے اور تم نے تنہا پڑھی ہے... میں بیدار ہوا تو اس وجہ سے پریشان اور غمگین تھا۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے، وہ جود و سخا والا کریم ہے۔

آمین ثم آمین

گناہ کبیرہ نمبر ۵

زکوٰۃ ادا نہ کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (آل عمران: ۱۸۰)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے فضل (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں، ہرگز خیال نہ کریں کہ یہ کام ان کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لیے بُرا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن اُن کو اس مال کا طوق ڈالا جائے گا جس میں وہ بخل سے کام لیتے ہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ۔ (حم السجدۃ: ۶، ۷)

اور ان مشرکوں کے لیے خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان (زکوٰۃ نہ دینے والوں) کو مشرک قرار دیا۔ (یعنی انہوں نے مسلمان ہونے کے باوجود مشرکوں والا کام کیا)

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا

اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے پس ان کو دردناک عذاب کی خبر دیجئے، جس دن اس (سونے اور چاندی) کو جہنم کی آگ میں گرم کیا

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ۔
(التوبہ: ۳۴، ۳۵)

جائے گا پھر ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو اس کے ساتھ داغا جائے گا (تو کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا، پس جو کچھ تم جمع کرتے تھے، اسے چکھو۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا جو شخص سونے اور چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے لیے آگ کے پترے بنائے جائیں گے، پھر ان کو جہنم میں گرم کر کے اس شخص کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ وہ پترے جب بھی ٹھنڈے ہوں گے تو ان کو اس کے لیے دوبارہ گرم کیا جائے گا اور اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمادے، پس وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا وہ جنت کی طرف ہوگا یا جہنم کی طرف۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! اونٹوں کے بارے میں کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اونٹوں کا مالک جس نے اس کا حق ادا نہیں کیا، اسے بھی نہیں چھوڑا جائے گا جب قیامت کا دن ہوگا تو بلبلانے والے اونٹوں سے زمین بھر دی جائے گی جو پہلے سے بھی زیادہ ہوں گے۔ ان میں سے ایک بچے کو بھی کم نہیں پائے گا۔ وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے جب ان میں سے پہلا گزر جائے گا تو اس کے آخر کو دوبارہ لایا جائے گا اور یہ اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف دیکھے یا جہنم کی طرف--- عرض کیا گیا یارسول اللہ! گائے اور بکریوں والے کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا گائے اور بکریوں والے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا جو ان کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن آواز لگانے والی گایوں سے زمین کو بھر دیا جائے گا۔ ان میں کوئی ٹیڑھے سینگوں والی یا سینگوں کے بغیر اور ٹوٹے ہوئے سینگوں والی نہیں ہوگی۔ وہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور پاؤں سے روندیں گی۔ جب پہلا گروہ گزر جائے گا تو دوسرے کو واپس لایا جائے گا اور یہ اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی حتیٰ کہ اللہ

تعالیٰ ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمادے، پس وہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھے گا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۸)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہلے تین آدمی جو جہنم میں داخل ہوں گے ان میں سے ایک وہ حاکم ہے جو مسلط کیا گیا، دوسرا وہ مالدار جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا اور تیسرا فقیر جو فخر کرتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۹۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ حج کے لیے جا سکتا ہو لیکن حج نہ کرے یا اس کے مال میں زکوٰۃ واجب ہو لیکن وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ موت کے وقت واپسی کا سوال کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ سے ڈریں، واپس لوٹنے کا سوال تو کفار کریں گے۔ آپ نے فرمایا: عنقریب میں تمہارے سامنے قرآن پاک (کی ایک آیت) پڑھوں گا۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۶۵، کنز العمال ج ۵ ص ۲۰)

ارشاد خداوندی ہے:

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ۔ (المنافقون: ۱۰)

اور اس چیز سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں دی اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کو موت آئے، پس وہ کہے اے میرے رب! تُو نے مجھے تھوڑے وقت تک مہلت کیوں نہ دی۔

اور اس چیز سے خرچ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کو موت آجائے اور وہ کہے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑے وقت کے لیے مہلت کیوں نہیں دی تاکہ میں صدقہ کرتا۔ یعنی میں زکوٰۃ ادا کرتا اور اکن من الصلحین۔ (اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا) یعنی حج کرتا۔۔۔ پوچھا گیا کہ زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جب مال دو سو درہموں کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ پوچھا گیا: حج کب واجب ہوتا

ہے؟ فرمایا جب زادراہ اور سواری (یا اس کا کرایہ) ہو۔

اور وہ زیورات جو استعمال کے لیے بنائے گئے ہیں، ان میں زکوٰۃ واجب نہیں اگر وہ فروخت کرنے کے لیے یا کرائے پر دینے کے لیے تیار کیے گئے ہیں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اس نے اس میں زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں ہوگا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اسے اپنے جبڑوں سے پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔" (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۸)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (آل عمران: ۱۸۰)

اور وہ لوگ جو اس چیز میں بخل سے کام لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل میں سے ان کو عطا کی، وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ایسا کرنا ان کے لیے بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے لیے بُرا ہے عنقریب قیامت کے دن ان کو اس مال کا طوق پہنایا جائے گا۔

ارشاد خداوندی ہے:

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ۔ (التوبہ: ۳۵)

جس دن وہ گرم کیا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔

ارشاد خداوندی جو پہلے مذکور ہوا کہ "جس دن اس سونے اور چاندی کو جہنم کی

---

[1] سونے اور چاندی کو استعمال کریں یا کسی صورت میں رکھیں فقہ حنفی کے مطابق اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

آگ میں گرم کرکے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا" کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دینار کو درہم پر اور درہم کو درہم پر نہیں رکھا جائے گا بلکہ اس کی جلد کو کشادہ کرکے ہر دینار اور درہم کو الگ الگ رکھا جائے گا۔

سوال: پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغنے کے ساتھ خاص کیوں کیا گیا؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ مالدار بخیل جب کسی فقیر کو دیکھتا ہے تو اس کی پیشانی پر تیوری چڑھ جاتی ہے۔ دونوں آنکھوں کے درمیان جلد سکڑ جاتی ہے اور اپنا پہلو پھیرلیتا ہے اور جب وہ اس کے قریب آتا ہے تو اس سے اپنی پیٹھ پھیرلیتا ہے تو اسے ان اعضاء کے داغنے کے ساتھ سزا دی گئی تاکہ جزا عمل کے مطابق ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پانچ چیزوں کا بدلہ پانچ چیزیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سی پانچ، دوسری پانچ کے بدلے میں ہیں؟ آپ نے فرمایا:

(۱) جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کردیتا ہے۔

(۲) جو قوم اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے بغیر فیصلہ کرے، ان میں فقر پھیل جاتا ہے۔

(۳) جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے ان میں موت عام ہو جاتی ہے۔

(۴) جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، ان کو سبزیوں سے محروم اور قحط سالی کا شکار بنادیا جاتا ہے۔

(۵) اور جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، ان سے بارش روک دی جاتی ہے۔

وعظ و نصیحت

جن لوگوں کو دھوکے نے دنیا میں مشغول رکھا ہے ان سے کہو کہ کل (قیامت کے دن) ان کی ہلاکت یوں ہوگی کہ جو کچھ انہوں نے جمع کیا وہ ان کو نفع نہیں دے گا جب وہ

وقت آئے گا جس سے ان کو ڈرایا گیا یعنی وہ دن جب اس دولت کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، تو وہ دن ان کے دلوں اور عقلوں سے کیسے غائب ہو گیا جس دن ان کا مال جہنم کی آگ میں گرم کر کے ان کی پیشانیوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔

- جب ان لوگوں کے ہاں کوئی فقیر آتا ہے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے اگر وہ ان سے کچھ مانگے تو ان سے غصے کے شعلے اس طرح نکلتے ہیں جیسے دھکتی ہوئی چنگاری ہو اور اگر وہ ان پر کچھ لطف و کرم کرتے بھی ہیں تو کہتے ہیں میں نے فلاں کی مدد کی اور اس نے مجھ سے اس کا سوال کیا تھا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو محتاج کو مالدار اور اس شخص کو محتاج کر دیتا۔

یہ لوگ اس شخص کو امیر اور اُس کو فقیر بنانے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کو بھلا بیٹھے۔ تعجب ہے انہیں کس قدر غم پہنچے گا جب وہ قبروں میں جائیں گے (اور) جس دن ان کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔

عنقریب ان کے وارث ان سے یہ مال کسی محنت کے بغیر لے لیں گے لیکن جمع کرنے والے سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اس نے کہاں سے کمایا مگر کمانے والے کے لیے کانٹا اور وارث کے لیے تر و تازگی ہو گی تو مال جمع کرنے والوں کی حرص کہاں ہو گی، اس دن ان کی عقلیں کہاں ہوں گی جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اس کے ذریعے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اگر تم ان کو جہنم کے طبقات میں دیکھو کہ وہ درہم اور دینار کے انگاروں پر لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں اور ان کے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے ساتھ بیڑیوں میں جکڑا جائے گا کیونکہ انہوں نے مالداری کے باوجود بخل سے کام لیا۔ کاش تم ان کو جہنم میں دیکھو کہ ان کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ تحقیق ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہو گا۔ جس دن اس مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا جس طرح ان کو دنیا میں نصیحت کی جاتی تھی اور ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو سنتا۔ ان کو کتنی

مرتبہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا لیکن ڈرنے والا کوئی نہ تھا۔ ان کو کتنی بار زکوٰۃ نہ دینے پر تنبیہہ کی گئی لیکن ان میں کوئی زکوٰۃ دینے والا نہ تھا گویا وہ جس کو مال سمجھتے تھے وہ گنجے سانپ کی شکل میں بدل چکا تھا۔ یہ نہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے اور نہ ان کا طور، جس دن اس مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔

حکایت

حضرت محمد بن یوسف فریابی رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں اور میرے دوستوں کی ایک جماعت حضرت ابن سنان رحمہ اللہ کی زیارت کے لیے نکلے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے اور وہاں بیٹھ گئے۔ انہوں نے فرمایا چلو ہم اپنے ایک پڑوسی سے ملاقات کریں ان کا بھائی فوت ہو گیا اور ہم ان سے تعزیت کریں، چنانچہ ہم ان کے ساتھ اس شخص کے پاس پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ بہت رو رہا ہے اور اپنے بھائی (کی وفات) پر روتا پیٹتا ہے۔ ہم اسے تسلی دینے تعزیت کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ موت سے فرار ممکن نہیں۔ اس نے کہا جی ہاں لیکن میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ میرا بھائی صبح و شام عذاب میں مبتلا ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے غیب پر مطلع کیا ہے؟ اس نے کہا یہ بات نہیں لیکن جب میں نے اسے دفن کر کے اس (کی قبر) پر مٹی برابر کر دی اور لوگ واپس چلے گئے تو میں قبر کے پاس بیٹھ گیا کہ قبر سے آواز آئی۔ وہ کہہ رہا تھا افسوس! انہوں نے مجھے تنہا بٹھا دیا، میں عذاب میں مبتلا ہوں حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا اور روزہ بھی رکھتا تھا۔

فرماتے ہیں، اس کی گفتگو سے میں بھی رو پڑا۔ میں نے مٹی کھودی کہ اس کا حال دیکھوں کہ اچانک میں نے دیکھا کہ قبر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور اس کی گردن میں آگ کا طوق ہے۔ پس مجھے بھائی پر شفقت نے مجبور کر دیا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کی گردن سے طوق نکالوں چنانچہ اس سے میرا ہاتھ اور انگلیاں جل گئیں، پھر اس نے اپنا ہاتھ ہمیں دکھایا تو وہ جل کر سیاہ کوئلہ ہو گیا تھا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں

نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور واپس لوٹ آیا تو میں کس طرح اس کی حالت پر نہ روؤں اور غم نہ کھاؤں۔

ہم نے کہا تمہارا بھائی دنیا میں کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔ فرماتے ہیں: ہم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تصدیق ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (آل عمران: ۱۸۰)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فضل میں بخل سے کام لیتے ہیں، وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لیے بُرا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن ان کو اس مال کا طوق ڈالا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے تھے۔

اور تیرے بھائی کو قبر میں جلدی عذاب دیا گیا جو قیامت تک جاری رہے گا۔ فرماتے ہیں پھر ہم اس کے پاس سے نکل کھڑے ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس شخص کا واقعہ سنایا اور ان سے عرض کیا کہ یہودی اور عیسائی مرتے ہیں لیکن ہم ان میں یہ بات نہیں دیکھتے۔ انہوں نے فرمایا ان (یہود و نصاریٰ) کے جہنم میں جانے کے بارے میں کوئی شک نہیں۔ یہ بات اللہ تعالیٰ تمہیں اہل ایمان کے بارے میں بتاتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (الانعام: ۱۰۴)

پس جس نے دیکھا (عبرت حاصل کی) تو اپنے فائدے کے لیے اور جو اندھا ہوا اس کا نقصان اسے ہی ہوگا اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، بے شک وہ جود و کرم کا مالک ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۶

بلاعُذر رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنا

ارشاد خداوندی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ (البقرہ: ۸۳، ۸۴)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، چند گنتی کے دن ہیں پس تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و اقام الصلوة و ایتاء الزكوة و حج البیت وصوم رمضان۔

(صحیح مسلم ج۱ص۲۷، صحیح بخاری ج۱ص۶)

اسلام کی بنیاد پانچ باتیں ہیں: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

من افطر یوما من رمضان بلاعذر لم یقضه صیام الدهر

جو شخص ماہ رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی کسی عذر کے بغیر چھوڑے گا تو عمر

وان صامہ۔ بھر کے روزے اس کی جگہ کفایت نہیں کرتے اگر وہ (عمر بھر) روزہ رکھے۔
(سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد اور قواعد تین باتیں ہیں۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز پڑھنا اور رمضان کا روزہ رکھنا۔ یعنی جس نے ان میں سے ایک بات کو بھی چھوڑا وہ کافر ہے۔ (یعنی ان کا انکار کرنے سے کافر ہوگا ورنہ نماز اور روزہ کے محض چھوڑنے سے کافر نہیں ہوتا۔ ۱۲ ہزاروی) ہم اس بات (کفر) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۷

طاقت کے باوجود حج نہ کرنا

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (آل عمران: ۹۷)

اور اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص سامان سفر اور سواری کا مالک ہو (یعنی طاقت رکھتا ہو) جو اسے اللہ تعالیٰ کے عزت دار گھر تک پہنچائے اور وہ حج نہ کرے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ (تنزیہہ الشریعہ المرفوعہ ج ۲ ص ۱۶۷) (یعنی اس کے خاتمہ کے خراب ہونے کا خطرہ ہے)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (آل عمران: ۹۷)

اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو (مختلف) شہروں میں بھیجوں اور دیکھوں کہ جو لوگ طاقت کے باوجود حج نہیں کرتے وہ ان پر جزیہ نافذ کردیں اور وہ مسلمان نہیں ہیں (حج کی اہمیت کے اعتبار سے یہ بات فرمائی ورنہ حج نہ کرنے سے کفر لازم نہیں آتا بلکہ اس کا انکار کفر ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص حج نہیں کرتا اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ موت کے وقت واپسی کا سوال کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ واپسی کا سوال تو کافر کرتے ہیں اور فرمایا: یہ بات قرآن پاک میں مذکور ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ۔ (المنافقون: ۱۰)

اور اس چیز سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس موت آئے تو وہ کہے (اے اللہ!) تُو مجھے قریب وقت تک کے لیے مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ کروں۔

یعنی زکوٰۃ ادا کروں، "واکن من الصلحین" یعنی حج کروں۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المنافقون: ۱۱)

اور اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مہلت نہیں دیتا جب اس کا وقت مقررہ آجائے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔

پوچھا گیا کہ کتنے مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے فرمایا دو سو درہم پر اور سونے سے اس کی قیمت ہو۔[1] پوچھا گیا حج کب واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جب اس کے پاس سواری (یا اس کا کرایہ) اور سامانِ سفر ہو---

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرا ایک پڑوسی انتقال کر گیا

[1] سونا ساڑھے سات تولے یا زائد ہو تو زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

جس نے طاقت کے باوجود حج نہ کیا تو میں نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (تاکہ لوگ سبق سیکھیں ورنہ اس کا نماز جنازہ پڑھنا حرام نہ تھا۔ ۱۲ ہزاروی)

گناہ کبیرہ نمبر ۸

والدین کی نافرمانی

ارشاد خداوندی ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسٰنًا۔ (بنی اسرائیل: ۲۳)

اور تمہارے رب نے فیصلہ فرمایا (حکم دیا) یہ کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔

یعنی اس سے حسن سلوک کرو اور ان پر شفقت و مہربانی کی راہ اختیار کرو۔

نیز فرمایا:

اَمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْکِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا۔ (بنی اسرائیل: ۲۳)

اگر تمہارے پاس ان (دونوں) میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو لفظ "اُف" تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو۔

یعنی جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان سے ایسی بات نہ کہو جس سے وہ پریشان ہو جائیں اور ان کی خدمت اس طرح کرو جس طرح انہوں نے تمہاری پرورش کی لیکن اس کے باوجود انہی کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ پہل کرنے والے کو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور دونوں (پہل کرنے والے اور بعد میں خدمت کرنے والے) میں برابری کیسے ہو سکتی ہے۔

وہ تمہاری زندگی کی اُمید رکھتے ہوئے تمہاری مشقت برداشت کرتے رہے اور اگر تمہیں ان کی مشقت برداشت کرنا پڑے تو تم ان کی موت کی اُمید رکھتے ہو، پھر ارشاد

خداوندی ہے:

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ (بنی اسرائیل: ۲۳) اور ان دونوں (ماں باپ) سے نرم بات کرو۔

اور ارشاد ربانی ہے:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔ (بنی اسرائیل: ۲۴) اور ان کے لیے نرمی کا پہلو جھکاؤ اور یوں کہو: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنِ اشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۔ (لقمان: ۱۴) یہ کہ میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر (اور) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ دیکھو کس طرح ماں باپ کے شکریہ کو اس نے اپنے شکر کے ساتھ ملایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تین آیات اس طرح نازل ہوئی ہیں کہ ان میں ایک بات دوسری کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک بھی دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ ان میں ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (النساء: ۵۹) اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا حکم مانے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نہ مانے، اس کا یہ عمل مقبول نہ ہوگا۔

دوسرا ارشاد خداوندی ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ (البقرہ: ۴۳) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

پس جو شخص نماز پڑھتا ہے لیکن زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز قبول نہیں ہوئی۔

تیسرا قول خداوندی یہ ہے:

اَنِ اشْكُرْلِىْ وَلِوَالِدَيْكَ۔ (لقمان: ۱۴)

میرا شکر ادا کرو اور ماں باپ کا شکریہ ادا کرو۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے لیکن ماں باپ کی ناشکری کرے، اُس کا یہ عمل بھی مقبول نہیں ہوتا۔

اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رضى الله فى رضى الوالدين وسخط الله فى سخط الوالدين۔

اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کے راضی ہونے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۲۲)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر آپ کے ساتھ جہاد کے لیے جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، (زندہ ہیں۔) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پس ان (کی خدمت) کے ذریعے جہاد کرو۔

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ذکر کی گئی ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۳، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۳)

تو دیکھو کس طرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ماں باپ سے حسن سلوک اور ان کی خدمت کو جہاد سے فضیلت دی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا انبئكم باكبر الكبائر الاشراك بالله و عقوق

کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں (تو یہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک

الوالدین۔ ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۴، صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۴)

تو دیکھئے کس طرح ماں باپ سے حسن سلوک اور احسان نہ کرنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے ساتھ ملایا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یدخل الجنة عاق ولا منان ولا مدمن خمر۔

ماں باپ کا نافرمان، احسان جتانے والا اور عادی شرابی (پہلے مرحلے میں) جنت میں نہیں جائیں گے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۱۳۶، مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۰... الفاظ کی ترتیب میں فرق ہے)

اور آپ سے یہ بھی مروی ہے آپ نے فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں لفظ "اف" کہنے سے کوئی ہلکی چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی منع فرماتا پس ماں باپ کا نافرمان جو عمل چاہے کرے وہ ہرگز جنت میں نہیں جائے گا اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا جو عمل چاہے کرے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔

(ماں باپ سے حسن سلوک کی ترغیب ہے ورنہ دیگر بُرے اعمال بھی جہنم میں لے جانے کا باعث ہوتے ہیں)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لعن اللہ العاق لوالدیہ۔

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے نافرمان پر لعنت فرمائی ہے۔

(الدر المنثور ج ۴ ص ۷۵)

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو اپنے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر لعنت فرمائی جو اپنی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (موارد الظمآن ص ۴۴)

اور ارشاد فرمایا:

گناہوں میں سے جس گناہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہے اس کی سزا کو قیامت

تک موخر کرتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ ایسے شخص کو جلدی (دنیا میں) سزا دیتا ہے۔ (الادب المفرد للبخاری ص ۱۵۲)

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں بندہ جب اپنے والدین کا نافرمان ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جلد ہلاک کرتا ہے تاکہ اسے جلدی عذاب دے اور اللہ تعالیٰ بندے کی عمر میں اضافہ کرتا ہے جب وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرنے والا ہوتا ہے کہ اس کی نیکی اور بھلائی کو بڑھادے اور ان سے حسن سلوک کی ایک صورت یہ ہے کہ اگر وہ محتاج ہوں تو ان پر خرچ کرے۔ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تُو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۶۴)

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ماں باپ کی نافرمانی کیا ہے؟ فرمایا اگر اس کے ماں باپ اس کے حوالے سے قسم کھائیں تو وہ ان کی قسم کو پورا نہ کرے اور جب اسے کسی بات کا حکم دیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرے اگر اس سے کچھ مانگیں تو وہ ان کو نہ دے اور جب وہ اس کے پاس امانت رکھیں تو وہ ان سے خیانت کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ اصحاب اعراف کون لوگ ہیں اور اعراف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک پہاڑ ہے اور اسے اعراف اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جنت اور دوزخ سے بلند ہے اور اس پر درخت، پھل، نہریں اور چشمے ہیں اور وہاں وہ لوگ ہوں گے جو اپنے ماں باپ کی مرضی کے خلاف جہاد کے لیے نکلے اور جہاد میں شہید ہو گئے۔ اب اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان کی شہادت ان کو جہنم میں جانے سے روکتی ہے اور ماں باپ کی نافرمانی ان کے لیے جنت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

تو جب تک اللہ تعالیٰ ان کے معاملے کا فیصلہ نہ کرے وہ اعراف پر رہیں گے۔
صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میری طرف سے اچھی صحبت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں۔ عرض کیا پھر کون؟

فرمایا تمہاری ماں۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا تمہارا باپ، پھر قرابتدار لوگ درجہ بدرجہ۔

(الاتحاف ج٦ ص ٣٢٢)

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب تین مرتبہ اور باپ کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب ایک مرتبہ دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس (ماں) کی شفقت اور مشقت زیادہ ہوتی ہے اور وہ حمل، پیدائش دودھ پلانا اور راتوں کو جاگنا وغیرہ تکالیف برداشت کرتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی ماں کو اپنی گردن پر اُٹھا کر کعبہ شریف کا طواف کروا رہا ہے۔ اس نے پوچھا اے ابن عمر! کیا میں نے ماں کا بدلہ اُتار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی ایک بار کی اس تکلیف کا بدلہ بھی نہیں جو تیری پیدائش کے وقت اُٹھائی، بلکہ تُو نے اس سے حسن سلوک کیا اور اللہ تعالیٰ قلیل و کثیر پر ثواب عطا کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

چار (قسم کے) بندے ہیں جو اس بات کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز فرمائے جب تک وہ توبہ نہ کرلیں: شرابی، سود خور، یتیم کا مال ظلماً کھانے والا اور ماں باپ کا نافرمان۔

(المستدرک للحاکم ج٢ ص ٣٧)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

الجنۃ تحت اقدام الامھات۔ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (الاتحاف ج٦ ص ٣٢٢)

ایک شخص نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اور میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے (تو میں کیا کروں؟) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

الوالد اوسط باب الجنة فان شئت فاضع ذلك الباب او احفظه - (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۲)

باپ جنت کا درمیان والا دروازہ ہے، پس اگر تُو چاہے تو اسے ضائع کر دے یا اس کی حفاظت کرے۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثلاث دعوات مستجابات لاشك فيهن دعوة المظلوم و دعوة المسافر و دعوة الوالد علی ولده - (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۳)

تین دُعائیں قبول ہوتی ہیں ان میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دُعا، مسافر کی دُعا اور والد کی اولاد کے خلاف دُعا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خالہ ماں کی طرح ہے یعنی عزت و احترام، صلہ رحمی اور حسن سلوک کے اعتبار سے۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۳)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! اپنے والدین کی عزت و احترام کریں کیونکہ جو شخص اپنے والد کی عزت کرتا ہے، اس کی عمر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اسے ایسی اولاد دی جاتی ہے جو اس کی عزت کرے گی اور جو آدمی اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے، اس کی عمر کم ہو جاتی ہے اور اسے ایسی اولاد دی جاتی ہے جو اس کی نافرمان ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر بن حریم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا کہ جو شخص اپنے باپ کو مارے اسے قتل کر دیا جائے۔ (اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بہت بڑا جُرم ہے لہٰذا قتل کرنے کا حکم نہیں۔ ۱۲ ہزاروی)

اور حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ جو شخص اپنے والد کو تھپڑ مارے اسے سنگسار کر دیا جائے۔ (پتھر مار کر ہلاک کر دیا جائے)

---

[1] بعض روایات میں یوں ہے کہ میرا باپ اس کی طلاق کا مطالبہ کرتا ہے لہٰذا جواب میں والد کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ ۱۲ ہزاروی۔

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! بتائیے اگر میں پانچ نمازیں پڑھوں، ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھوں، زکوٰۃ ادا کروں اور بیت اللہ شریف کا حج کروں تو مجھے کیا ملے گا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ کام کرے وہ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہو گا البتہ ماں باپ کا نافرمان ہو۔ (تو یہ اجر نہیں ملے گا)

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۲۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ العاق والدیہ۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت بھیجے جو اپنے والدین کا نافرمان ہے۔

(الدر المنثور ج ۴ ص ۱۷۵)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں:

جس رات مجھے معراج کرایا گیا اس رات میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو آگ کی شاخوں میں لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے باپوں اور ماؤں کو بُرا بھلا کہتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اپنے والدین کو گالی دے، اس کی قبر میں آگ کے اتنے انگارے اُترتے ہیں جتنے (بارش کے) قطرے آسمان سے زمین پر آتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ماں باپ کے نافرمان شخص کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے دباتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں اور قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تین قسم کے لوگوں کو ہو گا ایک مشرک، دوسرا زانی اور تیسرا ماں باپ کا نافرمان۔

حضرت بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص اپنی ماں کے قریب ہو کر اس کی گفتگو سنتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں (دشمنان اسلام کو) اپنی تلوار سے مارنے والے آدمی سے افضل ہے اور ماں کی طرف دیکھنا ہر عمل سے افضل ہے۔

ایک مرد اور عورت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ وہ دونوں اپنے بچے کے بارے

میں جھگڑ رہے تھے۔ مرد نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ میرا بچہ میری پشت سے آیا ہے اور عورت نے کہا یارسول اللہ! اس شخص کا اس بچے کو (پیٹھ میں) رکھنا آسان اور نکالنا شہوت کے طور پر تھا، لیکن میں نے اسے بڑی مشکل سے اُٹھایا اور تکلیف کے ساتھ جنا اور پورے دو سال اسے دودھ پلایا، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ماں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

وعظ و نصیحت

اے وہ شخص! جو سب سے تاکیدی حق کو ضائع کرتا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بجائے ان کی نافرمانی کرتا ہے جو تجھ پر واجب ہے اسے تو بھلا بیٹھا اور جو آگے پیش آئے گا، اس سے غافل ہے۔ ماں باپ سے حسن سلوک تجھ پر فرض ہے لیکن بیکار کاموں کے پیچھے چل کر اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنے خیال میں تو جنت کا طالب ہے حالانکہ وہ تو تیری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس نے تجھے نو مہینے اپنے پیٹ میں اُٹھائے رکھا گویا وہ نو سال ہیں۔ تجھے جننے کے وقت اس قدر مشقت برداشت کی جو زندگی کو ختم کرنے والی ہے۔ اس نے تجھے اپنے پستانوں سے دودھ پلایا اور تیری وجہ سے اس کی نیند بھی اُڑ گئی۔ اپنے دائیں ہاتھ سے تجھ سے نجاست کو صاف کیا اور غذا کے معاملے میں تجھے اپنے آپ پر ترجیح دی۔ اس نے اپنی گود کو تیرا پنگھوڑا بنایا اور تجھ سے احسان، نرمی اور بخشش کا سلوک کیا۔ اگر تجھے بیماری یا کوئی تکلیف پہنچی تو اس نے اس پر بہت زیادہ افسوس کا اظہار کیا اور بہت زیادہ غمگین ہوئی۔ (تیرے علاج کی خاطر) اپنا مال ڈاکٹر کو دیا۔ اگر اسے تیری زندگی اور اس کی موت کے درمیان اختیار دیا گیا تو اس نے بلند آواز سے تیری زندگی طلب کی۔ اس کے باوجود تو نے بارہا اس سے بداخلاقی کا سلوک کیا، لیکن اس نے ظاہر اور پوشیدہ تیرے لیے (نیکی کی) توفیق کی دُعا کی۔

پس جب بڑھاپے کے وقت وہ تمہاری محتاج ہو گئی تو تم نے اسے اپنے لیے ایک معمولی چیز سمجھ لیا تو سیر ہو کر کھاتا ہے اور وہ بھوکی ہے تو خوب سیر ہو کر پیتا ہے اور وہ قناعت اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ تو اپنی بیوی اور بچوں کو اس کے سامنے (خدمت کے

لیے) بھیجتے ہوئے احسان کرتا ہے اور اس کے احسانات کو فراموش کیے ہوئے ہے۔ اس کا معاملہ تیرے نزدیک مشکل بنا ہوا ہے حالانکہ وہ آسان ہے تو اس کی زندگی کو لمبا سمجھتا ہے حالانکہ وہ مختصر ہے۔ تو نے اسے چھوڑ دیا حالانکہ تیرے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں۔ تو یہ کام کرتا ہے حالانکہ تیرے مولیٰ نے اُف کہنے سے بھی تجھے روکا ہے اور ماں کے حق میں تجھے ایک لطیف سی جھڑک فرمائی ہے کہ عنقریب دنیا میں ہی تجھے یہ سزا ملے گی کہ تیرے بیٹے تیرے نافرمان ہوں گے اور آخرت میں تم تمام جہانوں کے پروردگار سے دور ہو گے وہ تمہیں جھڑک اور تنبیہہ کی زبان سے آواز دے گا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (الحج: ۱۰)

یہ تمہارے ان گناہوں کی سزا ہے جو تم نے آگے بھیجے اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

لامک حق لو علمت کثیر
کثیرک یاھذا لدیہ ۔ یسیر
فکم لیلۃ باتت بثقلک تشتکی
لھا من جواھا انۃ و زفیر
و فی الوضع لو تدری علیھا مشقۃ
فمن عصص منھا الفواد یطیر
وکم غسلت عنک الاذی بیمینھا
وما حجرھا الا لدیک سریر
وتفدیک مما تشتکیہ بنفسھا
ومن ثدیھا شرب لدیک نمیر
وکم مرۃ جاعت واعطتک قوتھا
حنانا و اشفاقا و انت صغیر
فآھا لذی عقل ویتبع الھوی
وآھا لاعمی القلب وھو بصیر

فدونک فارغب فی عمیم دعائها
فانت لما تدعو الیه فقیر

"اگر تو جانے تو تیری ماں کے تجھ پر بہت زیادہ حقوق ہیں اور اے مخاطب! اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرا کثیر بھی معمولی ہے۔
اس نے تیرا بوجھ اٹھائے کتنی راتیں گزاریں کہ اس کا اندر کراہ رہا تھا اور آواز آ رہی تھی۔
اگر تمہیں معلوم ہو تو تمہاری پیدائش کے وقت اس نے مشقت برداشت کی اور تنگی کی وجہ سے اس کا دل اُڑا جا رہا تھا۔
اس نے بارہا اپنے دائیں ہاتھ سے تیری گندگی کو دھویا اور اس کی گود تمہارے لیے تخت اور چارپائی تھی۔
وہ اپنی تکالیف تجھ پر قربان کر دیتی اور اس کے پستانوں سے تجھے خالص اور صاف ستھرا مشروب ملتا تھا۔
کتنی مرتبہ اس نے خود بھوک برداشت کر کے تجھے رزق پہنچایا کہ تم بچپن کی حالت میں تھے اور وہ تجھ پر مہربان و شفیق تھی۔
پس ایسے عقلمند پر افسوس ہے جو خواہش کے پیچھے چلتا ہے اور اس شخص پر بھی افسوس ہے جس کا دل اندھا ہے اور بظاہر وہ دیکھتا ہے۔
پس تم اس کی عمومی پکار میں رغبت رکھو کیونکہ وہ تمہیں جس بات کی طرف بلاتی ہے، تُو اس کا محتاج ہے۔"

حکایت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں علقمہ نامی ایک نوجوان تھا، وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی نماز، روزے اور صدقے کی ادائیگی میں خوب کوشش کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا اور بیماری سخت ہو گئی اس کی بیوی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا خاوند علقمہ حالتِ نزع میں ہے یا رسول اللہ! میں آپ کو اس کے حال کی خبر دینا چاہتی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عمار، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنھم کو بھیجا اور فرمایا اس کے پاس جا کر

کلمۂ شہادت کی تلقین کرو (اس کے سامنے پڑھو) چنانچہ یہ تینوں حضرات اس کے پاس تشریف لے گئے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو اسے حالت نزع میں پایا وہ اس کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کرتے رہے لیکن اس کی زبان چلتی نہ تھی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی کو بھیج کر خبر دی تو آپ نے پوچھا کیا اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس کی بوڑھی ماں موجود ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلوایا اور قاصد سے فرمایا اس سے کہو کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو سکتی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ وہیں رہو، میں خود تمہارے پاس آتا ہوں۔

راوی فرماتے ہیں کہ قاصد اس خاتون کے پاس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ اُس نے کہا میری جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہو، میرا فرض بنتا ہے کہ آپ کی خدمت میں جاؤں۔ وہ سہارے سے اُٹھی اور لاٹھی کے سہارے سے کھڑی ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا اے علقمہ کی ماں! مجھ سے سچ سچ کہنا، اگر تم جھوٹ بولو گی تو اللہ تعالٰی کی طرف سے وحی آ جائے گی۔ تمہارے بیٹے علقمہ کی کیا کیفیت تھی؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ بہت زیادہ نمازیں پڑھتا تھا، روزے بھی زیادہ رکھتا تھا اور صدقہ بھی زیادہ دیتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا حال کیا ہے؟ عرض کیا میں اس پر ناراض ہوں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا اور میری نافرمانی کرتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علقمہ کی ماں اس سے ناراض ہو، اس کی زبان سے کلمہ شہادت کے جاری ہونے میں رکاوٹ ہے۔ پھر فرمایا اے بلال جاؤ اور میرے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کرو۔

علقمہ کی ماں نے سوال کیا یا رسول اللہ! آپ کیا کریں گے؟ فرمایا اس کو تمہارے سامنے جلاؤں گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ میرا بیٹا ہے، میں اپنے سامنے اسے آگ میں

جلتا ہوا دیکھ نہیں سکتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اے علقمہ کی ماں! اللہ تعالیٰ کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت اور باقی رہنے والا ہے، اگر تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے تو اس سے راضی ہو جاؤ، اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تک تم علقمہ پر ناراض رہو گی اسے اس کا نماز، روزہ اور صدقہ کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

اس خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور یہاں موجود تمام مسلمانوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہو گئی ہوں۔ (یہ سن کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اے بلال! جاؤ اور دیکھو وہ لا الہ الا اللہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ ہو سکتا ہے اس کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے وہ بات کہی جو اس کے دل میں نہ ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے تو آپ نے اندر سے کلمۂ طیبہ کی آواز سنی۔ حضرت بلال اندر تشریف لے گئے اور (وہاں موجود لوگوں سے) فرمایا کہ علقمہ کی ماں کی ناراضگی کے باعث اس کی زبان پر کلمۂ شہادت جاری نہیں ہو رہا تھا اور اب اس کے راضی ہونے کی وجہ سے اس کی زبان کھل گئی۔

اس کے بعد اسی دن علقمہ کا انتقال ہو گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تشریف لائے اور غسل دینے اور کفن پہنانے کا حکم دیا، پھر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کے وقت بھی آپ موجود رہے۔ اس کے بعد آپ نے قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا:

اے مہاجرین و انصار کے گروہ! جو شخص اپنی بیوی کو ماں پر فضیلت دے، اس پر اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرض اور نفل کچھ بھی قبول نہیں فرمائے گا، البتہ یہ کہ وہ بارگاہ خداوندی میں توبہ کرے اور ماں سے حسن سلوک کر کے اسے راضی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں کے راضی ہونے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس کے ناراض ہونے میں ہے۔ ہم بارگاہ خداوندی میں سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی ناراضگی سے بچائے، بے شک وہ جود و کرم کا مالک اور مہربان ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۹

رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔ (النساء: ۱)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتہ داروں کا خیال رکھو۔

یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے سے ڈرو۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَهُمْ۔ (محمد: ۲۲، ۲۳)

پس قریب ہے کہ اگر تم منہ پھیرلو تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتہ داروں سے تعلق توڑ دو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی، پس ان کو بہرہ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ○ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ۔

(الرعد: ۲۰، ۲۱)

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا کرتے ہیں اور پکا کیا ہوا وعدہ نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو حکمِ خداوندی کے مطابق صلۂ رحمی کرتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بڑے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

(البقرہ: ۲۶، ۲۷)

وہ اس (قرآن پاک) کے ذریعے بہت سی قوموں کو گمراہ کرتا ہے (جو اس پر عمل نہیں کرتے) اور بہت سی قوموں کو ہدایت دیتا ہے اور اس سے ان لوگوں کو ہی گمراہ کرتا ہے جو فاسق ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ توڑتے ہیں اس کو پکا کرنے کے بعد اور جس چیز کے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، اس کو توڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سب سے بڑی بات وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے بندوں سے وعدہ لیا۔ صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنۃ قاطع رحم۔

رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۵، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۵)

پس جو اپنے کمزور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرلے اور ان کو چھوڑ دے، ان پر تکبر کرے اور ان سے نیکی اور بھلائی کا سلوک نہ کرے حالانکہ وہ امیر ہے جب کہ اس کے رشتہ دار غریب ہیں تو وہ اس وعدۂ سزا میں داخل ہے اور جنت سے محروم ہوگا، ہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور ان سے حسن سلوک کرے۔

ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کے کمزور رشتہ دار ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک نہ کرے بلکہ اپنا صدقہ دوسروں کو دے اللہ تعالیٰ نہ تو اس کا صدقہ قبول کرے گا اور نہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر فرمائے گا۔

اور اگر آدمی غریب ہو تو ان (رشتہ داروں) سے ملاقات اور ان کی خیریت

دریافت کرنے کے ذریعے ان سے صلۂ رحمی کرے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صلوا ارحامکم ولو بالسلام۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۵۲)　　صلۂ رحمی کرو اگرچہ سلام (کہنے) کے ذریعے ہی ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیصل رحمہ۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۶)　　جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے صلۂ رحمی کرنی چاہیے۔

ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیس الواصل بالمکافئ ولکن الواصل الذی من اذا قطعت رحمہ وصلھا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۶)　　بدلے کے طور پر نیکی کرنے والا صلۂ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ وہ شخص صلۂ رحمی کرنے والا ہے جس سے تعلق توڑا جائے تو بھی وہ تعلق جوڑے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

انا الرحمن وھی الرحم فمن وصلھا وصلتہ ومن قطعھا قطعتہ۔ (الاتحاف ج ۶ ص ۳۱۱)　　میں رحمٰن ہوں اور یہ رحم ہے پس جس نے اس کو ملایا، میں اسے ملاؤں گا اور جس نے اسے توڑا، میں اس سے قطع تعلق کروں گا۔

حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا اے بیٹے! کسی ایسے شخص کا ہم مجلس نہ بننا جو رشتہ داروں سے تعلق توڑتا ہے۔ میں نے اللہ کی کتاب میں اسے تین جگہ ملعون پایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سنانے بیٹھے تو فرمایا:

میں ہر اس شخص کو جو رشتہ داروں سے تعلق توڑتا ہے، اسے مجبور کرتا ہوں کہ

وہ ہمارے پاس سے اُٹھ جائے۔ ایک نوجوان حلقہ کے آخر سے اُٹھا اور اپنی پھوپھی کے پاس گیا جس سے اس نے کئی سالوں سے تعلق توڑ رکھا تھا، پس اس سے صلح کر لی۔ پھوپھی نے پوچھا بھتیجے! کون سی بات تمہیں یہاں لے آئی؟ اس نے کہا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی ہیں تو انہوں نے فرمایا میں ہر قاطع رحم کو مجبور کرتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے اُٹھ جائے۔

اس نوجوان کی پھوپھی نے کہا جاؤ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو کہ انہوں نے یہ بات کیوں فرمائی۔ اس نے جا کر اپنی پھوپھی سے ہونے والی گفتگو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی اور پوچھا کہ قاطع رحم آپ کی مجلس میں کیوں نہیں بیٹھ سکتا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:

ان الرحمة لا تنزل علی قوم بینهم قاطع رحم۔ (الادب المفرد ص۲۶-۲۷، الترغیب والترھیب ج۲ ص۳۴۵)

بے شک ان لوگوں پر رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں کوئی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا ہو۔

حکایت

ایک مالدار شخص بیت اللہ شریف کی طرف حج کے لیے گیا۔ جب مکہ مکرمہ پہنچا تو اس نے اپنے مال میں سے ایک ہزار دینار کسی شخص کے پاس بطور امانت رکھے اور وہ شخص امانت داری اور نیکی میں مشہور تھا۔ یہ امانت عرفات سے واپسی تک کے لیے رکھی گئی تھی۔ جب وقوف عرفات سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص فوت ہو چکا ہے۔ اس کے گھر والوں سے مال کے متعلق پوچھا تو پتا چلا کہ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ اب وہ مکہ مکرمہ کے علماء کے پاس آیا اور اپنا معاملہ بتایا۔ انہوں نے فرمایا آدھی رات کے وقت زمزم کے پاس آؤ اور اس کے اندر دیکھو اور اس شخص کا نام لے

کر آواز دو اگر وہ اہل جنت میں سے ہوا تو پہلی بار ہی جواب دے گا، چنانچہ وہ شخص گیا اور چاہ زمزم میں آواز دی لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے واپس آکر علماء کو بتایا۔ انہوں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ شخص جہنمی ہو، یمن میں جاؤ وہاں برہوت نام کا ایک کنواں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جہنم کے منہ پر ہے۔ رات کے وقت اس میں دیکھو اور نام لے کر پکارو اگر وہ جہنمی ہوا تو تجھے جواب دے گا۔ وہ یمن کی طرف چلا گیا اور کنوئیں کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے اس کا پتا بتایا۔ وہ رات کے وقت وہاں گیا اور کنوئیں میں دیکھتے ہوئے اس شخص کا نام لے کر آواز دی۔ اس نے جواب دیا تو پوچھا میرا سونا کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کو گھر میں فلاں جگہ دفن کیا ہے اور میں نے اپنی اولاد کے پاس بھی امانت نہیں رکھا۔ ان کے پاس جاؤ اور اس جگہ کو کھودو تمہیں مل جائے گا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ سزا کیوں ہوئی، ہم تو تیرے بارے میں اچھا گمان رکھتے تھے۔ اس نے کہا میری ایک بہن تھی جو محتاج تھی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا میں اس پر شفقت نہیں کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے مجھے یہ سزا دی اور اس مقام تک اتارا۔

اس بات کی تصدیق صحیح حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنة قاطع۔　　(رشتہ داروں سے) قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۵)

جیسے بہن، خالہ، پھوپھی اور بھتیجی وغیرہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی اطاعت کی توفیق کا سوال کرتے ہیں، بے شک وہ جود و کرم کا مالک ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر۱۰

زناکاری

بعض زنا دوسرے بعض کے مقابلے میں زیادہ بڑا گناہ ہیں- ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا۔ (بنی اسرائیل: ۳۲)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک یہ بے حیائی کا کام ہے اور بُرا راستہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا○ اِلَّا مَنْ تَابَ- (الفرقان: ۶۸-۷۰)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پوجا نہیں کرتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا، مگر حق کے طور پر اور جو شخص ایسا کرے وہ گناہ گار ہے قیامت کے دن اسے دو گنا عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا مگر جو توبہ کر لے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ

زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو ایک سو کوڑے لگاؤ اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں تم نرمی اختیار نہ کرو اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ ان کی سزا

عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ - (النور: ۲) کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ زانیہ عورت اور زانی مرد کی دنیوی سزا ہے جب کہ وہ شادی شدہ نہ ہوں۔ اگر وہ شادی شدہ ہوں یا انہوں نے زندگی میں ایک بار شادی کی ہو (اگرچہ اس وقت شادی شدہ نہ ہوں) تو ان کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے، حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح ثابت ہے۔

اور اگر دنیا میں ان کو سزا نہ دی جائے اور وہ توبہ کیے بغیر مر جائیں تو جہنم میں ان کو آگ کے کوڑوں کے ساتھ سزا دی جائے۔

جیسا کہ مروی ہے کہ تورات میں یوں لکھا ہے کہ زناکار لوگوں کو ان کی شرمگاہوں کے ساتھ جہنم میں لٹکایا جائے گا اور لوہے کے گرزوں کے ساتھ مارا جائے گا جب وہ اس سزا سے بچنے کے لیے مدد طلب کرے گا تو فرشتے آواز دیں گے کہ یہ آواز اس وقت کہاں تھی جب تو ہنستا تھا، خوش ہوتا اور اکڑتا تھا۔ نہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا اور نہ اس کی حیا کرتا تھا۔

حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا:

زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ شراب نوش جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور اُچکا جب کسی کا مال اُچکتا ہے جو قیمتی ہے اور لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہوں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (التمہید ج ۴ ص ۲۳۶، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷... کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ)

(مطلب کہ یہ ایمان والوں کا کام نہیں ورنہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ ۱۲ ہزاروی)

اور آپ نے فرمایا:

جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے پس وہ اس کے سر پر سائبان کی طرح ہوتا ہے پھر جب وہ اس حرکت کو چھوڑتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے۔

(الدر المنثور ج ۴ ص ۱۸۰)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من زنی او شرب الخمر نزع اللہ منہ الایمان کما یخلع الانسان القمیص من راسہ۔

جو شخص زنا کرتا یا شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان اُتار لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص نکالتا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۵۲)

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۸۰)

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور عیال دار تکبر کرنے والا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا۔ میں نے پوچھا یہ تو بہت بڑا گناہ ہے، اس کے بعد کون سا ہے؟ فرمایا اس خوف سے اولاد کو قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گی۔ میں نے پوچھا پھر کون سا گناہ ہے؟ فرمایا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ○ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پوجا نہیں کرتے نہ کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔ نہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرے وہ گناہ گار ہے، اسے قیامت کے دن دوگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ

مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ۔　　ذلت کے ساتھ رہے گا، مگر جو توبہ کر لے۔

(الفرقان: ۶۸-۷۰)

تو دیکھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے کس طرح پڑوسی کی بیوی سے زنا کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے اور ناحق طور پر کسی نفس کو قتل کرنے کے ساتھ ملایا جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا اور یہ حدیث صحیحین میں نقل کی گئی ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۳، صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۳)

صحیح بخاری میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق حدیث میں جسے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے، مروی ہے کہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (آپ فرماتے ہیں) ہم چلے حتیٰ کہ تنور جیسی چیز پر آئے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا حصہ کشادہ تھا۔ اس میں شور و غوغا اور طرح طرح کی آوازیں تھیں۔ آپ فرماتے ہیں، ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں تو اچانک ان کے نیچے سے آگ کی ایک لپک آئی جس کی گرمی سے وہ بہت زیادہ چیخے چلائے۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ انہیں یہ عذاب قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۴)

ارشاد خداوندی ہے:

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ۔ (الحجر: ۴۴)　　اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ان میں سے غم، گرمی اور تکلیف کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخت اور سب سے زیادہ بدبُودار دروازہ ان زناکاروں کے لیے ہوگا جو جاننے کے باوجود زنا کرتے ہیں۔

حضرت مکحول دمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جہنمیوں کو بہت زیادہ بدبو آئے گی تو وہ کہیں گے، ہم نے اس سے زیادہ بدبو کبھی نہیں پائی تو ان کو جواب میں کہا جائے گا کہ یہ زنا کرنے والوں کی شرمگاہوں کی بدبو ہے۔

ائمہ تفسیر میں سے ایک امام ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہنمیوں کو زانیوں

کی شرمگاہوں سے اذیت پہنچے گی اور وہ دس آیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے لکھی تھیں، ان میں یہ بھی ہے کہ چوری نہ کرنا اور زنا کے قریب بھی نہ جانا۔ اس طرح میں تم سے حجاب میں ہو جاؤں گا۔۔۔ تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ خطاب ہے تو دوسروں کی کیا کیفیت ہوگی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ شیطان اپنے لشکر کو زمین میں پھیلاتا ہے اور ان سے کہتا ہے تم میں سے جو کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا، اس کے سر پر تاج پہناؤں گا تو ان میں سے جو زیادہ فتنہ پھیلاتا ہے وہ شیطان کے زیادہ قریب ہوتا ہے، چنانچہ ان میں سے ایک شیطان کے پاس آکر کہتا ہے میں مسلسل فلاں شخص کے پیچھے لگا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو شیطان کہتا ہے، تو نے کوئی خاص عمل نہیں کیا، وہ عنقریب کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے گا، پھر دوسرا آکر کہتا ہے کہ میں مسلسل فلاں آدمی کے پیچھے لگا رہا حتیٰ کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی پیدا کر دی۔ شیطان کہتا ہے کہ تم نے بھی کوئی خاص کام نہیں کیا، عنقریب وہ آپس میں صلح کر لیں گے، پھر ایک اور آکر کہتا ہے میں فلاں شخص کو مسلسل گمراہ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے زنا کیا۔ شیطان کہتا ہے ہاں! تو نے صحیح کارنامہ انجام دیا ہے اور پھر وہ اس کے سر پر تاج رکھ دیتا ہے۔ ہم، شیطان اور اس کے لشکر کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک ایمان ایک قمیص ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پہناتا ہے۔ پس جب بندہ زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کی قمیص لے لیتا ہے پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۷۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

اے مسلمانوں کے گروہ! زنا سے بچو، اس میں چھ خرابیاں ہیں تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ دنیوی خرابیاں یہ ہیں کہ چہرے کی رونق چلی جاتی ہے، عمر کم ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لیے محتاج ہو جاتا ہے اور آخرت کے اعتبار سے خرابیاں یہ ہیں کہ اللہ

تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے، بُرا حساب درپیش ہوتا ہے اور جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔
(کنز العمال ج ۵ ص ۳۱۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

جو شخص اس طرح مرجائے کہ شراب پینے کا عادی ہو، اللہ تعالیٰ اسے غوطہ نامی نہر سے پلائے گا اور یہ نہر جہنم میں زانیہ عورتوں کی شرمگاہوں سے چلتی ہے۔ (موارد الظمآن ص ۳۳۵) ان کی شرمگاہوں سے پیپ اور کچلہو (نکل کر) جہنم میں جاتا ہے، پھر اس سے ان لوگوں کو پلایا جاتا ہے جو شراب کے عادی ہونے کی صورت میں فوت ہوتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شرک کے بعد اس نطفے سے بڑا کوئی گناہ نہیں جو نطفہ کوئی شخص حرام شرمگاہ میں ڈالتا ہے۔ (الدر المنثور ج ۴ ص ۱۸۰)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جہنم میں ایک وادی ہے جس میں سانپ ہیں اور ہر سانپ اونٹ کی گردن کے برابر موٹا ہے۔ وہ نماز نہ پڑھنے والوں کو ڈستا ہے اور اس کا زہر اس شخص کے جسم میں ستر سال تک کھولتا رہتا ہے، پھر اس کا گوشت پیلا پڑ جاتا ہے اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام "جب الحزن" (غم کا کنواں) ہے۔ اس میں سانپ اور بچھو ہیں اور ہر بچھو خچر جتنا ہے۔ اس کے ستر کانٹے ہیں اور ہر کانٹے میں زہر کی مشک ہے، پھر زانی کو مارا جاتا ہے اور ان (بچھوؤں) کا زہر اس کے جسم میں انڈیلا جاتا ہے۔ وہ اس کے درد کی کڑواہٹ ایک ہزار سال تک محسوس کرتا ہے، پھر اس کا خون پیلا پڑ جاتا ہے اور اس کی شرمگاہ سے پیپ جاری ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص کسی شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو اس عورت اور مرد پر قبر میں اس امت (کے عذاب) کا نصف عذاب ہوگا اور جب قیامت کا دن ہوگا، اگر یہ عمل اس عورت کے خاوند کی لاعلمی میں ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے خاوند کی نیکیوں میں شمار فرمائے گا اور اگر اسے علم تھا لیکن خاموش رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ (اے جنت!) تو بے غیرت آدمی پر حرام ہے اور بے غیرت (دیوث) وہ ہے

جو اپنے گھر میں بے حیائی کا علم رکھتا ہے لیکن خاموش رہتا ہے اور اسے غیرت نہیں آتی۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص کسی ایسی عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے جو اس کے لیے حلال نہیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن پر بندھا ہوگا اور اگر وہ اسے بوسہ دیتا ہے تو اس کے ہونٹ آگ میں کاٹے جائیں گے۔ اگر زنا کرتا ہے تو اس کی ران قیامت کے دن کلام کرے گی اور اس کے خلاف گواہی دے گی اور کہے گی کہ حرام کام کے لیے مجھ پر سواری کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی طرف غضب کی آنکھ سے دیکھے گا تو اس کے چہرے کا گوشت گر پڑے گا۔ وہ جھگڑا کرتے ہوئے کہے گا، میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اب اس کی زبان گواہی دے گی کہ میرے ساتھ ناجائز گفتگو کی گئی۔ ہاتھ کہیں گے ہمارے ساتھ حرام چیز کو پکڑا گیا اور اس کی آنکھیں کہیں گی ہمارے ساتھ حرام کو دیکھا گیا۔ اس کے پاؤں کہیں گے ہمارے ذریعے یہ حرام کام کی طرف چل کر گیا۔ اس کی شرمگاہ کہے گی میں نے یہ کام کیے۔ اس کا محافظ فرشتہ کہے گا، میں نے بھی سنا۔ دوسرا کہے گا میں نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں مطلع ہوا لیکن میں نے پردہ پوشی کی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتو! اسے پکڑ کر میرا عذاب چکھاؤ۔ اس شخص پر میرا عذاب بہت سخت ہے جو مجھ سے بہت کم حیا کرتا ہے۔ اس کی تصدیق اس ارشاد خداوندی میں ہے:

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (النور: ۲۴)

جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں۔

ماں، بہن، باپ کی بیوی اور محرم عورتوں کے ساتھ زنا سب سے بڑا زنا ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جس میں فرمایا گیا:

من وقع علی ذات محرم فاقتلوه۔

جو شخص کسی محرم عورت سے زنا کرے، اسے قتل کردو۔

(نصب الرایہ ج ۳ ص ۳۴۳)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے ماموں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کے پاس بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے زنا کیا تھا کہ اسے قتل کریں اور اس کے مال کا پانچواں حصہ وصول کریں۔

اپنے فضل و کرم کے ساتھ احسان کرنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے، بے شک وہ جود و کرم کا مالک ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۱

بدفعلی

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا واقعہ متعدد مقامات پر بیان فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ۔ (ھود: ۸۲-۸۳)

پس جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس (بستی والوں) کے اوپر والوں کو نیچے والا کر دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی مسلسل بارش کی جن پر نشان لگے ہوئے تھے تیرے رب کے ہاں اور وہ ظالموں سے دُور نہیں ہے۔

یعنی اس امت کے ظالموں سے دُور نہیں کہ اگر یہ لوگ بھی وہی کام کریں گے تو ان پر بھی وہی عذاب آئے گا۔

اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم پر قوم لوط (علیہ السلام) والے عمل کا سب سے زیادہ خوف ہے اور آپ نے ایسا عمل کرنے والوں پر تین بار لعنت فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص قوم لوط والا عمل کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (تین بار فرمایا) (المعجم الکبیر ج ۱۱ ص ۲۱۸)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ۔

جس شخص کو قوم لوط والا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

(البدایہ والنہایہ ج۱ ص۱۸۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بستی کی سب سے بلند عمارت دیکھ کر اس سے گرایا جائے، پھر اس کے بعد پتھر مارے جائیں جس طرح قوم لوط کے ساتھ کیا گیا تھا۔

اور مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ لواطت (بدفعلی) کبیرہ گناہوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ○

کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا کی ہیں بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔

(الشعراء: ۱۶۵-۱۶۶)

یعنی تم حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہو۔

اور ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ۔

(الانبیاء: ۷۴)

اور ہم نے ان کو (حضرت لوط علیہ السلام کو) اس بستی سے نجات دی جس میں وہ لوگ بُرے کام کرتے تھے، بے شک وہ نافرمان لوگوں کی قوم تھی۔

ان لوگوں کی بستی کا نام سدوم تھا اور وہاں کے رہنے والے وہ بُرائی کرتے تھے

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ وہ مردوں سے بدفعلی کرتے تھے اور اپنی مجالس میں دیگر برائیوں کے ساتھ ساتھ بلند آواز سے ہوا خارج کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں دس باتیں قوم لوط کے اعمال میں سے ہیں: مانگ نکالنا، بٹن کھول کر رکھنا، بندوق سے گولی چلانا، کنکریاں پھینکنا، اڑنے والے کبوتروں سے کھیلنا، انگلیوں کے چٹخارے نکالنا، ٹخنوں سے آوازیں نکالنا (چٹخانا)، تہبند لٹکانا، شیروانی (اور کوٹ وغیرہ) کے بٹن کھلے رکھنا، ہمیشہ شراب پینا اور مردوں سے بدفعلی کرنا اور عنقریب اس امت میں عورتوں کا آپس میں شرمگاہوں کو رگڑنا پایا جائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

سحاق النساء بينهن زنا۔ عورتوں کا باہم شرمگاہیں رگڑنا بھی زنا ہے۔

(مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار آدمی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہوں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، وہ لوگ جو جانور سے بُری حرکت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو مردوں سے بدفعلی کرتے ہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد ٦ ص ٢٢٢٣)

ایک روایت میں ہے کہ جب ایک مرد دوسرے مرد پر سوار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے عرش بھی کانپ اٹھتا ہے اور قریب ہے کہ آسمان زمین پر گر پڑیں پس فرشتے ان کو کناروں سے پکڑ کر روکتے ہیں اور سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد آخر تک) پڑھتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

سات (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور قیامت کے دن ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور فرمائے گا جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم

بھی داخل ہو جاؤ۔ وہ یہ لوگ ہیں فاعل اور مفعول (بدفعلی کرنے اور کرانے والا)، جانور سے بدفعلی کرنے والا، ماں اور بیٹی دونوں سے نکاح کرنے والا، اور مشت زنی کرنے والا، جب تک یہ توبہ نہ کرلیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک قوم کو قیامت کے دن یوں اٹھایا جائے گا کہ ان کے ہاتھ زنا کی وجہ سے حاملہ ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنی شرمگاہوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے اعمال میں سے یہ اُمور بھی ہیں: شطرنج کھیلنا، کبوتر بازی، کتوں کے درمیان مقابلہ کرانا، مینڈھوں (دنبوں وغیرہ) کو لڑانا، مرغیوں کے درمیان مقابلہ کرانا، تہبند کے بغیر حمام میں داخل ہونا اور ناپ تول میں کمی کرنا اور ایسے کام کرنے والوں کے لیے خرابی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اُڑنے والے کبوتر سے کھیلتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک فقر کی اذیت چکھ نہ لے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بدفعلی کا مرتکب اگر توبہ کیے بغیر مرجائے تو قبر میں خنزیر کی شکل میں بدل دیا جاتا ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرماتا جو کسی مرد سے بدفعلی کرے یا عورت سے غیر فطری فعل کا مرتکب ہو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۲،۴)

حضرت ابوسعید صعلوکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عنقریب اس امت میں ایسی جماعت پیدا ہوگی جن کو لوطی کہا جائے گا اور ان کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ جو محض دیکھتے ہیں، دوسرے وہ جو ہاتھ ملاتے ہیں، تیسرے وہ جو اس خبیث عمل کا ارتکاب کرتے ہیں۔

کسی عورت یا کسی نابالغ لڑکے کو شہوت کے ساتھ دیکھنا بھی زنا ہے، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا بولنا، ہاتھ کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چل کر جانا، کانوں کا زنا سننا اور نفس کا زنا تمنا اور خواہش کرنا ہے

اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳۶)

یہی وجہ ہے کہ نیک لوگوں نے نابالغ (خوبصورت) لڑکوں سے دوری اختیار کی۔ ان کو دیکھنے، ان سے میل جول رکھنے اور ان کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کیا۔ حضرت حسن بن ذکوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مالدار لوگوں کی اولاد کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ ان کی صورتیں کنواری لڑکیوں کی طرح ہوتی ہیں، اس لیے وہ عورتوں سے بھی بڑھ کر فتنہ ہیں۔

ایک تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے عبادت گزار نوجوان پر نابالغ لڑکے کے مقابلے میں سات کاٹنے والے درندوں کا زیادہ خوف نہیں جب وہ اس لڑکے کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

اور کہا جاتا تھا کہ کوئی شخص خوبصورت لڑکے کے ساتھ ایک مکان میں رات نہ گزارے اور علماء کرام نے عورت پر قیاس کرتے ہوئے نابالغ لڑکے کے ساتھ ایک مکان یا دکان یا حمام میں رات گزارنے کو حرام قرار دیا۔

(عورت کے بارے میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما خلا رجل بامراۃ الا کان الشیطان ثالثھما۔	جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔
(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۹)	

اور نابالغ لڑکوں میں سے بعض عورتوں سے بھی زیادہ حسین ہوتے ہیں پس اس کے ساتھ علیحدگی میں ٹھہرنا بہت بڑا فتنہ ہے اور اس کے حق میں وہ برائی بھی ممکن ہے جو عورتوں کے حق میں ممکن نہیں اور اس لڑکے کے حق میں وہ شک اور شر آسان ہے جو عورت کے حق میں آسان نہیں، لہٰذا اس کے ساتھ علیحدگی میں رہنا حرام ہونے کے زیادہ لائق ہے۔

لڑکوں سے نفرت کرنے (یعنی دُور رہنے) اور ان کو دیکھنے سے اجتناب کرنے کے سلسلے میں بزرگوں کے اقوال بے شمار ہیں اور وہ ان کو "انتان" (بدبُو) کہتے ہیں کیونکہ شرعی طور پر وہ گندگی کا باعث ہیں۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس میں بھلائی کی خاطر دیکھئے یا اس کے علاوہ، دونوں صورتیں برابر ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ حمام میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک خوبصورت بچہ آیا۔ آپ نے فرمایا: اس کو یہاں سے نکالو، اس کو مجھ سے دُور کرو کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ شیطان اور ہر خوبصورت (قابلِ شہوت) لڑکے کے ساتھ دس سے زائد شیطان دیکھتا ہوں۔

☆ ایک شخص حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت بچہ بھی تھا آپ نے فرمایا تیرا اس سے کیا رشتہ ہے؟

اس نے کہا یہ میرا بھانجا ہے۔ فرمایا دوبارہ اس کو لے کر ہمارے پاس نہ آنا اور نہ اس کے ساتھ راستے میں چلنا تاکہ وہ لوگ جو تجھے اور اس کو جانتے نہیں وہ بدگمانی کا شکار نہ ہو جائیں۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان میں ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے اپنی پیٹھ مبارک کے پیچھے بٹھایا اور فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش دیکھنے سے ہوئی اور آپ نے یہ اشعار پڑھے:

کل الحوادث مبدؤھا من النظر
ومعظم النار من مستصغر الشرر
والمرء ما دام ذا عین یقلبھا
فی اعین الغیر موقوف علی الخطر
کم نظرۃ فعلت فی قلب صاحبھا
فعل السھام بلا قوس ولا وتر
یسر ناظرہ ما ضر خاطرہ
لا مرحبا بسرور عاد بالضرر

”تمام خرابیوں کی بنیاد نظر ہے اور بہت بڑی آگ چھوٹی چنگاری سے

ہوتی ہے۔

اور آدمی جب تک آنکھ والا ہوتا ہے جسے اس کو دوسروں کی آنکھ میں ڈالتا ہے تو یہ خطرے کا باعث ہوتا ہے۔

کتنی ہی مرتبہ نظر نے دوسرے شخص کے دل پر ایسا تیر چلایا جس کی کمان اور وتر نہیں ہے۔

دیکھنے والے کو وہ چیز خوش کرتی ہے جو اس کے دل کو نقصان پہنچاتی ہے تو ایسی خوشی جو نقصان لائے، خوش آمدید کی مستحق نہیں ہے۔"

اور کہا گیا ہے کہ نظر زنا کا ڈاکیہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے پس جو شخص اسے اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک اس کے دل میں عبادت کی چاشنی پیدا کر دے گا۔

مفعول کی سزا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ بعض علاقوں میں ایک شخص پایا گیا ہے جو دوسروں سے بدفعلی کرواتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ وہ گناہ ہے جسے صرف لوط علیہ السلام کی قوم جانتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو سزا دی، اس سے ہمیں مطلع فرمایا، میرے خیال میں اسے آگ میں جلانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ اسے آگ میں جلا دو اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے جلا دیا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۸۹)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے آپ کو بدفعلی کے لیے پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو عورتوں کی شہوت میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ

قیامت تک اپنی قبر میں مردود شیطان کی صورت میں رہے گا۔

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جو شخص اپنے غلام سے ایسی حرکت کرے، وہ بھی لوطی مجرم ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی سیاحت کے دوران ایک آگ کے پاس سے گزرے جس میں ایک شخص کو جلایا جارہا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے بجھانے کے لیے پانی لیا تو آگ بچے کی شکل میں ہوگئی اور وہ شخص آگ کی صورت میں تبدیل ہوگیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بات پر تعجب ہوا۔ آپ نے عرض کیا اے میرے رب! ان دونوں کو ان کی اصلی دنیوی حالت پر لوٹادے تاکہ میں ان سے ان کا سارا معاملہ معلوم کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کردیا۔ آپ نے دیکھا تو وہ ایک مرد اور ایک بچہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے؟ اس مرد نے کہا اے روح اللہ! میں اس دنیا میں اس لڑکے کی محبت میں مبتلا تھا تو مجھے شہوت نے اس کے ساتھ بُرائی پر مجبور کیا جب میں اور یہ بچہ (دونوں) فوت ہوگئے تو کبھی یہ آگ میں بدل کر مجھے جلاتا ہے اور کبھی میں آگ میں بدل کر اسے جلاتا ہوں۔ ہم قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کی پناہ چاہتے ہیں نیز اس سے عفو و عافیت اور اس کے پسندیدہ اعمال کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

عورت سے بدفعلی بھی لواطت میں شامل ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ۔	تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو، جاؤ۔
(البقرہ: ۲۲۳)	

یعنی آگے سے ہو کر یا پیچھے سے لیکن ایک ہی جگہ سے ایک ہی سوراخ سے ان کے قریب جاؤ--- اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہودی کہا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص پچھلی طرف سے ہو کر عورت کی

شرم گاہ میں جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو ان (یہودیوں) کی تکذیب میں یہ (مندرجہ بالا) آیت نازل ہوئی۔ اسے گھٹنوں کے بل لٹائے یا کوئی دوسری صورت ہو لیکن ایک ہی سوراخ سے ہو، اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج۱ ص ۴۶۴)

ایک روایت میں ہے کہ (عورت کی) پچھلی طرف سے اور حیض کی حالت میں جماع سے پرہیز کرو۔

"صمام واحد" سے مراد ایک (سوراخ یعنی ایک) جگہ مراد ہے اور وہ عورت کی شرمگاہ (پیشاب کی جگہ ہے) کیونکہ یہی کھیتی ہے یعنی اولاد کی کھیتی کا یہی مقام ہے، پچھلا حصہ گندگی (پاخانے) کی جگہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

ملعون من اتی حائضا او امراۃ فی دبرھا۔ (الاتحاف ج۵ ص ۳۷۵)	وہ شخص لعنتی ہے جو حیض والی عورت سے جماع کرے یا عورت سے بدفعلی کرے۔

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اتی حائضا او امراۃ فی دبرھا او کاھنا فقد کفر بما انزل علی محمد۔ (جامع ترمذی ج۱ ص۱۹)	جو آدمی حیض والی عورت سے جماع کرے یا عورت سے بدفعلی کرے یا کسی نجومی (کی بات کو موثر حقیقی سمجھتے ہوئے اس) کے پاس جائے، اس نے اس دین کا انکار کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

پس جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا اس سے بدفعلی کرے، وہ ملعون ہے اور اس سخت سزا کی تنبیہہ میں داخل ہے۔ اسی طرح کاہن (نجومی) کے پاس جانے

والے کا حکم ہے۔ کاہن سے مراد ستاروں کا حال بتانے والا شخص ہے جو گم شدہ چیز کا حال بتاتا اور غیبی اُمور کے بارے میں گفتگو کرتا ہے۔ اگر اس سے کچھ پوچھ کر اس کی تصدیق کی جائے تو یہ دین کا انکار ہے۔

بے شمار جاہل لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو معرفت بہت کم حاصل ہے اور وہ علم کی باتیں بہت کم سنتے ہیں۔

اسی لیے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عالم یا متعلم (سیکھنے والے) یا سننے والے یا (علم اور علماء سے) محبت کرنے والے بنو پانچویں نہ بنو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور پانچواں وہ ہے جو نہ جانتا ہے، نہ سیکھتا ہے، نہ سنتا ہے اور نہ اس عمل کو پسند کرتا ہے۔ اور بندے پر لازم ہے کہ تمام گناہوں اور خطاؤں سے بارگاہ خداوندی میں توبہ کرے۔۔۔ اور جہالت میں جو گناہ سرزد ہوئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا اور باقی عمر میں ان سے بچنے کا سوال کرے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے دین، دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، بے شک تُو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۲

سود خوری

ارشاد خداوندی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

(آل عمران: ۱۳۰)

اے ایمان والو! دو گنا در دو گنا سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم کامیابی پاؤ۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ۔ (آل عمران: ۱۳۰)

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے ہاتھ لگا کر بدحواس کر دیا۔

یعنی جب قبروں سے نکل کر کھڑے ہوں گے تو اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھوا اور مدہوش کر دیا اور ان کی یہ حالت اس لیے ہوگی کہ:

بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا۔ (البقرہ: ۲۷۵)

انہوں نے کہا کہ بیع (خرید و فروخت) سود کی طرح ہے۔

یعنی (خرید و فروخت کی طرح) حلال ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس چیز کو حلال قرار دیا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُٹھائے گا تو وہ تیز تیز نکلیں گے، لیکن سود کھانے والوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ گریں گے اور پھر اُٹھیں گے جس طرح کوئی نشے کی حالت میں ہو، وہ جب بھی کھڑا ہوگا، گر جائے گا کیونکہ جب ان لوگوں نے دنیا میں سود کھایا جو حرام ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں کو بڑھا دے گا حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ بھاری ہوں گے پس جب اُٹھنے کا ارادہ کریں گے تو گر جائیں گے اور لوگوں کے ساتھ تیز تیز چلنے کی کوشش کریں گے لیکن ایسا نہیں کر سکیں گے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سود خور کو قیامت کے دن پاگل کی صورت میں اُٹھایا جائے گا اور یہ سود خوروں کی علامت ہوگی جس سے میدانِ محشر والے اُن کو پہچانیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ ان کے ہاتھوں کے سامنے تھے۔ ان میں سے ہر شخص کا پیٹ بہت بڑے مکان کی طرح تھا۔ ان کے پیٹوں نے ان کو جھکایا ہوا تھا، وہ آلِ فرعون کے راستے پر جمع ہوئے تھے۔

اور اہلِ فرعون صبح و شام جہنم پر پیش کیے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: وہ بھاگنے والے اونٹوں کی طرح آگے بڑھتے تھے نہ کچھ سنتے تھے اور نہ ہی سمجھتے تھے۔ جب ان پیٹوں والوں کو اس کا احساس ہوا تو وہ کھڑے ہوئے تو ان کے پیٹوں نے ان کو جھکا دیا۔ پس وہ وہاں سے ہل نہ سکے حتیٰ کہ فرعونیوں نے ان کو گھیر لیا۔ پس وہ ان کو آگے پیچھے پھینکتے ہیں۔

تو یہ دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ میں ان کا عذاب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں، میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں۔

یہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوتے ہیں جس کو شیطان نے ہاتھ لگا کر بدحواس کر دیا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۹)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں نے ساتویں آسمان میں اپنے سر کے اوپر گرج اور کڑک کی آواز سنی اور کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ ان کے ہاتھوں کے سامنے گھروں کی طرح ہیں۔ ان میں سانپ اور بچھو ہیں جو ان کے پیٹوں سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ سود خور ہیں۔ (الدر المنثور ج ۴ ص ۱۵۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی بستی میں زنا اور سود پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ اس بستی والوں کو ہلاک کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۱۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے) کہ جب لوگ دینار اور درہم (روپے پیسے) میں بخل سے کام لیں کسی چیز کو اصل قیمت سے زیادہ پر بیچیں، گائے کی دُم کے پیچھے چلنے لگیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کو چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ مصیبتیں نازل فرمائے گا اور جب تک وہ اپنے دین کی طرف رجوع نہیں کریں گے، یہ آفات اٹھائی نہیں جائیں گی۔

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۱۷)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

جس قوم میں سود پھیلتا ہے، اس قوم میں جنون (پاگل پن) پھیلتا ہے، جس قوم میں زنا عام ہوتا ہے، ان میں موت زیادہ واقع ہوتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک دیتا ہے۔

ایک طویل حدیث میں ہے کہ سود خور کو مرنے سے لے کر قیامت تک یوں عذاب دیا جاتا ہے کہ وہ سرخ نہر میں تیرتا ہے جو خون کی طرح ہے اور اسے پتھر کا لقمہ دیا جاتا ہے اور یہ، وہ مال حرام ہے جو اس نے دنیا میں کمایا تھا اور اس میں وہ مشقت اٹھاتا تھا۔ جہنمی پتھر کا لقمہ اس کے منہ میں ڈالا جاتا ہے یہ عذاب اسے قیامت سے پہلے برزخ میں دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھی ہوتی ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

چار قسم کے لوگ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ ان کو جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ ان کو اپنی نعمت چکھائے گا۔ عادی شرابی، سود خور، یتیم کا مال ناحق طور پر کھانے والا اور ماں باپ کا نافرمان حتیٰ کہ وہ توبہ کرلیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سود کھانے والوں کو کتوں اور خنزیروں کی شکل میں اُٹھایا جائے گا کیونکہ وہ سود کھانے کے لیے حیلہ بہانہ کرتے تھے جس طرح ہفتہ والوں کو عذاب دیا جب انہوں نے مچھلیاں نکالنے کے لیے حیلہ اختیار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا تھا۔ انہوں نے مچھلیوں کے لیے حوض بنائے، ہفتے کے دن ان میں مچھلیاں جمع ہو جاتیں اور اتوار کے دن وہ ان کو شکار کرلیتے۔ جب انہوں نے (بنی اسرائیل نے) یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بندروں اور خنزیر کی شکل میں بدل دیا۔

اسی طرح ان لوگوں کا معاملہ ہے جو طرح طرح کے حیلے بہانوں سے سود کھاتے ہیں، حیلہ گروں کے حیلے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ لوگ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جس طرح بچے کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اگر یہ بات (سزا) ان کے سامنے آجائے تو (یہ عمل) ان کے نزدیک ذلیل

ترین ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سود کے ستر دروازے ہیں، سب سے کم اور ہلکا دروازہ ایسے ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے اور کسی شخص کا اپنے مسلمان بھائی کی عزت کے درپے ہونا بہت بڑا سود ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ا ص ۱۹۰)

پس اس کا سود کے دروازوں میں سے سب سے بڑا دروازہ ہونا صحیح ثابت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے سود اور اس کے معاملہ کا اہم ہونا بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا: سود کے ذریعے حاصل ہونے والا ایک درہم اسلام (کی حالت) میں چھتیس مرتبہ زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۱۷)

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

سود ستر گناہوں کی طرح ہے جن میں سب سے ہلکا گناہ کسی شخص کا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سب سے ہلکا گناہ اس شخص (کے گناہ) کی طرح ہے جو اپنی ماں سے وطی کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: زیادہ دینے والا اور زیادہ لینے والا دونوں جہنمی ہیں یعنی سود لینے اور دینے والا دونوں اس جرم میں برابر ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب کسی شخص پر تمہارا قرض ہو اور وہ تمہیں کوئی تحفہ بھیجے تو اسے نہ لو کیونکہ یہ بھی سود ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کسی شخص پر تمہارا قرض ہو تو اب تم اس کے گھر سے جو کچھ کھاؤ گے، وہ حرام ہوگا اور یہ بات انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے لی ہے، آپ نے فرمایا:

كل قرض جر نفعا فهو ربا۔ جو قرض نفع (کھینچ) لائے، وہ سود ہے۔

(الدر المنثور ج ۵ ص ۳۵۰)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کسی کی سفارش کرے، پھر وہ اسے کوئی ہدیہ بھیجے تو یہ جرم ہے اور اس کی تصدیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جو شخص کسی دوسرے کی سفارش کرے اور وہ اس کے عوض اسے کچھ دے تو یہ سود کے بہت بڑے دروازے سے پاس آیا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۴۳) ہم اللہ تعالیٰ سے دین، دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کے خواستگار ہیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۳

یتیم کا مال کھانا اور اس پر ظلم کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔

بے شک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیم کا مال کھاتے ہیں، بلاشبہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

نیز ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔

اور مال یتیم کے قریب نہ جاؤ مگر جو نہایت مناسب طریقہ ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (واقعہ) معراج کے سلسلے میں فرمایا کہ میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا

جن پر کچھ دوسرے لوگوں کو مقرر کیا گیا تھا' وہ ان کے منہ کو کھولتے اور دوسرے لوگ آگ کی بڑی بڑی چٹانیں لا کر ان کے مونہوں میں ڈالتے تھے جو ان کے پاخانے کے راستے سے نکل جاتی تھیں۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں' بے شک یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو ان کی قبروں سے نکالے گا جن کے پیٹوں سے آگ نکل رہی ہوگی اور ان کے مونہوں سے آگ شعلہ زن ہوگی۔

پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا۔ (النساء: ۱۰)

بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق طور پر کھاتے ہیں' وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈال رہے ہیں۔

حضرت سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص یتیم کا مال ناحق طور پر کھاتا ہے' اسے قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے منہ' کانوں' ناک اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے اسے جو بھی دیکھے گا' سمجھ جائے گا کہ یہ شخص یتیم کا مال کھانے والا ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں یتیم کا ولی جب فقیر ہو تو اس کے مال سے مناسب طریقے سے کھا سکتا ہے کہ اس کے مسائل کے حل اور مال کے بڑھانے کے سلسلے میں اس کی نگرانی کر سکے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن اس مناسب و معروف طریقے سے زائد حرام ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (النساء: ٦)

اور جو شخص مالدار ہو وہ بچتا رہے اور جو فقیر ہو وہ معروف طریقے سے کھائے۔

معروف اور مناسب طریقے پر کھانے سے متعلق چار قول ہیں:

(۱) اس سے قرض لینا۔

(۲) ضرورت کے مطابق خرچ کرنا اور زائد سے بچنا۔

(۳) جب وہ یتیم کے لیے کوئی عمل کرتا ہو تو اس کے مطابق لینا۔

(۴) ضرورت کے وقت لے سکتا ہے، اب اگر کشادہ حال ہے تو واپس کرے اور اگر کشادہ حال نہیں ہے تو اس کے لیے حلال ہے۔

یہ اقوال ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں لکھے ہیں:

صحیح بخاری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اور دونوں میں کچھ کشادگی رکھتے ہوئے فرمایا:

انا وکافل الیتیم فی الجنۃ هکذا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۷۹۹)

میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے۔

اور صحیح مسلم میں انہی سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کافل الیتیم له او لغیرہ انا وهو لهاتین فی الجنۃ۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۱۱)

یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے چاہے یتیم اس کا رشتہ دار ہو یا کوئی اور۔

آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا، یتیم کی کفالت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے معاملات کے لیے کوشش کی جائے یعنی اس کے کھانے اور لباس کا اہتمام کرے اور اگر اس کا مال ہو تو اس کو بڑھانے کی کوشش کرے اور اگر اس کا اپنا مال نہ ہو تو رضائے خداوندی کے حصول کے لیے اپنے مال سے اس پر خرچ کرے۔

حدیث میں جو یہ فرمایا کہ یتیم اس کا اپنا ہو یا کسی اور کا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار۔ قرابت اور رشتہ داری کی مثال یہ ہے کہ مثلاً وہ اس کا دادا ہو یا بھائی، یا ماں یا چچا یا سوتیلا باپ یا ماموں وغیرہ میں سے کوئی ہو اور اجنبی وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کی کوئی رشتہ داری نہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان یتیم کے کھانے پینے کو اپنے ساتھ ملائے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس (یتیم) کو بے نیاز کردے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے مگر یہ کہ کوئی ایسا عمل کرے جس کی بخشش نہ ہو۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۶۲)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے، اور اس کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہو تو وہ جتنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے، ہر بال کے بدلے اسے ایک نیکی ملتی ہے اور جو شخص کسی یتیم لڑکے یا لڑکی سے حسن سلوک کرے، میں اور وہ اس طرح جنت میں (ایک دوسرے کے قریب) ہوں گے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۵۰)

ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا یتیم پر رحم کرو، اسے اپنے قریب کرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ کے پاس ایک شخص نے آکر دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اگر تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو یتیم کو اپنے قریب کرو، اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ، یہ عمل تمہارے دل کو نرم کرے گا اور تم اپنی حاجت پر قادر ہوگے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۴۹)

ایک بزرگ کا واقعہ منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: میں شروع شروع میں گناہوں میں مبتلا رہتا اور شراب پیتا تھا، ایک دن مجھے ایک یتیم فقیر بچہ مل گیا۔ میں نے اسے ساتھ لے لیا اور اس سے حسن سلوک کیا، اس کو کھانا کھلایا، لباس دیا، اسے حمام میں لے گیا، اس کے بکھرے ہوئے بالوں کو درست کیا اور اس کو یوں اعزاز دیا جس طرح کوئی شخص اپنے بچے سے کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اس کے بعد ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا قیامت قائم ہے اور مجھے حساب کے لیے بلایا گیا، پھر مجھے میرے گناہوں کے باعث جہنم میں لے جانے کا حکم دیا گیا۔ دوزخ کے فرشتے مجھے جہنم کی طرف لے جانے کے لیے پکڑنے لگے۔ میں ان کے سامنے ایک حقیر اور ذلیل شخص کی طرح تھا جس کو وہ کھینچ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں تو میں نے دیکھا کہ وہی

یتیم بچہ مجھے راستے میں ملا اور اس نے کہا: اے میرے رب کے فرشتو! اسے چھوڑ دو حتیٰ کہ میں اپنے رب کے ہاں اس کی شفاعت کروں۔ اس نے مجھ سے اچھا سلوک کیا اور میری عزت کی ہے۔

فرشتوں نے کہا ہمیں اس بات کا حکم نہیں دیا گیا، اس دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی: وہ فرما رہا ہے اسے چھوڑ دو، میں نے اس یتیم بچے کی سفارش اور اس کے ساتھ اس شخص کے حسن سلوک کی وجہ سے اسے معاف کردیا۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں، میں بیدار ہوا اور میں نے بارگاہ خداوندی میں توبہ کی اور یتیموں کی خدمت اور ان پر رحم و شفقت کے لحاظ سے مجھ سے جس قدر ہو سکتا تھا، میں نے بھرپور کوشش کی۔

اسی لیے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خادم خاص ہیں، فرماتے تھے کہ بہترین گھروہ ہے جس میں کوئی یتیم بچہ ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور بدترین گھروہ ہے جس میں کوئی یتیم بچہ ہو اور اس سے بُرا سلوک کیا جاتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت اس شخص سے ہے جو کسی یتیم یا بیوہ سے حسن سلوک کرے۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

اے داؤد! یتیم کے لیے مہربان باپ کی طرح اور بیوہ عورت کے لیے شفیق خاوند کی طرح ہو جاؤ اور جان لو کہ جیسا بیج ڈالو گے، اسی قسم کی فصل کاٹو گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سلوک تم کرو گے تمہارے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کیا جائے گا یعنی جب تمہارا انتقال ہو گا تو لازماً تمہارے بچے بھی یتیم اور بیوی بیوہ ہو جائے گی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی ایک دعا میں یوں عرض کیا یا اللہ! جو شخص تیری رضا حاصل کرنے کی غرض سے یتیم بچے اور بیوہ عورت کو اپنے ساتھ ملائے، اس کا بدلہ

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۳ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور آخری کا کچھ حصہ نہیں)

کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ جس دن میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، میں اسے اپنے سائے کے نیچے جگہ دوں گا یعنی قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھوں گا۔

بیوہ عورت اور یتیم بچے کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت کے سلسلے میں جو کچھ آیا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سید صاحب بلخ (جو عجم کا ایک شہر ہے) میں رہتے تھے۔ ان کی بیوی اور چند بیٹیاں تھیں اور انہیں مال و دولت کی کشادگی حاصل تھی۔ اب خاوند کا انتقال ہوگیا اور ان کے بعد بیوہ اور بچیاں فقر و فاقہ کا شکار ہوگئیں، چنانچہ وہ خاتون اپنی بچیوں کو لے کر دوسرے شہر کی طرف چل پڑیں تاکہ دشمن ہماری حالت دیکھ کر خوش نہ ہوں اتفاقاً یہ سردی کے دن تھے جب وہ اس شہر میں داخل ہوئیں تو اپنی بیٹیوں کو ایک غیر آباد مسجد میں چھوڑا اور ان کے لیے رزق تلاش کرنے نکلیں چنانچہ وہ ایسی جگہ سے گزریں جہاں دو اجتماع تھے۔ ایک اجتماع مسلمان آدمی کے پاس تھا جو شہر کا بزرگ تھا اور دوسرا اجتماع ایک مجوسی کے پاس تھا جو شہر کا محافظ تھا۔ وہ خاتون پہلے مسلمان کے پاس گئیں اور اپنا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں سید زادی ہوں۔ اور میرے ہمراہ میری بچیاں ہیں، جن کو میں نے ایک غیر آباد مسجد میں چھوڑا ہے اور مجھے ان کے لیے آج رات کا کھانا درکار ہے۔ اس نے کہا کہ اپنے سید زادی اور معزز ہونے پر کوئی گواہ پیش کرو۔ اس نے کہا میں ایک اجنبی عورت ہوں۔ اس شہر میں مجھے پہچاننے والا کوئی نہیں، چنانچہ اس شخص نے منہ پھیر لیا۔ وہ خاتون شکستہ دل کے ساتھ وہاں سے چلی گئیں اور اس مجوسی کے پاس آکر اپنا حال سنایا اور اس کو بتایا کہ اس کے ساتھ یتیم بچیاں ہیں اور وہ ایک معزز اجنبی خاتون ہے اور مسلمان شیخ کے ہاں جو کچھ ہوا، وہ بھی بیان کر دیا چنانچہ اس نے کچھ خواتین کو بھیجا جو اس خاتون اور اس کی بچیوں کو گھر میں لے آئیں اور اس نے ان کو اچھا کھانا دیا اور عمدہ لباس پہنایا اور انہوں نے وہاں نہایت ناز و نعمت میں رات گزاری۔

راوی کہتے ہیں کہ جب نصف رات گزر گئی تو اس مسلمان شیخ نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور پر ایک

جھنڈا باندھا گیا اور سبز زمرد کا ایک محل ہے جس کی برجیاں موتیوں اور یاقوت کی ہیں اور اس میں موتیوں اور مرجان کے خیمے ہیں۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ محل کس کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا مسلمان موحد کے لیے ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں بھی ایک مسلمان موحد ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی گواہ پیش کرو کہ تم مسلمان موحد ہو۔

وہ حیران ہو کر رہ گیا تو آپ نے فرمایا جیسا ایک سید زادی تیرے پاس آئی تھی تو تُو نے کہا تھا کہ اپنے سید ہونے پر گواہ لاؤ، اسی طرح اب تم بھی اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو۔ اس کے بعد وہ شخص بیدار ہوا تو وہ اس بات پر غمگین ہو گیا کہ اس نے اس خاتون کو ناکام لوٹایا، پھر وہ سارے شہر میں پھرا اور اس کے بارے میں پوچھنے لگا حتیٰ کہ معلوم ہوا کہ وہ مجوسی کے پاس ہے۔ اس نے مجوسی کو بلا بھیجا۔ وہ آیا تو اس نے کہا اس معزز سید زادی اور اس کی بیٹیوں کو میرے پاس بھیج دو، تو مجوسی نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا، مجھے ان کے ذریعے بہت زیادہ برکات حاصل ہوئی ہیں۔

شیخ نے کہا: مجھ سے ایک ہزار دینار لے لو اور ان کو میرے حوالے کر دو۔

اس نے کہا: میں ایسا نہیں کر سکتا۔ شیخ نے کہا یہ ضروری ہے۔ اس نے کہا جو کچھ تم چاہتے ہو، میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں جو محل تم نے خواب میں دیکھا ہے، وہ میرے لیے بنایا گیا ہے۔ کیا تم مجھ پر اسلام کی برتری جتاتے ہو تو قسم بخدا! میں اور میرے اہلِ خانہ گزشتہ رات بالکل نہیں سوئے حتیٰ کہ ہم سب اس سید زادی کے ہاتھ پر ایمان لے آئے اور میں نے بھی خواب میں وہی کچھ دیکھا جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ وہ سید زادی اور اس کی بیٹیاں تمہارے پاس ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: یہ محل تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور تم اور تمہارے گھر والے سب جنتی ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ازل میں مومن پیدا کیا۔

راوی کہتے ہیں وہ مسلمان شیخ اس قدر غمگین اور پریشان و اداس لوٹا جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے --- تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے بیوہ اور یتیموں سے نیکی اور حسن

سلوک کی برکت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو دینا میں کس قدر عزت سے نوازا۔
اس لیے صحیحین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا:

السـاعـی عـلـی الارملة والمسـاکـین کـالـمجـاهـد فـی سبیـل الـلـه۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۵)

بیوہ اور مساکین کے لیے کوشش کرنے والا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا:

و کـالـقـائـم لا یـفـتـر و کـالـصـائـم لا یـفـطـر۔
(صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱۱)

اور (رات کو) قیام کرنے والے کی طرح ہے جو کمی نہیں کرتا اور روزہ دار کی طرح جو کبھی روزہ نہیں چھوڑتا۔

"الساعی علیھم" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے اُمور اور ضروریات کو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر پورا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے، بے شک وہ جود و کرم کا مالک اور نہایت مہربان بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۴

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ۔ (الزمر:۶۰)

اور قیامت کے دن تم ان لوگوں کے چہروں کو سیاہ دیکھو گے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو عمل کریں اور چاہیں تو نہ کریں۔ محدث ابن جوزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ علماء کی ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کفر ہے جو دین سے پھیر دیتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کفر ہے اس کے علاوہ جھوٹ باندھنے کا حکم الگ ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من کذب علی بنی لہ بیت فی جھنم۔

جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے اس کے لیے جہنم میں گھر بنایا جائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۱)

جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے، اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہیے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین۔

جو شخص مجھ سے حدیث بیان کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹے لوگوں میں سے ایک ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ا ص ۱۱۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کذبا علی لیس ککذب علی غیری من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۷۲)

مجھ پر جھوٹ باندھنا دوسروں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

من یقل عنی مالم اقلہ فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (صحیح بخاری ج۱ ص۲۱)

جو شخص میری طرف سے وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

یطبع المؤمن علی کل شئ الا الخیانۃ والکذب۔

مومن کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہربات ہوسکتی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی ج۱۰ص۱۹۷)

ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق اور محفوظ رہنے کی دُعا مانگتے ہیں، بے شک وہ جود و کرم والا ہے۔

کبیرہ گناہ نمبر ۱۵

میدانِ جنگ سے بھاگنا

اگر دشمن کی تعداد مسلمانوں کے دوگنا سے زیادہ نہ ہو تو لڑائی کے لیے چال چلنے یا اپنی جماعت سے مل جانے کے لیے بھاگنے کے علاوہ میدانِ جنگ سے بھاگنا جائز نہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔ (الانفال: ۱۶)

اور جو شخص اس دن اپنی پیٹھ پھیرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہوگیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے مگر وہ جو لڑائی کے لیے چال چلنے والا ہو یا اپنی جماعت سے ملنے والا ہو (تو اس کا یہ حکم نہیں ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجتنبوا السبع الموبقات۔ سات ہلاک کرنے والے اُمور سے بچو۔ (الدر المنثور جلد ۲ ص ۱۴۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی نفس کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، گھمسان کی جنگ سے پھر جانا، پاک دامن عورتوں پر الزام لگانا جو سیدھی سادی ایمان والی ہیں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۸۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ۔ (الانفال: ۶۵)

اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان پر لازم کیا کہ دو سو کے مقابلے سے بیس مسلمان نہ بھاگیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (الانفال: ۶۶)

اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسانی کر دی اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے لازم قرار دیا کہ دو سو کے مقابلے سے ایک سو (مسلمان) نہ بھاگیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۶

حاکم کی بددیانتی اور رعایا پر ظلم کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (الشوریٰ: ۴۲)

بے شک مواخذہ ان لوگوں کا ہوگا جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق بغاوت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ○ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ

(ابراهیم: ۴۲-۴۳)

اور اللہ تعالیٰ کو ظالموں کے اعمال سے بے خبر خیال نہ کرو بے شک وہ ان (کی سزا) کو اس دن تک موخر کرتا ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک ان کی طرف نہیں لوٹتی اور ان کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

(الشعراء: ۲۲۷)

اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے نہیں روکتے تھے جسے وہ کرتے تھے البتہ وہ کیا ہی

يَفْعَلُوْنَ۔ (المائدہ: ۷۹) برا عمل کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من غش فليس منا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۶۹) جو شخص دھوکہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

الظلم ظلمات يوم القيامة۔ ظلم، قیامت کی اندھیریوں میں سے ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۱۳۷)

نیز آپ نے ارشاد فرمایا:

كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۰۷) تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ايما راع غش رعيته فهو في النار۔ جو نگران اپنی رعایا سے خیانت کرے وہ جہنم میں جائے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۵)

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

من استرعاه الله رعيته ثم لم يحطها بنصحه الا حرم الله عليه الجنة۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۸) جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی رعایا کا نگران بنایا پھر اس نے ان کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے نقل کیا اور دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ:

يموت يوم يموت وهو غاش لرعيته الا حرم الله عليه الجنة۔ جس دن وہ مرے گا اگر وہ خائن ہونے کی صورت میں مرا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۲۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من حاکم یحکم بین الناس الا حبس یوم القیامة وملک اخذ بقفاه فان قال القه القاه فهوی فی جهنم اربعین خریفا۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۵۹)

لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہر حاکم کو قیامت کے دن روکا جائے گا اور ایک فرشتہ اسے گدی سے پکڑے ہو گا پس اگر اللہ تعالیٰ نے اسے پھینکنے کا حکم دیا تو وہ اس کو پھینک دے گا اور وہ چالیس سال تک جہنم میں گرتا رہے گا۔

اس حدیث کو امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

امراء کے لیے خرابی ہے، عرفاء کے لیے خرابی ہے اور امانت دار لوگوں کے لیے خرابی ہے۔ قیامت کے دن کچھ لوگ ضرور بہ ضرور تمنا کریں گے کہ ان کی مینڈیاں (بال) ثریا ستارے سے لٹکا کر ان کو عذاب دیا جاتا اور وہ ان کاموں میں سے کوئی کام نہ کرتا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۳۵۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انصاف کرنے والے قاضی پر قیامت کے دن ایک ساعت ایسی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا۔

(مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۹۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جو شخص دس آدمیوں پر بھی امیر ہو قیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہو گا۔ اب یا تو اس کا عدل اسے چھڑائے گا یا اس کا ظلم اسے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۲۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی ہے:

اللھم من ولی من امر ھذہ الامۃ شیئا فرفق بھم فارفق بہ ومن شق علیھم فاشقق علیہ۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۸۰)

اے اللہ! جو شخص اس امت کے کسی معاملے کا نگران ہے پس وہ ان سے نرمی برتے تو تُو بھی اس سے نرمی فرما اور جو ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی فرما۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے امور میں سے کسی معاملے کا نگران بنائے پس وہ ان کی حاجتوں، مفلسی اور فقر کے درمیان رُکاوٹ کھڑی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت، مفلسی اور فقر کے سامنے رُکاوٹ کھڑی کرے گا۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۷۷)

(یعنی جو ان کی حاجتوں کو پورا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا نہیں کرے گا)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عنقریب فاسق اور ظالم حکمران ہوں گے پس جو آدمی ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور وہ حوض (حوض کوثر) پر مجھ سے ملاقات نہیں کرے گا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۹ ص ۱۴۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کے دو طبقوں کو میری شفاعت ہرگز نہیں ملے گی۔ ایک ظالم و خائن بادشاہ اور دوسرا دین میں حد سے بڑھنے والا۔ (یعنی جو باتیں دین میں نہیں اپنی طرف سے ان کو دین قرار دینا ورنہ دین کی روشنی میں جدید مسائل حل کرنا یا معمولات اہلِ سُنّت دین میں بڑھنا نہیں اور نہ بدعت ہے۔ ۱۲ ہزاروی) ان کے خلاف گواہی دی جائے اور ان سے برأت کا اظہار کیا جائے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشد الناس عذابا یوم القیامة امام جائر۔	قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ظالم امام کو ہوگا۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۳۶)

حدیث شریف میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے لوگو! نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اس سے پہلے کہ تم اللہ تعالیٰ کو پکارو پس وہ تمہیں جواب نہ دے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو اور وہ تمہیں نہ بخشے۔ یہود و نصاریٰ کے درویشوں اور علماء نے جب نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان (کے واسطے) سے ان پر لعنت بھیجی پھر ان سب کو مصیبت میں مبتلا کیا۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷)	جو شخص ہمارے اس دین میں نئی بات پیدا کرے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ بات مردود ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

من احدث حدثا او اوی محدثا فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۲ ص ۱۴۷)	جو شخص نئی (بری بات) بات پیدا کرے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

من لا یرحم لا یرحم الله من لا یرحم الناس۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب البر والصلة ص ۴۲۱)	جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الامام العادل یظله الله فی ظله یوم لا ظل الا ظله۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۱)

انصاف کرنے والے حاکم کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔

اور ارشاد فرمایا:

انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں گھر والوں اور جن کے نگران بنتے ہیں ان کے بارے میں عدل سے کام لیتے ہیں۔
(سنن نسائی جلد ۲ ص ۳۰۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا:

(زکوٰۃ لیتے ہوئے) لوگوں کے عمدہ مالوں سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا کیونکہ اس (دعا) کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔
(صحیح بخاری جلد اوّل ص ۲۰۳، صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۲۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا۔ آپ نے ان میں جھوٹے حکمران کا بھی ذکر فرمایا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۷۱)

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

انکم ستحرصون علی الامارة وستکون ندامه یوم القیامة۔

بے شک تم عنقریب حکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قیامت کے دن وہ پشیمانی کا باعث ہو گی۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ کی قسم میں اس امر (حکمرانی) پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتا جو اس کا سوال کرے یا اس کی حرص رکھتا ہو۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تمہیں بے وقوفوں کی حکومت سے محفوظ رکھے یہ امراء میرے بعد ہوں گے۔ وہ میری سیرت اور سنت کو نہیں اپنائیں گے۔ (کنزالعمال جلد ۶ ص ۱۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

جو شخص مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرنے (یعنی عہدۂ قضا) کا مطالبہ کرے حتیٰ کہ اسے حاصل کرلے پھر اس کا عدل، اس کے ظلم پر غالب آجائے تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم اس کے انصاف پر غالب آجائے اس کے لیے جہنم ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۷۲)

اور آپ نے فرمایا:

عنقریب تم حکمرانی کی حرص کرو گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے لیے باعث ندامت ہوگی۔ (صحیح بخاری جلد ۵ ص ۲۰۳)

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا قیامت کے دن حکمران کو لاکر جہنم کے پل پر پھینک دیا جائے گا تو اس سے وہ پل اس قدر حرکت میں آئے گا کہ اس کا ہر جوڑ اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔ پس اگر وہ اپنے عمل میں اطاعت گزار ہوگا تو اسے لے جایا جائے گا اور اگر اپنے عمل میں نافرمان ہوگا تو اس سے پل پھٹ جائے گا اور وہ پچاس سال کی مقدار جہنم میں گر جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ابوذر! کون اس عمل (حکمرانی) کا مطالبہ کرے گا۔ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے ناک کو کاٹ دے اور اپنے رخسار کو مٹی میں ملادے۔

حضرت عمرو بن مہاجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: جب تم دیکھو کہ میں راہ حق سے ہٹ گیا ہوں تو اپنے ہاتھ سے میرا گریبان

پکڑ کر کہو: اے عمر! کیا کر رہے ہو۔

تو اے وہ شخص جو ظالم کہلانے پر راضی ہے تجھ پر کس قدر حقوق ہیں۔ جہنم قید خانہ ہے اور اللہ تعالیٰ حاکم ہوگا اور تجھ سے جو جھگڑا کیا جائے گا اس میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔ قبر ہولناک مقام ہے۔ وہاں کی قید کو یاد رکھو اور حساب طویل ہوگا۔ پس اپنے نفس کو چھڑاؤ۔ زندگی ایک دن کی طرح ہے پس اپنے سورج سے جلدی کرو۔ تو اپنے مال پر خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ تیری کمائی ناپاک ہے تو اپنی امیدوں پر اکڑتا ہے اور رفتار ست ہے اور دوسروں کے حقوق سے (انگلی کے) ایک پورے کے برابر بھی نہیں چھوڑا جائے گا پس جب تم کسی ظالم کو دیکھو کہ وہ غلبہ حاصل کرتا ہے تو بعض اوقات وہ یوں رات گزارتا ہے کہ اس کے جسم میں زخم ہو جاتے ہیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۷

تکبر کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ۔ (المومن: ۲۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک میں نے ہر متکبر سے اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لی وہ متکبر جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ۔ (النحل: ۲۳)

بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک شخص اکڑ کر چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا پس وہ

قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن تکبر کرنے والوں اور ظالموں کا حشر (ریت کے) ذروں کی طرح ہوگا کہ لوگ ان کو پاؤں کے نیچے روندتے ہیں اور انہیں ہر جگہ ذلت اٹھانا پڑے گی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں سب سے پہلا گناہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی وہ تکبر ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ (البقرہ: ۳۴)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے انکار اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

تو جو شخص حق کے مقابلے میں تکبر کرے اسے اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جیسا کہ ابلیس کے ساتھ ہوا۔۔۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

لا یدخل الجنۃ احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۵)

ایسا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ (لقمان: ۱۸)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر اکڑنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

العظمۃ ازاری والکبریاء ردائی فمن نازعنی فیھما القیتہ فی النار۔

عظمت اور کبریائی میرا لباس ہے (میرا وصف ہے) پس جو شخص ان دونوں باتوں میں مجھ سے جھگڑا کرے میں اس کو جہنم میں ڈالوں گا۔

(مشکوۃ المصابیح ص ۴۳۲ باب الغضب والکبر، الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ)

جھگڑا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان صفات کو لینا چاہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت اور جہنم نے باہم جھگڑا کیا تو جنت نے کہا مجھے کیا ہے کہ میرے اندر کمزور اور گرے پڑے لوگ داخل ہوں گے؟ اور جہنم نے کہا کہ مجھ میں زبردست اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۵۰۷)

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔ (لقمان: ۱۸)

اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کرو اور زمین پر اتراتا نہ چل بے شک اللہ تعالیٰ کو اِتراتا، فخر کرتا آدمی پسند نہیں ہے۔

یعنی تکبر کرتے ہوئے اپنا رخ دوسری طرف نہ پھیرو اور "المرح" اکڑ کر چلنے کو کہتے ہیں۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا مجھے اس کی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا: (اچھا) تمہیں طاقت نہ ہو۔ اس نے تکبر کے طور پر ایسا کیا تھا تو اس کے بعد وہ کبھی بھی منہ تک سیدھا ہاتھ نہ لے جاسکا۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۷۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ (پھر فرمایا) ہر بد اخلاق، جمع کرنے اور نہ دینے والا اور متکبر شخص (جہنمی ہے) (مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۶۵)

العتل سخت مزاج، بد اخلاق **الجواظ** مال جمع کرے لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہ دے اور یہ بھی کہا گیا کہ موٹا شخص جو اکڑ کر چلتا ہے اور کہا گیا کہ بڑے پیٹ والا مراد ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے:

جو شخص اکڑ کر چلتا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گا۔ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۶۵)

صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا:

جہنم میں سب سے پہلے جو تین (قسم کے) آدمی داخل ہوں گے، وہ ظالم امیر، زکوٰۃ نہ دینے والا مالدار اور فخر کرنے والا فقیر ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۹۶)

صحیح بخاری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (تکبر کے طور پر) کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ سودا بیچنے والا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۳)

کپڑا لٹکانے والے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اپنا تہبند یا شلوار وغیرہ لٹکاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پاؤں تک چلا جاتا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تہبند (یا شلوار) ٹخنوں سے نیچے جائے وہ جہنم میں لے جانے کا باعث ہے۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص ۸۶۱)

اور سب سے بڑا تکبر یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے علم کی وجہ سے بندوں پر بڑائی ظاہر کرے اور اس فضیلت کے باعث اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ باعظمت خیال کرے۔ اس طرح اسے اس کا علم نفع نہیں دے گا کیونکہ جو شخص آخرت کے لیے علم حاصل کرتا ہے اس کا علم اسے انکساری سکھاتا ہے اور وہ عاجزی اختیار کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس کی نگرانی کرتا اور ہر وقت اس کا محاسبہ کرتا ہے۔ اگر وہ نفس سے غافل ہو جائے تو وہ سیدھے راستے سے ہٹ جائے گا اور اسے ہلاک کر دے گا اور جو شخص فخر اور ریاست (دوسروں پر بڑائی) کے لیے علم حاصل کرتا ہے اور مسلمانوں پر اکڑتا ہے اور ان سے بے وقوفی کا برتاؤ کرتا ہے اور ان کو حقیر جانتا ہے تو یہ بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے اور جس

شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے جو بہت بلند بڑا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۸

جھوٹی گواہی

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ۔ (الفرقان: ۷۲)

وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے (وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں)

ایک روایت میں ہے کہ جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دو مرتبہ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ (الحج: ۳۰)

اور جھوٹی بات سے بچو۔

حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم (اپنی جگہ سے) نہیں ہٹیں گے حتیٰ کہ اس کے لیے جہنم واجب ہو جائے گی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۲۲)

حضرت مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جھوٹی گواہی دینے والا کئی بڑے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے جن میں سے ایک جھوٹ بولنا اور جھوٹ باندھنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۔ (المومن: ۲۸)

بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے جھوٹے کو ہدایت نہیں دیتا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ مومن کی فطرت میں ہر بات ہو سکتی ہے لیکن

خیانت اور جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۹۷)

جھوٹی گواہی دینے والا دوسرا بڑا گناہ یہ کرتا ہے کہ وہ جس کے خلاف گواہی دیتا ہے اس پر ظلم کرتا ہے حتیٰ کہ اس گواہی کے ذریعے اس کا مال، عزت، جان سب کچھ چلا جاتا ہے۔

تیسرا گناہ یہ ہے کہ جس کے حق میں گواہی دیتا ہے اس پر بھی ظلم کرتا ہے کہ اس گواہی کے ذریعے اس تک حرام مال پہنچتا ہے، وہ اس گواہی کے ذریعے اسے لیتا ہے پس اس کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے لیے اس کے (مسلمان) بھائی کے مال کا ناحق فیصلہ کیا گیا وہ اسے نہ لے کیونکہ اس کے لیے جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۱۶۸)

چوتھا گناہ یہ ہے کہ اس نے اس چیز کو جائز و حلال کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام اور معصوم قرار دیا یعنی (دوسروں کا) مال، خون اور عزت---

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ (پھر فرمایا) وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا سنو! اور جھوٹی بات کرنا سنو! اور جھوٹی گواہی دینا ہے--- آپ مسلسل یہ بات فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا۔

(صحیح بخاری جلد اوّل ص ۳۶۲)

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر مصیبت سے سلامتی اور عافیت عطا فرمائے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۱۹

شراب نوشی

ارشاد خداوندی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ (المائدہ: ۹۱-۹۰)

اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، بُت پرستی اور تیروں سے فال نکالنا ناپاکی (اور) شیطانی کام ہے پس اس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ بے شک شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی پیدا کرے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شراب سے روکا اور بچنے کا حکم دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث۔

شراب سے بچو یہ تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔

(کشف الخفاء جلد اوّل ص۴۵۹)

تو جو شخص اس سے نہیں بچتا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اور اس نافرمانی کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ (النساء: ۱۴)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدود سے بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کرے گا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا شراب حرام کردی گئی اور اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۶۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے خیال میں شراب نوشی سب سے بڑا گناہ کبیرہ ہے اور یہ بلاشبہ تمام خباثتوں کی جڑ ہے اور اس کے پینے والے پر متعدد احادیث میں لعنت کی گئی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۴۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر شراب حرام ہے۔ جو شخص دنیا میں شراب پیئے اور توبہ کے بغیر مرجائے حالانکہ وہ عادی شرابی ہو تو آخرت میں وہ شراب نہیں پیئے گا۔ اس حدیث کو حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۶۸)

مسلم شریف میں ہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا---

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ عہد لیا ہے کہ نشہ آور چیز پینے والے کو "طینة الخبال" سے پلائے گا۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "طینة الخبال" کیا ہے؟ فرمایا جہنمیوں کا پسینہ یا (فرمایا) جہنمیوں سے نکلنے والی پیپ۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۶۷)

صحیحین میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من شرب الخمرة فی الدنیا یحرمها فی الاخرة۔

جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہے وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۶۸، صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۳۶)

عادی شرابی، بُت پرست کی طرح ہے

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مدمن الخمر کعابد الوثن۔

عادی شرابی بُت پرست کی طرح ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد اوّل ص ۲۷۲)

عادی شرابی توبہ کے بغیر مرجائے تو جنّت میں نہیں جائے گا

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنة عاق ولا مدمن خمر۔

ماں باپ کا نافرمان اور عادی شرابی جنت میں نہیں جائیں گے۔

(سنن نسائی ج ۲ ص ۳۳۱)

ایک اور روایت میں ہے:

تین آدمیوں پر اللہ تعالٰی نے جنت حرام کردی۔ عادی شرابی، ماں باپ کا نافرمان اور دیوث (بے غیرت) وہ جو اپنے گھر والوں میں بُرائی دیکھ کر خاموش رہتا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۲۷)

نشہ کرنے والے کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: تین (قسم کے) آدمی ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف جاتی ہے (قبول نہیں ہوتی) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ اپنے مالکوں کی طرف واپس آکر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں دے دے، وہ عورت جس سے اس کا خاوند ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے اور نشہ کرنے والا یہاں تک کہ اس کا نشہ اُتر جائے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۸)

اور خمر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ دے۔ چاہے وہ تر ہو یا خشک، کھائی جاتی ہو یا پینے کے لیے استعمال ہو۔ (خمر وہ شراب ہے جو انگور کا کچا رس ہوتا ہے اور جھاگ چھوڑ دیتا ہے۔ اگر اسے پکایا جائے تو وہ خمر نہیں ہے)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یقبل اللہ لشارب الخمر صلاۃ ما دام فی جسدہ شئ منھا۔ (کنز العمال جلد ۵ ص ۳۶۵)

اللہ تعالیٰ شراب نوش کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک اس کے جسم میں اس میں سے کچھ ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

جو شخص شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا اور جس کو اس سے نشہ آئے اس کی چالیس صبح کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔ اگر توبہ کرنے کے بعد پھر وہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ اسے جہنم کی پیپ (یا پگھلی ہوئی تارکول سے) عذاب دے۔ (کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵۴، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۶۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص شراب پیئے اور اسے نشہ نہ آئے اللہ تعالیٰ چالیس راتیں اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا اور جو آدمی شراب پیئے اور اسے نشہ آئے اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اُس کی فرض اور نفل نماز قبول نہیں کرتا اور اگر ایسی حالت میں مرجائے تو بُت پرست کی طرح مرے گا اور اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اُسے "طینۃ الخبال" سے پلائے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! "طینۃ الخبال" کیا ہے؟ فرمایا: جہنمیوں کی جسم سے نکلنے والی پیپ

اور خون۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص عادی شرابی ہونے کی صورت میں مرجائے تو وہ لات اور عزیٰ (بتوں کے نام ہیں) کے پجاری کی طرح مرتا ہے۔ پوچھا گیا کیا ہمیشہ شراب پینے والا وہ ہے جو شراب سے کبھی افاقہ حاصل نہیں کرتا؟ فرمایا: نہیں بلکہ یہ وہ شخص ہے کہ اسے جب بھی مل جائے پیتا ہے چاہے کئی سالوں کے بعد ہو۔

شراب نوشی اور ایمان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ ابھی تک توبہ پیش کی جاتی ہے۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۰۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص زنا کرتا یا شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کو نکال دیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص کو نکالتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۵۲) اور اسی میں ہے کہ جو شخص شام کے وقت شراب پیتا ہے وہ صبح کے وقت مشرک ہو جاتا ہے اور جو صبح کے وقت پیتا ہے وہ شام کے وقت مشرک ہو جاتا ہے۔ (یعنی ایسے شخص کے ایمان کے جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور اگر حلال سمجھ کر یہ کام کرے تو ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی)

حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلے سے آتی ہے۔ لیکن اس کی خوشبو ماں باپ کا نافرمان، بہت احسان جتانے والا، عادی شرابی اور بت پرست نہیں سونگھ سکتا۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۵۷)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عادی شرابی، جادو پر اعتقاد رکھنے والا اور رشتہ داری کے تعلقات توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ شراب پیتا ہو اللہ تعالیٰ اسے نہر غوطہ سے پلائے گا اور یہ وہ پانی ہے جو ان زانیہ عورتوں کی شرم گاہوں سے نکلتا ہے جن کی شرم گاہوں سے جہنم والے بھی اذیت محسوس کرتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۵۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہان والوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے اس لیے مبعوث فرمایا کہ میں گانے بجانے کے آلات اور جاہلیت کے کاموں کو مٹا دوں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا میں اسے اس کی مثل جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا اور میرا جو بندہ میرے خوف سے شراب نوشی ترک کرے گا میں اسے جنت میں اچھے ساتھیوں کے ہمراہ پلاؤں گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۳۲)

شراب اور لعنت

حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب پر اس کے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، بنانے والے، لے جانے والے، جس کے لیے لے جائی گئی، اور اس کی قیمت کھانے والے سب پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ (کنز العمال جلد ۵ ص ۳۱۶)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، اس کے بنانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پینے والے، اس کی قیمت کھانے والے، اسے لے جانے والے اور

جس کے لیے لے جائی گئی، اس کے پلانے اور طلب کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ (مستدرک للحاکم جلد ۴ ص ۱۴۵)

شرابی کی بیمار پرسی نہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

لا تعودوا شراب الخمر اذا مرضوا۔ شراب پینے والوں کی بیمار پرسی نہ کرو جب وہ بیمار ہو جائیں۔

امام بخاری نے فرمایا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شراب نوشی کرنے والوں کو سلام نہ کہو۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۲۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شراب پینے والوں کی مجلس میں نہ بیٹھو نہ ان کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ ان کے جنازوں میں شرکت کرو---اور قیامت کے دن شرابی کو یوں لایا جائے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گا اور اس کی زبان اس کے منہ سے نکل کر سینے پر لٹک رہی ہو گی اور لعاب بہہ رہا ہو گا۔ جو اسے دیکھے گا اسے اس سے گھن آئے گی اور وہ جان لے گا کہ یہ شراب نوش ہے۔ (الکامل لضعفاء الرجال لابن عدی جلد ۲ ص ۶۳۲)

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ ان لوگوں کو سلام کہنے اور ان کی بیمار پرسی سے اس لیے روکا گیا ہے کہ شراب پینے والا فاسق لعنتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرابوں اور ان کے پینے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور اگر وہ اسے خریدے اور بنائے تو دو بار ملعون ہو گا۔ اور اگر کسی اور کو بھی پلائے تو تین بار ملعون ہو گا۔ اسی لیے ان کی عیادت اور ان کو سلام کہنے سے منع کیا گیا۔ البتہ یہ کہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

شراب سے علاج کرنا جائز نہیں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: میری ایک بیٹی بیمار ہوگئی تو میں نے ایک برتن میں انگور کا رس نکالا- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ جوش مار رہا تھا- آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے- میں نے عرض کیا کہ میں اس سے اپنی بیٹی کا علاج کرنا چاہتی ہوں- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالی لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیھا- (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جلد۲ ص۲۳۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا اس چیز میں نہیں رکھی جو اس نے امت پر حرام کی ہے-

شراب کے بارے میں متفرق احادیث

ان احادیث میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ابو نعیم رحمہ اللہ نے "الحلیۃ" (حلیۃ الاولیاء) میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے- وہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نبیذ (انگور کا رس) ایک گھڑے میں لایا گیا- اس میں سے آواز آرہی تھی- آپ نے فرمایا اسے دیوار پر پھینک دو- یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے- (حلیۃ الاولیاء جلد۶ ص ۱۴۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے سینے میں قرآن مجید کی ایک آیت ہو اور وہ اس پر شراب انڈیل دے (شراب نوشی کرے) تو قیامت کے دن اس آیت کا ہر حرف آکر اس شخص کی پیشانی کو پکڑے گا حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر کے اس سے جھگڑا کرے گا تو جس سے قرآن مجید جھگڑا کرے گا وہ اس کا مد مقابل ہے- پس اس شخص کے لیے خرابی ہے جس کا مد مقابل قیامت کے دن قرآن مجید ہو-

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کچھ لوگ نشہ آور چیز پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو جنہم

میں جمع کرے گا۔ اب وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے۔ ان میں سے ایک، دوسرے سے کہے گا اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے اچھی جزا نہ دے تو ہی مجھے اس جگہ لایا تھا اور دوسرا بھی اسے اسی طرح کہے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بڑے کالے سانپ کے زہر سے ایسا گھونٹ پلائے گا کہ اس کے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت برتن میں گر جائے گا اور جب وہ اسے پئے گا تو اس کا گوشت اور چمڑا گرے گا جس سے اہل جہنم کو اذیت پہنچے گی۔ سنو! شراب پینے والا، اسے بنانے اور بنوانے والا، اس کو اٹھانے والا اور جس کی طرف اسے لے جایا گیا اور اس کی قیمت کھانے والا یہ سب لوگ گناہ میں شریک ہیں۔ جب تک وہ توبہ نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کی نماز، روزہ اور حج قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اگر وہ توبہ سے پہلے مر جائیں تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کا حق ہے کہ دنیا میں انہوں نے جتنے گھونٹ شراب پی ہے، ہر گھونٹ کے بدلے ان کو پیپ پلائے۔ سنو! ہر نشہ آور چیز خمر (شراب کی طرح ہے) اور ہر خمر حرام ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ "ہر نشہ آور چیز حرام ہے" (الدر المنثور جلد ۲ ص ۳۱۸) اس میں حشیش بھی داخل ہے اور اس کے بارے میں آگے بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک روایت میں ہے کہ شراب پینے والے جب پل صراط پر آئیں گے تو فرشتے ان کو اچک کر پیپ کی نہر کی طرف لے جائیں گے تو انہوں نے دنیا میں جتنے پیالے شراب پی ہوگی ہر پیالے کے بدلے ان کو پیپ کی نہر سے پلایا جائے گا اور یہ مشروب ایسا ہے کہ اگر اسے آسمان سے گرایا جائے تو اس کی گرمی سے تمام آسمان جل جائیں۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

خمر کے بارے میں بزرگوں کے اقوال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا کہ جب شرابی مرے تو اس کو دفن کردو۔ پھر اسے لکڑی پر سولی چڑھادو (یعنی قبر میں) اس کے بعد اس کی قبر کھولو۔ اگر تم اس کے چہرے کو قبلہ سے پھرا ہوا نہ دیکھو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اس کو اسی طرح سولی چڑھا ہوا چھوڑ دو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک شاگرد کے پاس تشریف لے گئے جب وہ موت و حیات کی کشمکش میں تھا آپ اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرنے لگے لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے کئی بار کلمہ شہادت دہرایا۔ اس نے کہا میں نہیں پڑھتا اور میں اس سے بیزار ہوں۔

حضرت فضیل رحمہ اللہ روتے ہوئے باہر نکل آئے پھر ایک مدت کے بعد اس کو خواب میں دیکھا اور اسے اوندھے منہ جہنم کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے مسکین! تجھ سے معرفت کیوں چھین لی گئی؟ اس نے عرض کیا: اے استاذ! میں بیمار تھا تو میں ایک حکیم کے پاس آیا۔ اس نے مجھ سے کہا سال میں ایک پیالہ شراب پی لیا کرو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمہاری بیماری باقی رہے گی۔ پس میں علاج کی خاطر ہر سال شراب پیتا تھا۔۔۔ تو یہ اس شخص کا حال ہے جو علاج کی خاطر پیتا تھا تو جو اس کے علاوہ پیتا ہے، اس کا کیا حال ہوگا۔ ہم ہر مصیبت سے بارگاہ خداوندی میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

ایک تابعی رحمہ اللہ سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں قبریں کھود کر ان مردوں کو دیکھتا جن کے چہرے قبلہ سے پھیرے جاتے تھے۔ پس میں ان کے گھر والوں سے ان کے بارے میں پوچھتا تو وہ کہتے کہ یہ لوگ دنیا میں شراب پیتے تھے اور توبہ کے بغیر مر گئے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا چھوٹا بیٹا فوت ہو گیا۔ جب میں نے اسے دفن کیا تو اس کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا کہ اس کا سر سفید ہو گیا۔ میں نے پوچھا اے بیٹے!

میں نے تجھے دفن کیا تو تو چھوٹا بچہ تھا تجھے کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ اس نے کہا ابا جان! میرے پہلو میں ایک شخص دفن کیا گیا جو دنیا میں شراب پیتا تھا تو اس کے آنے سے جہنم سے اتنی زور کی آواز نکلتی ہے کہ اس کی شدت سے ہر بچہ بوڑھا ہو گیا۔

ہم اس سے اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتے ہیں اور جو چیز آخرت میں عذاب کا باعث بنے اس سے عفو و عافیت کے لیے بارگاہ خداوندی میں دست سوال دراز کرتے ہیں۔

پس بندے پر لازم ہے کہ موت کے آنے سے پہلے بارگاہ خداوندی میں توبہ کرے۔ کیونکہ یہ سب سے بری حالت ہو گی پس اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔۔۔ ہم اس سے اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتے ہیں۔

حشیش کا حکم

حشیش جو بھنگ کے پتوں سے بنائی جاتی ہے، شراب کی طرح حرام ہے۔ اس کے پینے والے کو حد لگائی جائے جس طرح شرابی کو حد لگائی جاتی ہے (جب نشہ دے) اور یہ نہایت خبیث قسم کی شراب ہے کیونکہ اس سے عقل اور مزاج میں فتور پیدا ہوتا ہے حتیٰ کہ آدمی میں ہیجڑوں والی صفات اور بے غیرتی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ کئی دوسری خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

اور شراب (خمر) اس لحاظ سے زیادہ خبیث ہے کہ وہ جھگڑے اور قتل و قتال تک لے جاتی ہے اور یہ دونوں اللہ تعالٰی کے ذکر اور نماز سے روکتی ہیں۔

بعض متاخرین علماء نے اس کی سزا کے بارے میں توقف کیا ہے۔ ان کے خیال میں حشیش کھانے والے کو حد سے کم سزا بطور تعزیر دی جائے۔ ان علماء کے خیال میں یہ عقل میں نشہ کے بغیر تبدیلی پیدا کرتی ہے جیسے بھنگ ہے۔ اور انہوں نے متقدمین (پہلے) علماء کا کلام نہیں پایا لیکن یہ بات نہیں بلکہ اسے کھانے والوں کو نشہ آتا ہے اور وہ اس کی خواہش شراب سے زیادہ رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس سے صبر نہیں کر سکتے اور جب یہ زیادہ ہو تو اللہ تعالٰی کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی وجہ سے بے غیرتی،

ہیجڑا پن، مزاج اور عقل کے فساد کے علاوہ کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں لیکن چونکہ یہ ٹھوس کھائی جانے والی چیز ہے، شراب نہیں ہے اس لیے اس کی نجاست کے بارے میں علماء کرام کے تین قول ہیں اور یہ امام احمد بن حنبل اور ان کے علاوہ ائمہ کے مذاہب کے حوالے سے ہے:

(۱) یہ شراب کی طرح ناپاک ہے اور یہی صحیح قیاس ہے۔

(۲) چونکہ یہ ٹھوس جمی ہوئی چیز ہے لہٰذا ناپاک نہیں ہے۔

(۳) جمی ہوئی اور مائع میں فرق کیا جائے گا۔

بہرحال یہ ان چیزوں میں داخل ہے جو نشہ آور شراب ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح الفاظ میں اور معنوی اعتبار سے حرام قرار دیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) ہمیں دو شرابوں کے بارے میں حکم بتائیں جو ہم یمن میں بناتے تھے۔ ایک "البتع" اور یہ شہد کا نبیذ (رس) ہے جب سخت ہو جائے۔ اور دوسرا "المزر" اور یہ مکئی اور جو کا نبیذ ہے یہاں تک کہ سخت ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع گفتگو کی صلاحیت عطا کی گئی تھی۔ (موارد الظمآن ص ۳۳۶) چنانچہ آپ نے فرمایا:

کل مسکر حرام۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۶۷)

اور ارشاد فرمایا:

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ (التمہید جلد ۱ ص ۲۵۲) جس چیز کی کثرت نشہ دے اس کا قلیل بھی حرام ہے۔

آپ نے مختلف اقسام کے درمیان فرق نہیں کیا اور نہ یہ کہ جو چیز کھائی جاتی ہے اس کا حکم الگ ہے اور پی جانے والی چیز کا حکم دوسرا ہے۔ علاوہ ازیں شراب کے ساتھ بعض اوقات روٹی کھائی جاتی ہے اور حشیش کو بعض اوقات پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے۔ پس شراب پی جاتی ہے اور (کبھی) کھائی جاتی ہے اور حشیش بھی پی جاتی ہے اور کھائی

جاتی ہے۔ (متقدمین) علماء کرام نے اس کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ گزشتہ زمانے میں، یعنی ان بزرگوں کے دور میں یہ نہیں تھی۔ یہ اس وقت وجود میں آئی جب تاتاری مسلمان ممالک کی طرف آئے۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے:

فاکلھا و زارعھا حلالا
فتلک علی الشقی مصیبتان

"اس کو حلال سمجھ کر کھانے اور کاشت کرنے والے بدبخت کے لیے دو مصیبتیں ہیں۔"

اللہ کی قسم! ابلیس حشیش پر جس قدر خوش ہوتا ہے اس قدر کسی اور بات پر خوش نہیں ہوتا کیونکہ اس نے اسے خسیس لوگوں کے لیے زینت دی پس وہ اس کو حلال جانتے اور اس میں رخصت سمجھتے ہیں۔

کل لمن یاکل الحشیشة جھلا
عشت فی اکلھا باقبح عیشه
قیمة المرء جوھر فلما ذا
یا اخا الجھل بعته بحشیشه

"جو شخص جہالت سے حشیش کھاتا ہے اس سے کہو کہ تم اسے کھانے کی وجہ سے بہت بُری زندگی گزار رہے ہو۔
انسانی قیمت اس کا جوہر ہے تو اے جاہل! تُو نے اس جوہر کو حشیش کے بدلے میں کیوں بیچا۔"

حکایت

عبدالملک بن مروان نے بیان کیا کہ ایک نوجوان غمگین اور روتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیرالمومنین! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ عبدالملک نے پوچھا تو نے کیا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرا گناہ بہت بڑا

ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالٰی کے ہاں توبہ کرو وہ اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا اور ان کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین! میں قبریں اکھاڑا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے ایک قبر کو کھودا تو قبر والے کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا تھا۔ میں اس سے ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ کیا تو قبر میں کوئی کہہ رہا ہے کیا تو نہیں پوچھتا کہ اس کا چہرہ قبلہ سے کیوں پھیرا گیا ہے؟ میں نے کہا کیوں پھیرا گیا ہے؟ اس نے کہا یہ نماز کے معاملے کو ہلکا جانتا تھا۔ یہ اس کی برابر برابر سزا ہے۔

پھر میں نے ایک اور قبر کو کھودا تو دیکھا کہ وہ شخص خنزیر کی شکل میں بدل گیا اور اس کی گردن میں زنجیریں ڈالی گئی ہیں۔ میں ڈر کر باہر نکلنے لگا تو کسی کہنے والے نے کہا کیا تم اس کے عمل کے بارے میں نہیں پوچھتے کہ اسے کس عمل کی سزا میں یہ عذاب ہو رہا ہے؟ میں نے پوچھا یہ عذاب کیوں ہو رہا ہے؟ فرمایا یہ دنیا میں شراب پیتا تھا اور توبہ کے بغیر مر گیا۔

اور اے امیرالمومنین میں نے تیسری قبر کھودی تو میں نے دیکھا کہ اس قبر والے کو آگ کی رسیوں سے زمین کے ساتھ باندھا ہوا ہے اور اس کی زبان گردن کی پچھلی طرف سے نکالی گئی ہے۔ میں ڈر کر واپس ہو گیا اور نکلنے لگا تو آواز آئی کیا اس کا حال نہیں پوچھو گے کہ اس کو کس وجہ سے اس سزا میں مبتلا کیا گیا؟ میں نے پوچھا اس کا کیا گناہ ہے؟ جواب آیا کہ یہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور لوگوں کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچاتا تھا (چغل خور تھا) تو یہ اس عمل کی سزا ہے۔

اور اے امیرالمومنین میں نے چوتھے آدمی کی قبر کو کھولا تو دیکھا کہ وہ آگ کے شعلوں کی زد میں ہے۔ میں نے ڈر کر نکلنے کا ارادہ کیا تو کہا گیا کیا تم اس کی حالت کے بارے میں نہیں پوچھتے؟ میں نے کہا اس کا کیا حال ہے؟ کہا یہ نماز کا تارک تھا۔

اور اے امیرالمومنین جب میں نے پانچویں قبر کو کھودا تو میں نے دیکھا کہ اس شخص کی قبر کو حد نگاہ تک کشادہ کیا گیا اور اس میں نور چمک رہا ہے اور میت اپنی چارپائی پر سو رہا ہے اس کا نور چمکتا ہے اور اس نے عمدہ کپڑے پہن رکھے ہیں۔ میں ہیبت زدہ ہو گیا اور نکلنے لگا تو کہا گیا اس کی حالت کے بارے میں نہیں پوچھتے کہ اسے یہ مقام کیسے

ملا؟ میں نے پوچھا اسے یہ اعزاز کیسے حاصل ہوا؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ ایک عبادت گزار نوجوان تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں پروان چڑھا۔

عبدالملک نے کہا اس واقعہ میں نافرمان اور اطاعت گزار (دونوں قسم کے) لوگوں کے لیے عبرت ہے جو شخص ان کاموں میں مبتلا ہو اس پر واجب ہے کہ توبہ اور اطاعت خداوندی میں جلدی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بھی اپنے فرمانبردار لوگوں میں بنائے اور ہمیں فاسق لوگوں کے اعمال سے دُور رکھے۔ بے شک وہ جود و کرم کا مالک ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۰

جُوا بازی

ارشاد خداوندی ہے:

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ (المائدہ: ۹۰-۹۱)

اے ایمان والو! بے شک شراب، جُوا، بُت پرستی اور تیروں سے فال نکالنا ناپاکی (اور) شیطانی کام ہے۔ پس اس سے بچو تاکہ تم کامیابی پاؤ۔ بے شک شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے (کے ذریعے) سے تم میں دشمنی اور بغض ڈالے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔

میسر (جُوا) قمار ہے وہ کسی قسم کا ہو نرد ہو یا شطرنج یا فصوص یا کعاب یا جوز یا بیض یا

حصی وغیرہ (یہ مختلف کھیلوں کے نام ہیں اور ان میں پیسہ لگایا جاتا ہے) اور یہ (جُوا بازی) باطل طریقے پر لوگوں کا مال کھانا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (البقرۃ: ۱۸۸)

اور ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ۔

اور یہ عمل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں داخل ہے۔ آپ نے فرمایا:

ان رجلا یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلھم النار یوم القیامۃ۔

بے شک کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق طور پر داخل ہوتے ہیں پس قیامت کے دن ان کے لیے آگ ہوگی۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد۶ ص۴۱۰)

صحیح بخاری میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قال لصاحبہ تعال اقامرك فلیتصدق۔

جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جُوا کھیلیں تو اُسے صدقہ کرنا چاہیے۔

(صحیح بخاری جلد۲ ص۷۲۱)

پس جب محض قول سے کفارہ یا صدقہ واجب ہوتا ہے تو عمل کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

نرد اور شطرنج کا حکم

اگر نرد اور شطرنج رہن (مال لگانے) سے خالی ہوں تو اس سلسلے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

نرد کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ اس سے کھیلنا حرام ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جو شخص نردشیر سے کھیلتا ہے

گویا وہ اپنے ہاتھ کو خنزیر کے گوشت اور خُون سے رنگتا ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں آئی ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۴۰)

اور آپ نے فرمایا:

من لعب بالنرد فقد عصی اللہ و رسولہ۔ (المستدرک للحاکم جلد ا ص ۵۰)

جو شخص نرد سے کھیلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نرد سے کھیلنا جُوا ہے جیسے خنزیر کی چربی کو مل لینا۔

شطرنج کے بارے میں اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے کھیلنا حرام ہے۔ چاہے پیسہ لگا کر کھیلیں یا اس کے علاوہ اگر رقم لگائی ہو تو بالاتفاق یہ قمار (جُوا) ہے لیکن جب رقم لگانے سے خالی ہو تو اکثر علماء کے نزدیک پھر بھی جُوا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک روایت میں اس کا جائز ہونا مروی ہے لیکن اس شرط سے کہ علیحدگی میں ہو۔ کسی واجب کا ترک لازم نہ آئے اور نہ وقت سے نماز کو موخر کرے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ سے شطرنج کے ساتھ کھیلنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ حرام ہے یا جائز؟ تو انہوں نے جواب دیا اکثر اہل علم کے نزدیک یہ حرام ہے۔۔۔ اور ان سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ جائز ہے یا نہیں اور کھیلنے والا گناہگار ہوگا یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا اگر اس کی وجہ سے وقت پر نماز نہ پڑھ سکے یا کسی چیز کے بدلے میں کھیلے تو حرام ہے۔ ورنہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے اور دوسرے حضرات کے نزدیک حرام ہے۔ یہ امام نووی رحمہ اللہ کا کلام ہے جو ان کے فتاویٰ میں ہے۔

اکثر حضرات نے جو اسے حرام قرار دیا تو اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ

تم پر مُردار، خُون، خنزیر کا گوشت، ذبح کے وقت جس پر اللہ تعالیٰ کے غیر کا نام لیا گیا، گلا گھونٹنے سے مرنے والا، بے دھار

وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ۔

چیز سے مارا ہوا، گر کر مرنے والا، سینگ سے مرنے والا جس کو درندوں نے کھایا مگر جسے تم ذبح کرلو اور جو بُتوں کے پاس ذبح کیا گیا اور تیروں سے فال لینا حرام کیا گیا۔ یہ نافرمانی ہے۔

(المائدہ: ۳)

حضرت سفیان اور وکیع بن جراح رحمہما اللہ فرماتے ہیں یہ شطرنج ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: شطرنج عجمیوں کا جُوا ہے۔ آپ ایک قوم سے گزرے جو شطرنج کھیل رہے تھے تو آپ نے فرمایا: یہ بُت کیا ہیں جن پر تم جھکے ہوئے ہو؟ اگر تم میں سے کوئی ایک انگارہ ہاتھ میں لے حتیٰ کہ وہ بجھ جائے تو اس عمل سے وہ بہتر ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہیں اس کے علاوہ مقاصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔۔۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ شطرنج کھیلنے والا سب سے جھوٹا شخص ہے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے میں نے قتل کر دیا حالانکہ اس نے قتل نہیں کیا اور وہ کہتا ہے "مرگیا" حالانکہ کوئی نہیں مرا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شطرنج وہی کھیلتا ہے جو خطاکار ہوتا ہے۔ حضرت اسحاق بن راہویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ شطرنج کھیلنے میں حرج سمجھتے ہیں؟ فرمایا اس میں حرج ہی حرج ہے۔ کہا گیا کہ لڑائی لڑنے والے جنگ کے لیے کھیلتے ہیں؟ فرمایا یہ گناہ ہے۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کی کم از کم سزا یہ ہے کہ یہ کھیل کھیلنے والا قیامت کے دن اہل باطل کے ساتھ پیش کیا جائے گا یا فرمایا: اٹھایا جائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ نرد سے بھی زیادہ برا ہے اور نرد کے حرام ہونے کے بارے میں کلام گزر چکا ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے شطرنج کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا شطرنج، نرد کا ہی حصہ ہے۔ ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کسی یتیم کے مال کے نگران بنے تو آپ نے یتیم کے باپ سے مال میں شطرنج کو پایا۔ پس آپ نے اسے جلا دیا۔ اگر اس کے ساتھ کھیلنا جائز ہوتا تو یتیم کا مال ہونے کی وجہ سے آپ کے لیے اسے جلانا جائز نہ ہوتا لیکن جب اس سے کھیلنا حرام تھا تو آپ نے اسے جلا دیا پس یہ شراب کی جنس سے ہے کیونکہ کسی یتیم کے مال میں شراب پائی جائے تو اسے بہا دینا ضروری ہے۔ تو شطرنج کا بھی یہی حکم ہے یہ امت کے اکابر کا مذہب ہے اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ شطرنج کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ ملعون ہے۔ (اس کا کھیلنے والا لعنت کا مستحق ہے)

حضرت ابوبکر اثرم اپنی جامع میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر دن اپنی مخلوق کی طرف تین سو ساٹھ بار نظر فرماتا ہے لیکن "شاہ والے" کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ اس سے شطرنج مراد ہے۔ کیونکہ شطرنج کھیلنے والا کہتا ہے "شاہ مر گیا"۔

حضرت ابوبکر اجری رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو جو یہ کھیل (یعنی) نرد اور شطرنج اور دوسرے لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں تو ان کو سلام نہ کہو۔ (کنز العمال جلد ۱۵ ص ۲۱۶) کیونکہ جب وہ جمع ہو کر اس کھیل پر جھک جاتے ہیں تو شیطان اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس آتا ہے تو وہ ان کو گھیر لیتا ہے۔

جب ان میں سے کوئی ایک اپنی آنکھ اس طرف سے پھیر دیتا ہے تو شیطان اپنے لشکر کے ساتھ اسے مکے مارتا ہے پس وہ مسلسل کھیلتے ہیں جس طرح کتے جب مردار پر جمع ہوتے ہیں تو اس سے کھاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب ان کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو جدا ہوتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں "شاہ مر گیا"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا: قیامت کے دن سب

سے سخت عذاب والا شخص "شاہ والا" ہوگا یعنی جو شطرنج کھیلتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے وہ کہتا ہے میں نے اسے ہلاک کر دیا اللہ کی قسم وہ مرگیا تو قسم بخدا! اس نے افتراء باندھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص مرتا ہے تو اس کے وہ ساتھی جن کے ساتھ وہ بیٹھتا تھا ان کی مثالی شکلیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک شخص کی موت کا وقت آیا جو شطرنج کھیلنے والوں میں سے تھا۔ اس سے کہا گیا "لا الٰہ الا اللہ" پڑھو۔ اس نے کہا "شاھک" (تیرا بادشاہ) پھر مرگیا تو اس کی زبان پر وہ بات غالب ہوئی جس کی اسے زندگی میں کھیل کے سلسلے میں عادت تھی۔ پس اس نے کلمۂ طیبہ کی بجائے "شاھک" کا لفظ بولا۔

یہ اسی طرح ہے جیسے کسی دوسرے شخص کے بارے میں ہے جو شراب کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا اور ایک آدمی نے آکر اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی تو اس نے کہا: پیو اور مجھے بھی پلاؤ۔ پھر وہ مرگیا۔ تو نیکی کرنے کی قوت اور بُرائی سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ انسان جس بات پر زندہ رہتا ہے اسی پر مرتا ہے اور جس پر مرتا ہے اسی پر اٹھایا جائے گا۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے جو اپنے فضل و کرم سے بہت احسان کرنے والا ہے، سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حالت اسلام میں موت دے۔ ہم کسی قسم کی تبدیلی کرنے والے، بھٹکنے والے اور ٹیڑھے راستے پر چلنے والے نہ ہوں۔ وہی جود و کرم کا مالک ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۱

پاک دامن پر الزام لگانا

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - (النور: ۲۳-۲۴)

بے شک وہ لوگ جو پاکدامن بے خبر مومن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ان کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ -

(النور: ۴)

اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر (زنا کا) الزام لگاتے ہیں پھر وہ چار گواہ نہیں لاتے تو ان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو اور وہ لوگ فاسق ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وہ شخص جو ایسی عورت پر (زنا) کا الزام لگاتا ہے جو زنا اور بے حیائی سے پاک ہے تو وہ (شخص) دنیا اور آخرت میں لعنتی ہے اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے اور دنیا میں اس کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اگرچہ وہ عادل ہو۔

صحیحین میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا سات مہلک کاموں سے بچو اور آپ نے ان کاموں میں پاکدامن، گناہ سے بے خبر مومن عورتوں پر الزام لگانے کو بھی شمار کیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ص ۹۶ صحیح بخاری ج ۲ص ۱۰۱۳)

قذف (الزام لگانا) یہ ہے کہ کسی عورت سے جو آزاد پاکدامن مسلمان ہے یوں کہے اے زانیہ! اے باغیہ! یا کہے اے قحبہ! (یعنی زانیہ) یا اس کے خاوند سے کہے اے قحبہ (زانیہ) کے خاوند یا اس کے بیٹے سے کہے اے زانیہ کے بیٹے! یا اے قحبہ کے بیٹے یا اس کی بیٹی سے یہی الفاظ کہے۔ قحبہ، زانیہ کو کہتے ہیں۔

جب کوئی مرد یا عورت کسی مرد یا عورت سے یہ بات کہے مثلاً کسی مرد سے کہے اے زانی! تو ایسے آدمی پر اسی (۸۰) کوڑے حد لازم ہے۔ ہاں وہ اپنے دعویٰ پر چار گواہ لائے جیسے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا یعنی چار آدمی اس کی سچائی کی گواہی دیں کہ اس نے فلاں مرد یا عورت کو جو کچھ کہا ہے اس میں یہ سچا ہے، اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے اور وہ عورت (یا مرد) جس پر الزام لگایا ہے، سزا کا مطالبہ کریں تو اسے کوڑے لگائے جائیں۔

اسی طرح جب اپنے غلام یا لونڈی پر الزام لگائے اور کہے اے زانیہ یا اے قحبہ! کیونکہ صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے ثابت ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

من قذف مملوکه بالزنا اقیم علیه الحد یوم القیامة الا ان یکون کما قال۔ (صحیح بخاری ج ۲ص ۱۰۱۳، صحیح مسلم ج ۲ص ۵۲)	جو شخص اپنے غلام پر زنا کا الزام لگائے، اس شخص کو قیامت کے دن سزا ملے گی البتہ یہ کہ وہ غلام اسی طرح ہو جس طرح اس نے کہا ہے۔

اکثر جاہل لوگ اس قسم کے بُرے کلام میں مبتلا ہیں، انہیں دنیا اور آخرت میں سزا ملے گی۔ اسی لیے صحیحین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا:

ان الرجل لیتکلم بالکلمة ما یتبین فیها یزل	بے شک آدمی ایسا کلمہ کہتا ہے کہ اس میں جو کچھ بیان کرتا ہے، اس کے ذریعے

بھا فی النار ابعد مما بین المشرق والمغرب۔ جہنم میں اتنا دُور گرتا ہے جتنا فاصلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

(الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۵۳۷)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہماری گفتگو پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے۔ (یہ عربوں میں محاورہ ہے، بددعا نہیں) لوگ جہنم میں منہ کے بل اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصل کے ذریعے ہی جائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۸۶)

ایک حدیث شریف میں ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۲) جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ (ق: ۱۸) کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان کو روکو اور گھر میں رہو (بلا ضرورت باہر نہ جاؤ) اور اپنے گناہوں پر روؤ۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱۰ ص ۳۶۱) اور قوموں میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ دُور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہے۔ (الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۵۳۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو فحش کلام ہے اور بُری گفتگو کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور تمہیں بھی اپنے فضل و کرم سے ہماری زبانوں کے شر سے بچائے، بے شک وہ جواد کریم ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۲

مالِ غنیمت میں خیانت کرنا

یعنی بیت المال اور زکوٰۃ کے مال میں خیانت کرنا۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ۔ (الانفال: ۵۸)

بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (آل عمران: ۱۶۱)

اور خیانت کرنا کسی نبی کے شایان شان نہیں اور جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس چیز کو لائے گا جو اس نے خیانت کی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے خیانت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے معاملے کو بہت بڑا (گناہ) قرار دیا پھر فرمایا میں ہرگز تم میں سے کسی ایک کو اس طرح نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے کہ اس کی گردن پر اونٹ آواز نکال رہا ہو۔ وہ شخص کہے یا رسول اللہ! میری مدد کیجئے تو میں کہوں میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں نے تمہیں دین کی تبلیغ کی (پھر فرمایا) میں تم میں سے کسی ایک کو ہرگز اس طرح نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن یوں آئے کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہوں جب وہ شخص کہے یا رسول اللہ! میری مدد کریں تو میں کہوں، میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں نے احکام شریعت تمہیں پہنچا دیئے۔ میں تم میں سے کسی ایک کو ہرگز اس طرح نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کوئی جاندار چیز چلا رہی ہو، وہ کہے یا رسول اللہ! میری مدد کیجئے تو میں کہوں

میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں نے تجھے دین کی تبلیغ کر دی، اور میں تم میں سے کسی ایک کو ہرگز یوں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے وغیرہ پھڑپھڑا رہے ہوں اور وہ کہے یارسول اللہ! میری مدد کیجئے؟ تو میں کہوں میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔ میں نے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے دیا (اور) میں تم میں سے کسی ایک کو اس طرح نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر روپیہ پیسہ ہو، وہ کہے یارسول اللہ! میری مدد کیجئے تو میں کہوں میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تمہیں احکامِ شریعت پہنچا دیئے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۲)

(گردن پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ذمہ ہوں) جو شخص ان اقسام میں سے کوئی چیز مال غنیمت میں سے اس کی تقسیم سے پہلے لے یا امام کی اجازت کے بغیر بیت المال سے اٹھا لے یا وہ مال زکوٰۃ جو فقراء کے لیے جمع کیا جاتا ہے، اس سے لے تو وہ قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا جس طرح قرآن پاک میں ذکر کیا گیا۔

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (آل عمران: ۱۶۱)

اور جو شخص خیانت کرے وہ قیامت کے دن خیانت کا مال لے کر آئے گا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سوئی اور دھاگہ تک ادا کر دو اور خیانت سے بچو کیونکہ یہ قیامت کے دن خیانت کرنے والے کے لیے باعث عار ہوگی۔"

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۳۳۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت ابن لتبیہ کو صدقہ پر مقرر فرمایا اور انہوں نے حاضر ہو کر عرض کیا یہ تم لوگوں کے لیے ہے اور یہ مجھے بطور ہدیہ دیا گیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! تم میں سے جو شخص ناحق طور پر کوئی چیز لے گا، وہ قیامت کے دن اسے اٹھائے ہوئے آئے گا پس میں تم میں سے کسی کو یوں نہیں جانتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اور اس نے اونٹ یا گائے یا بکری اٹھا رکھی ہو اور وہ اپنی

اپنی آواز نکال رہے ہوں۔ پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا۔ (یعنی میں نے فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا) (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلے (تو ہمیں فتح عطا ہوئی) ہمیں غنیمت کے طور پر سونا اور چاندی حاصل نہ ہوئی بلکہ ہمیں سامان (کھانا) اور کپڑے وغیرہ ملے، پھر ہم وادی (وادی قریٰ) کی طرف چلے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس ایک غلام تھا جو آپ کو بنوجذام کے ایک شخص نے دیا تھا۔ (اس کو رفاعہ بن یزید کہا جاتا تھا اور اس کا تعلق بنو ضنیب سے تھا)

جب ہم (وادی میں) اُترے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا غلام کھڑا ہوا اور کجاوہ کھولنے لگا، اتنے میں ایک تیر آیا جس سے اس کی موت لکھی ہوئی تھی۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! اسے شہادت کی موت مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ایک شملہ (چوڑی چادر) جو اس نے مالِ غنیمت سے اس کی تقسیم سے پہلے لی تھی اس پر آگ کی طرح شعلہ زن ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (یہ سن کر) صحابہ کرام خوفزدہ ہو گئے۔ پس کوئی ایک تسمہ اور کوئی دو تسمے لایا (اور کہا کہ ہمیں یہ خیبر کے دن ملے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا یہ ایک یا دو تسمے جہنم کی آگ سے ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامان پر ایک شخص مقرر تھا جسے کرکرہ کہا جاتا تھا وہ مر گیا تو آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گا۔ صحابہ کرام اسے دیکھنے لگے تو انہوں نے ایک جبہ پایا جو اس نے خیانت کے طور پر لیا تھا۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ایک شخص نے غزوہ خیبر کے موقعہ پر خیانت کی تو حضور علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے۔ فرماتے ہیں ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو یہودیوں کا ایک منکہ پایا جو دو درہم کے مساوی تھا۔

حضرت امام احمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ حضور علیہ السلام نے سوائے خیانت کرنے والے کے کسی کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا عمال (جو زکوٰۃ لینے پر مقرر ہیں) کو جو تحفے دیئے جاتے ہیں وہ خیانت ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقروض کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتے تھے جب تک قرض کی ادائیگی نہ ہوتی یا کوئی اپنے ذمہ نہ لیتا۔۔۔ ۱۲ہزاروی)

اس باب میں بے شمار احادیث مبارکہ ہیں۔ ان میں سے بعض ظلم کے بیان میں ذکر کی جائیں گی اور ظلم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ناحق طریقے سے مال کھانا۔

(۲) بندوں پر قتل، مار پیٹ، ہڈی وغیرہ توڑنے اور زخمی کرنے کے ذریعے ظلم کرنا۔

(۳) اور لوگوں کو گالی دینے لعن طعن کرنے اور الزام تراشی کے ذریعے ظلم کرنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

سنو! بے شک تمہارے خون (جانیں) تمہارے مال، تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے آج کے دن کی تمہاری اس مہینے میں (اور) تمہارے اس شہر میں حرمت ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۹۷)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یقبل اللہ صلاۃ بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول۔ (التمہید ج ۱ ص ۱۸۰)	اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز اور خیانت (چوری وغیرہ کے مال) سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اس عمل کا سوال کرتے ہیں جسے وہ پسند کرتا اور اس پر راضی ہے بے شک وہ جواد و کریم ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۳

چوری کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (المائدہ: ۳۸)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کے عمل کا بدلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے مال چوری کرنے کی سزا ہاتھ کاٹنا رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ چور سے بدلہ لینے میں غالب ہے اور ہاتھ کاٹنے کے سلسلے میں جو سزا واجب کی ہے، اس کی حکمت کو جاننے والا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ (کامل) مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چوری کرتے وقت (کامل) مومن ہوتا ہے لیکن توبہ موجود ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۶۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینار کے چوتھے حصے اور اس سے زیادہ (کی چوری) پر ہاتھ کاٹتے تھے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۳)

ایک روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ڈھال کی قیمت

سے کم (مال کی چوری) پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: چار دینار۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸)

ایک اور روایت میں ہے آپ نے فرمایا چار دینار (کی چوری) پر ہاتھ کاٹو لیکن اس سے کم پر نہ کاٹو (ان دنوں دینار کا چوتھائی تین درہم اور دینار بارہ درہم کا تھا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

اس چور پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو جو ایک انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۴)

حضرت اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان لوگوں کا خیال تھا کہ لوہے کا انڈا مراد ہے اور اس کے بارے میں یہ خیال تھا کہ جس کی قیمت تین درہم ہو۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: بنو مخزوم کی ایک عورت سامان ادھار لیتی اور اس کا انکار کر دیتی (ایک مرتبہ چوری کرنے پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کے گھر والے حضرت اسامہ بن زید کے پاس آئے اور اس کے بارے میں آپ سے گفتگو کی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: اے اسامہ! تم اللہ تعالٰی کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو، پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بے شک تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے کہ جب ان کا کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، رضی اللہ تعالٰی عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا، چنانچہ آپ نے اس مخزومیہ کا ہاتھ کاٹ دیا۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: ہم نے حضرت فضالہ بن عبید سے پوچھا کہ کیا چور کا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانا سُنت ہے؟ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹا (کاٹنے کا حکم دیا) پھر حکم دیا کہ اس کا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکایا جائے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: چور کی توبہ اس وقت تک فائدہ نہیں دیتی جب تک وہ چوری کا مال واپس نہ کرے، اگر مفلس ہے تو مال کے مالک سے (اجازت لے کر) حلال کرے۔ واللہ اعلم۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۴

ڈاکہ زنی

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۔ (المائدہ: ۳۳)

بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں اُلٹ کاٹے جائیں یا ان کو ملک بدر کیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

حضرت واقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یحاربون اللہ" کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کی نافرمانی کرتے ہیں، اطاعت نہیں کرتے کیونکہ جو شخص تمہاری نافرمانی کرے وہ

تمہارا محارب (لڑنے والا) ہے اور "یسعون فی الارض فسادا" کا مطلب یہ ہے کہ قتل، چوری اور لوگوں کے مال لینے کے ذریعے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور جو شخص مومنوں کے خلاف ہتھیار اُٹھائے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لڑنے والا ہے۔ یہ حضرت امام مالک امام اوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ کا قول ہے۔ "ان یقتلوا" سے "او ینفوا من الارض تک" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ لفظ "او" اختیار دینے کے لیے ہے اور اس کا معنی محض جائز ہونا ہے۔

یعنی اگر امام (حاکم) چاہے تو قتل کرے چاہے تو سولی پر چڑھائے اور چاہے تو ملک بدر کر دے۔ اور یہ حضرت حسن، سعید بن مسیب اور مجاہد رحمہم اللہ کا قول ہے اور حضرت عطیہ کی روایت کے مطابق لفظ "او" محض جواز کے ثبوت کے لیے نہیں بلکہ جرائم کے اختلاف کے مطابق ان سزاؤں کی ترتیب ہے پس جو قتل کرے اور مال بھی لوٹے، اسے قتل کیا جائے اور سولی پر چڑھایا جائے اور جو شخص صرف مال لے قتل نہ کرے، اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور جو خون بہائے لیکن مال لینے سے رک جائے اسے قتل کیا جائے اور جو مسافروں کو صرف ڈرائے اور خوف زدہ کرے اس کو ملک بدر کر دیا چاہیے۔ یہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہر ایک کو اس کے جُرم کے مطابق سزا دی جائے۔ پس جس پر قتل اور سولی واجب ہو، اسے سولی چڑھانے سے پہلے قتل کیا جائے۔ اس کو اذیت پہنچانے سے بچنے کے لیے ایسا کیا جائے اور اسے تین دن سولی پر چڑھائے رکھنے کے بعد اُتار دیا جائے اور جس پر صرف قتل واجب ہو، سولی چڑھانا واجب نہ ہو اسے قتل کر کے اس کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ اسے دفن کریں اور جس کا صرف ہاتھ کاٹنا واجب ہو، اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے پھر اسے داغ دیا جائے (تاکہ خون بند ہو جائے) اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے اگر تیسری بار بھی ایسا کرے تو اس کا بایاں ہاتھ کاٹا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے چور کے بارے میں فرمایا، اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹو، پھر چوری کرے تو اس کا پاؤں کاٹو، پھر چوری

کرے تو اس کا ہاتھ کاٹو، پھر چوری کرے تو اس کا پاؤں کاٹو۔[1]

نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کیا اور کسی صحابی نے ان کی مخالفت نہیں کی۔

ہاتھ کاٹنے کے بعد (دوبارہ چوری پر) بایاں پاؤں کاٹنے پر اتفاق ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول "من خلاف" کا یہی معنی ہے۔[2]

اور ارشاد خداوندی "او ینفوا من الارض" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حاکم اس کا خون مباح قرار دے اور کہے کہ وہ جس شخص کو ملے، وہ اسے قتل کر دے۔ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو اس پر قادر ہو۔ اور جو قابو میں آجائے تو اس کو ملک بدر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قید کر دیا جائے کیونکہ جب اسے قید کر کے ادھر ادھر آنے جانے سے روک دیا جائے گا تو اسے ملک بدر کر دیا گیا۔ ابن قتیبہ نے بعض قیدیوں کے لیے یوں اشعار کہے ہیں:

خرجنا من الدنیا و نحن من اهلها
فلسنا من الاحیاء ولا الموتی
اذ جاء نا السجان یوما لحاجة
عجبنا و قلنا جاء هذا من الدنیا

---

[1] احناف کے نزدیک ایک مرتبہ چوری پر دایاں ہاتھ کاٹا جائے، دوسری مرتبہ چوری پر بایاں پاؤں کاٹا جائے، پھر چوری کرے تو اس کو توبہ کرنے تک قید میں رکھا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اسے اس طرح چھوڑ دوں کہ اس کا ہاتھ نہ ہو جس سے کھائے اور استنجا کرے اور پاؤں نہ ہو جس کے ساتھ چلے۔ صحابہ کرام کا یہی عمل تھا۔ یہ حدیث جو اوپر بیان ہوئی ہے اس پر امام طحاوی نے طعن کیا ہے یا سیاست پر محمول ہے۔ (ہدایہ ج ۲ ص ۵۳۸،۵۳۷ کتاب السرقہ)

[2] جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ایک مرتبہ اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے، دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں کاٹا جائے، تیسری بار چوری کرے تو اسے قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ توبہ کر لے۔ ۱۲ ہزاروی۔

"ہم دنیا سے نکل گئے حالانکہ ہم دنیا والے ہیں، ہم زندہ ہیں نہ مردہ۔
جب کوئی جیل کا داروغہ کسی دن ہمارے پاس کسی کام سے آتا ہے تو
ہمیں تعجب ہوتا ہے اور ہم کہتے ہیں، یہ دنیا سے آیا ہے۔"

فرماتے ہیں "ڈاکہ ڈالنا اور لوگوں (مسافروں) کو ڈرانا بھی گناہ کبیرہ ہے، پس جب مال بھی لے، زخمی بھی کرے اور قتل بھی کرے تو کیسے گناہ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہوگا؟ تو ایسے شخص نے کئی کبیرہ گناہ کیے بلکہ اس کے ساتھ نماز کو چھوڑنا اور جو مال لیا اسے شراب نوشی زناکاری اور بدفعلی پر خرچ کرنا کئی گناہ ہیں۔۔۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ہر آزمائش اور ہر گناہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ بے شک وہ جواد، کریم، غفور اور رحیم ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۵

جھوٹی قسم

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.

(آل عمران: ۷۷)

بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑا مال لیتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے نہ کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حضرت واحدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کا جائیداد کے بارے میں جھگڑا ہو مدعی علیہ نے قسم کھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت نازل فرمائی تو اس نے قسم کھانے سے انکار کیا اور مدعی کے حق کا اقرار کیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ وہ حق پر نہیں، اس لیے قسم کھاتا ہے کہ کسی مسلمان کا مال حاصل کرے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہو گا۔

حضرت اشعث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی۔ میرے اور یہودی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا اس نے انکار کیا تو میں اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے یہودی سے فرمایا قسم کھاؤ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۷)

یعنی دنیا کا تھوڑا سامان لیتے ہیں حالانکہ وہ اپنی قسم میں جھوٹے ہیں۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ مال ملے تو قسم کھانا جائز ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دنیا کا مال جتنا زیادہ بھی ہو، کم ہی ہے)

اولئک لاخلاق لھم فی الاخرۃ۔ یعنی ان کے لیے آخرت میں حصہ نہیں ہو گا۔

ولا یکلمھم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے ایسا کلام نہیں کرے گا جس سے وہ خوش ہوں۔

ولا ینظر الیھم ایسی نظر مراد ہے جس سے ان کو خوشی حاصل ہو یعنی نظر رحمت ولا یزکیھم کا معنی یہ ہے کہ نہ ان کے لیے بھلائی میں اضافہ کرے گا اور نہ ان کی تعریف کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سنا آپ نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کے مال پر ناحق قسم کھائے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی۔
"ان الذین یشترون۔" (آخر تک اوپر گزر چکی ہے) (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۷)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کا حق قسم کے ذریعے ہتھیا لے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم کو واجب کیا اور اس پر جنت کو حرام کیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۶۰)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اگرچہ تھوڑا ہو؟ آپ نے فرمایا اگرچہ پیلو کی ایک شاخ ہو۔

حضرت حفص بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ حدیث کس قدر سخت ہے۔ فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے ان الذین یشترون بعهد الله۔ (آخر تک آپ شروع میں ملاحظہ کریں)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے تین بار یہ بات فرمائی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ کون ہیں؟ یہ تو ناکام و نامراد ہوئے، آپ نے فرمایا: (تکبر سے) کپڑا لٹکانے والا بہت زیادہ احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ذریعے سامان بیچنے والا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہیں۔۔۔ امام بخاری نے اسے اپنی صحیح میں نقل کیا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۷)

"غموس" وہ قسم ہے کہ اس میں جان بوجھ کر جھوٹ بولا جائے اس کو اس لیے غموس کہتے ہیں کہ قسم کھانے والا گناہ میں غوطہ زن ہوتا ہے (غمس کا معنی ہے غوطہ لگانا) یہ بھی کہا گیا کہ اسے جہنم میں غوطہ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ مثلاً نبی، کعبہ، فرشتوں، آسمان، پانی، زندگی اور امانت وغیرہ قسم کھانا بھی اسی طرح (گناہ) ہے اور یہ زیادہ سخت ہے۔ روح، سر، بادشاہ کی زندگی، بادشاہ کی نعمت اور فلاں کی قبر کی قسم کھانا بھی صحیح نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے باپ دادا کے نام کی قسم کھانے سے منع فرمایا، پس جس کے لیے قسم کھانا ضروری ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۲۸، صحیح بخاری ج۲ ص۹۳۸) صحیح کی ایک روایت میں ہے، جو شخص قسم کھانا چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۲۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تحلفوا بالطواغی ولا بابائکم۔ (صحیح مسلم ج۲ ص۴۶)

بتوں اور اپنے باپ دادا کے نام کی قسم نہ کھاؤ۔

طواغی، طاغیہ کی جمع ہے اور یہ بُت ہیں۔ اس سلسلے میں حدیث شریف ہے کہ "ھذہ طاغیۃ دوس" یہ قبیلہ دوس کے بُت اور معبود ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من حلف بالامانۃ فلیس منا۔ (سنن ابی داؤد ج۲ ص۱۰۷)

جو شخص امانت کی قسم کھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص قسم کھاتے ہوئے قسم کھائے کہ میں اسلام سے بری ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی طرح ہے جیسے اس نے کہا اور اگر سچا ہے تو اسلام کی طرف صحیح سالم واپس نہیں آئے گا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۰۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انہوں نے ایک آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا "کعبہ شریف کی قسم" فرمایا غیر خدا کی قسم نہ کھاؤ، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ قسم کھائے اس نے کفر اور شرک کیا۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۸۵) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نیز امام حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا اور فرمایا کہ ان (محدثین) کی شرط پر صحیح ہے۔

بعض علماء نے کفر و شرک کے حوالے سے یوں فرمایا کہ یہاں سختی مقصود ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ریا شرک ہے۔"

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۸۵)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حلف فقال فی حلفه واللات والعزى فليقل لا اله الا الله۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۴)

جو شخص قسم کھاتے ہوئے کہے کہ لات وعزیٰ (بتوں کے نام) کی قسم تو وہ "لا الہ الا اللہ" پڑھے۔ (تجدید ایمان کرے)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض جو نئے نئے مسلمان ہوئے وہ چونکہ اسلام سے پہلے لات وعزیٰ کی قسم کھاتے تھے اس لیے سبقت لسانی سے وہ اب بھی یہ قسم کھالیتے تو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ فوراً کلمہ شریف پڑھ لیا کریں تاکہ جو کچھ زبان سے جلدی میں نکلا اس کا کفارہ ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲٦

ظلم کرنا

لوگوں کا مال کھانا اور اچک لینا نیز مارنا اور گالی گلوچ کرنا نیز کمزور لوگوں پر زیادتی کرنا یہ سب باتیں ظلم ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ۔ (ابراھیم: ۴۲-۴۵)

اور اللہ تعالیٰ کو ظالموں کے عمل سے بے خبر نہ جانو وہ انہیں ایسے دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی رہ جائیں گی۔ بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے وہ اپنے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے کہ ان کی پلک ان کی طرف نہیں لوٹتی اور ان کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی اور لوگوں کو اس دن سے ڈرائیں جس دن ان کے پاس عذاب آئے گا تو وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا یہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں قریب کے وقت تک مہلت دے ہم تیری دعوت کو قبول کریں اور رسولوں کی اتباع کریں تو کیا تم نے پہلے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ہمیں دنیا سے ہٹ کر جانا نہیں اور تم ان لوگوں کے گھروں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور

تمہارے لیے واضح ہو گیا کہ ہم نے ان سے کیسا سلوک کیا اور ہم نے تمہیں مثالیں دے کر بتایا۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ۔ (الشوریٰ: ۴۲)

بے شک اُن لوگوں کا مواخذہ ہو گا جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ (الشعراء: ۲۲)

اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرف کو پھرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب اسے پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا۔۔۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔ (ھود: ۱۰۲)

اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ بستیوں (والوں) کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظالم ہوں بے شک اُس کی پکڑ سخت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے ذمہ اس کے (مسلمان) بھائی کا حق ہو، عزت کے حوالے سے ہو یا کوئی چیز ہو تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے (ادا کر دے یا معاف کروا لے) اس سے پہلے کہ (وہ وقت آئے جب) اس کے پاس نہ کوئی درہم ہو اور نہ دینار۔ اگر اس کا اچھا عمل ہو گا تو وہ اس کے حق کے برابر لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکی نہ ہو گی تو دوسرے آدمی کے گناہوں میں سے (کوئی گناہ) لے کر اس پر ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۳۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام کیا پس تم بھی ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۱۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے) پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم اور دینار نہ ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج (کی ادائیگی) کے ساتھ آئے گا لیکن وہ یوں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال لیا ہوگا، کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا۔ پس اس کے لیے اس کی نیکیوں سے لیا جائے گا اور اُس دوسرے کو بھی اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے۔ اب اگر ان کے حقوق ختم ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے کچھ گناہ اس کے کھاتے میں ڈالے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳

یہ تمام احادیث صحاح ستہ میں ہیں۔ (حدیث کی چھ کتابیں جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داوٗد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) اور یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو ناحق طور پر حاصل کرنا چاہتے ہیں، قیامت کے دن ان کے لیے جہنم کی آگ ہوگی۔

اور یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲

اور صحیح حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص ایک بالشت زمین کے برابر بھی ظلم کرے، قیامت کے دن ساتوں زمینیں طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دی جائیں گی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۲)

بعض کتب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ان لوگوں کے لیے میرا غضب بہت سخت ہے جو ایسے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں جو میرے سوا کوئی مددگار نہیں پاتے۔۔۔ اور کسی شاعر کا قول ہے:

لا تظلمن اذا ما کنت مقتدرا
فالظلم یرجع عقباہ الی الندم
تنام عیناك والمظلوم منتبه
یدعو علیك وعین الله لم تنم

"اگر تمہیں طاقت حاصل ہے تو ہرگز ظلم نہ کرو کیونکہ ظلم کا انجام ندامت ہے۔
تیری آنکھیں سوتی ہیں اور مظلوم جاگتا ہے جو تیرے خلاف بددعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سوتا نہیں۔" (یعنی وہ مظلوم کی فریاد سنتا ہے)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کمزور لوگوں پر ظلم نہ کرو کسی دن برے طاقتور لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سرخاب (پرندہ) اپنے گھونسلے میں کمزوری کی حالت میں ظالم کے ظلم کی وجہ سے مرجاتا ہے (یعنی ظالم کے خوف سے باہر نکل کر اپنی خوراک حاصل نہیں کر سکتا) کہا گیا ہے کہ تورات میں لکھا ہے (قیامت کے دن) پل صراط کے پیچھے سے ایک منادی ندا دے گا کہ اے ظالم سرکش لوگو! اور اے بدبخت مالدارو! اللہ تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہے کہ اس پل سے کوئی ظالم پار نہیں جا سکے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب فتح مکہ کے سال حبشہ کے مہاجرین واپس تشریف لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا مجھے ایسی تعجب خیز چیز کے بارے میں نہیں بتاؤ گے جو تم نے حبشہ میں دیکھی ہو؟ تو ان میں سے ایک نوجوان نے کہا ہاں، کیوں نہیں یارسول اللہ! ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران وہاں کی ایک بوڑھی عورت ہمارے پاس سے گزری جس نے سر پر پانی کا مٹکا اٹھا رکھا تھا۔ اتنے میں ایک نوجوان گزرا جس نے اپنا ایک ہاتھ اس عورت کے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھا اور اسے دھکا دے دیا۔ عورت گھٹنوں کے بل گر پڑی اور اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ جب کھڑی ہوئی تو اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگی اے دھوکے باز!

عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ جب اللہ تعالیٰ کرسی رکھے گا اور اگلوں پچھلوں کو بلائے گا (اس وقت) ہاتھ اور پاؤں ان تمام اعمال کی خبر دیں گے جو لوگوں نے کیے ہوں گے تو عنقریب تجھے میرے اور اپنے معاملے کے بارے میں علم ہو جائے گا۔ راوی فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا اللہ تعالیٰ اس قوم کو کیسے پاک کرے جن کے کمزور لوگوں کے لیے طاقتور لوگوں سے بدلہ نہ لیا جائے۔

(المطالب العالیہ ج ۳ ص ۲۲۰)

اذا ما الظلوم استوطا الظلم مرکبا
دلج عتوا فی قبیح اکتسابه
فکله الی صرف الزمان و عدله
سیبدوا له ما لم یکن فی حسابه

"جب ظالم ظلم کو نرم و نازک سواری پاتا ہے تو وہ اپنے بُرے عمل کی وجہ سے سرکشی میں داخل ہو جاتا ہے۔
پس اُسے زمانے کے بدلے اور انصاف کے سپرد کر دے عنقریب اس کے لیے وہ بات ظاہر ہو گی جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ (قسم کے) آدمیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے اگر چاہے تو دنیا میں ہی ان پر غضب فرمائے ورنہ آخرت میں ان کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے گا۔

(۱) وہ امیر جو رعایا سے اپنا حق لیتا ہے لیکن خود ان سے انصاف نہیں کرتا اور ان سے ظلم کو دور نہیں کرتا۔

(۲) قوم کا رہنما کہ لوگ اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں لیکن وہ طاقتور اور کمزور سے مساوی سلوک نہیں کرتا اور اپنی خواہش کے مطابق بات کرتا ہے۔

(۳) وہ شخص جو اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حکم نہیں دیتا اور نہ ہی ان کو دینی اُمور کی تعلیم دیتا ہے۔

(۴) وہ شخص جو کسی محنت کش سے کام لیتا ہے اور وہ اپنا کام پورا کر دیتا ہے لیکن یہ

اس کی پوری اجرت نہیں دیتا۔

(۵) وہ آدمی جو اپنی بیوی پر اس کے مہر کے حوالے سے ظلم کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوگئے اور اپنے سروں کو آسمان کی طرف اٹھایا، کہنے لگے اے رب! تو کس کے ساتھ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مظلوم کے ساتھ ہوں جب تک اس کا حق اسے نہ دیا جائے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک جابر بادشاہ نے محل بنایا اور اسے خوب مضبوط کیا۔ پھر ایک بوڑھی عورت نے آکر اس کے پاس ایک جھونپڑا بنایا جس میں وہ رہنے لگی۔ ایک دن وہ بادشاہ سوار ہوا اور محل کے گرد چکر کاٹنے لگا، جھونپڑا دیکھ کر پوچھا یہ کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ ایک فقیر عورت کا ہے جو اس میں رہتی ہے اس نے حکم دیا تو جھونپڑا گرا دیا گیا۔

جب عورت آئی اور اس نے اپنا جھونپڑا گرا ہوا دیکھا تو پوچھا کس نے گرایا۔ کہا گیا کہ بادشاہ نے اسے دیکھا تو گرا دیا۔ عورت نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے رب! میں موجود نہ تھی تو تو کہاں تھا؟ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس محل کو اس میں موجود لوگوں سمیت الٹ دیا جائے چنانچہ اسے الٹ دیا گیا۔

کہا گیا کہ جب خالد بن برمک اور اس کے بیٹے کو قید کیا گیا تو بیٹے نے کہا ابا جان! عزت کے بعد ہم قید میں چلے گئے۔ اس نے کہا اے بیٹے! مظلوم کی دعا رات کو جاتی ہے، ہم اس سے غافل ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو اس سے بے خبر نہیں ہے۔

یزید بن حکیم کہتے تھے میں کسی شخص سے اس قدر نہیں ڈرتا جتنا اس شخص سے ڈرتا ہوں جس پر میں نے ظلم کیا ہو اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں۔ وہ میرے لیے کہتا ہے مجھے اللہ کافی ہے اللہ میرے اور تیرے درمیان ہے۔

ہارون الرشید نے ابو عتاہیہ شاعر کو قید کر دیا تو اس نے قید خانے سے یہ دو اشعار

لکھے:

اما واللہ ان الظلم شوم
وما زال المسی ھو المظلوم
ستعلم یاظلوم اذا التقینا
غدا عند الملک من الملوم

"سنو! اللہ کی قسم ظلم نحوست ہے اور برا سلوک کرنے والا ہی مظلوم ہوتا ہے۔

اے ظلم کرنے والے عنقریب کل (قیامت کے دن) جب ہم بادشاہ کے سامنے ملیں گے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ملامت کے لائق کون ہے۔"

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں قیامت کے دن ظالم آئے گا حتیٰ کہ وہ جہنم کے پل پر پہنچے گا تو مظلوم سے ملاقات ہو جائے گی اور وہ اس کو اس کا ظلم یاد دلائے گا۔ پس مظلوم، ظالم کو نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ ان کے ہاتھوں سے ان کی نیکیاں لے لیں گے اور اگر ان کے پاس نیکیاں نہیں پائیں گے تو ان (مظلوموں) کی برائیاں ظالموں کے ظلم کے حساب سے ان (ظالموں) کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی حتیٰ کہ ان کو جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ڈال دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا قیامت کے دن بندوں کو ننگے پاؤں، ننگے جسم والے، ختنہ کے بغیر اور بکری کے بچے کی طرح اٹھایا جائے گا، پھر ایک منادی آواز دے گا جسے دور والا بھی قریب والے کی طرح سنے گا (آواز یہ ہو گی) میں غالب بادشاہ ہوں کسی ایسے جنتی کو حق نہیں کہ جنت میں داخل ہو اور کوئی جہنمی، جہنم میں داخل نہیں ہو گا جس کے ذمہ کسی کا حق ہو اور میں اس کا بدلہ نہ لے لوں حتیٰ کہ ایک تھپڑ بھی کسی کو مارا یا زیادہ ظلم ہو اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کیسے ہو گا حالانکہ ہم ننگے پاؤں، ننگے جسم آئیں گے؟ آپ نے فرمایا نیکیوں اور برائیوں کے ذریعہ بدلہ ہو گا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

(الترغیب والترہیب ج ۴ ص ۴-۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

من ضرب سوطا ظلما	جو شخص ظلم کے طور پر ایک کوڑا بھی
اقتص منه يوم القيامة۔	مارے گا، قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا
(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲)	جائے گا۔

منقول ہے کہ کسریٰ (ایران کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے تھے) نے اپنے بچے کی تربیت کے لیے ایک استاذ رکھا، وہ اس کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیتا رہا حتیٰ کہ جب علم و فضل اور ادب میں انتہا کو پہنچ گیا تو ایک دن معلم نے اسے بلایا اور کسی جرم اور سبب کے بغیر بہت زیادہ مارا۔ لڑکے نے استاذ کے بارے میں دل میں کینہ رکھ لیا حتیٰ کہ وہ بڑا ہوگیا اور اس کا باپ فوت ہوگیا۔ اب اسے بادشاہت مل گئی تو معلم کو طلب کیا اور پوچھا کہ آپ نے فلاں فلاں دن مجھے کسی جرم و سبب کے بغیر نہایت شدت سے کیوں مارا تھا؟ معلم نے جواب دیا اے بادشاہ! جب تمہیں علم و فضل و ادب میں انتہائی مقام مل گیا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ تم اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنو گے پس میں نے ارادہ کیا کہ تمہیں مار پیٹ اور ظلم و اذیت و تکلیف کا مزہ چکھادوں تاکہ تم کسی پر ظلم نہ کرو۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بہت اچھی جزا دے پھر معلم کے لیے انعام و اکرام کا حکم دیا۔

یتیم کا مال کھانا بھی ظلم ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پہلے گزر چکی ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب (رکاوٹ) نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ مظلوم کی دعا بادلوں سے اوپر جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تمہاری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

توق دعا المظلوم ان دعائه
ليرفع فوق السحب لم يجاب
توق دعا من ليس بين دعائه

وبین الـه العالمین حجاب

ولا تحسبن الله مطرحا له

ولا انه یخفی علیه خطاب

فقد صح ان الله قال و عزتی

لا نصر المظلوم وهو مثاب

فمن لم یصدق ذا الحدیث فانه

جهول والا عقله فمصاب

"مظلوم کی بددعا سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ اس کی دعا بادلوں سے اوپر جاتی ہے، پھر قبول ہوتی ہے۔

اس کی بددعا سے بچو جس کی دعا اور تمام جہانوں کے معبود کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔

اور ہرگز خیال نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے پھینک دے گا اور نہ یہ کہ کوئی خطاب اس سے پوشیدہ ہے۔

صحیح ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں مظلوم کی مدد کروں گا اور اس کو اجر دوں گا۔

پس جو آدمی اس حدیث کی تصدیق نہ کرے وہ جاہل ہے ورنہ اس کی عقل ٹھیک کام کرتی ہے۔"

سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ انسان کے ذمہ (کسی کا) جو حق ہو اس کی ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود وہ ٹال مٹول کرے کیونکہ صحیحین میں ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مطل الغنی ظلم۔ مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۳)

ایک دوسری روایت میں ہے:

لی الواجد ظلم یحل عرضہ و عقوبتہ۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۳۲۳)

آسودہ حال آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اس کی شکایت کرنا نیز اس کو سزا دینا (قید کر دینا) جائز ہے۔

ظلم کی ایک صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے مہر، نفقہ اور لباس وغیرہ کے سلسلے میں اس پر ظلم کرے اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی ارشاد گرامی میں داخل ہے جو ابھی مذکور ہوا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں قیامت کے دن غلام یا (فرمایا) لونڈی کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کے سامنے اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے جس کا اس کے ذمہ حق ہو وہ اپنا حق وصول کر لے۔ فرماتے ہیں: پس عورت خوش ہوگی کہ اس کے باپ یا اس کے بھائی یا اس کے خاوند کے ذمہ اس کا حق ہو پھر آپ نے پڑھا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲)

فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ۔ (المومنون: ۱۰۱)

اس دن ان کے درمیان کوئی نسب نہیں ہوگا اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حق میں جس قدر چاہے گا بخش دے گا لیکن لوگوں کے حقوق سے نہیں بخشے گا تو غلام کو لوگوں کے لیے کھڑا کر دیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ اصحاب حقوق سے فرمائے گا اپنے حقوق کی طرف آؤ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا اس کے نیک اعمال لے کر حق دار کو اس کے حق کی مقدار دو۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوگا اور ایک ذرہ کی تعداد بچ جائے گی تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا دے گا اور جنت میں داخل کرے گا اور اگر بد بخت غلام ہوگا اور اس کے لیے کچھ نہیں بچے گا تو فرشتے عرض کریں گے: اے ہمارے رب! اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مطالبہ کرنے والے ابھی باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان (ارباب حقوق) کی برائیوں میں سے لے کر اس کی برائیوں کے ساتھ ملا دو، پھر اسے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو میری

امت میں مفلس کون ہے؟ پھر فرمایا میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، زکوٰۃ اور روزے کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی کو مارا ہوگا اور کسی کا مال لیا ہوگا پس کچھ نیکیاں ایک کو دی جائیں گی کچھ دوسرے کو پھر جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی جب کہ حقوق ابھی باقی ہوں گے تو ان کے گناہوں کو لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ظلم کی ایک صورت کسی شخص سے مزدوری کے طور پر کوئی کام کروائے اور اس کی اُجرت نہ دے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن میں ان کا مدمقابل ہوں گا اور میں جس کا مدمقابل ہوں اس پر غالب آتا ہوں وہ شخص جو مجھ سے دھوکہ کرنے کی کوشش کرے، وہ آدمی جو کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت (سے) کھائے اور وہ شخص جو کسی کو مزدوری کے لیے مقرر کرے اور اس سے پورا کام لے لیکن اس کی اُجرت نہ دے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۰۳)

اسی طرح اگر یہودی یا عیسائی پر ظلم کرے، اس میں عیب لگائے یا طاقت سے زیادہ کام لے یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا مدمقابل ہوں گا۔

اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ کسی کا قرض اس کے ذمہ ہو لیکن یہ جھوٹی قسم کھائے کیونکہ صحیحین میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص (جھوٹی) قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق کاٹے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم کو واجب کیا اور اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اگر تھوڑی سی چیز ہو؟ فرمایا اگرچہ پیلو (کے درخت) کی ایک شاخ ہو۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۸۰)

فخف القصاص غدا اذا وفيت ما

كسبت يداك اليوم بالقسطاس

فى موقف ما فيه الا شاخص

او مهطع او مقنع للراس
اعضائوهم فيه الشهود وسجنهم
نار و حاكمهم شديد الباس
ان تمطل اليوم الحقوق مع الغنى
فغدا تئوديها مع الافلاس

"کل (قیامت کے دن) کے بدلے سے ڈور جب وہ سب کچھ ترازو کے ذریعے برابر برابر کر دیا جائے گا۔
جو آج تم نے کمایا یہ ایسے میدان میں ہو گا جس میں وہ ہو گا جس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور ٹکٹکی باندھا ہوا اور سر جھکایا ہوا ہو گا۔
اس دن ان کے اعضاء گواہی دیں گے اور ان کا قید خانہ جہنم ہو گا اور ان کا حاکم سخت عذاب والا ہے۔
آج مالداری کے باوجود حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرو گے تو کل افلاس کے باوجود ادائیگی کرنا ہو گی۔"

مروی ہے کہ قیامت کے دن بندے کے لیے اس سے ناپسندیدہ بات کوئی نہ ہو گی کہ وہ اپنے پہچاننے والے کو دیکھے کیونکہ اسے ڈر ہو گا کہ وہ اپنا حق طلب کرے گا جس کے ذریعے اس نے دنیا میں ظلم کیا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حق دار لوگوں کو ان کے حقوق ضرور دیئے جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری کے لیے سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔[1]

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۰)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
جس شخص کے ذمہ کسی (مسلمان) بھائی کا حق ہو چاہے وہ اس کی عزت کے حوالے سے ہو یا کوئی چیز ہو تو اسے چاہیے کہ آج اس سے معاف کروا لے۔ اس سے پہلے کہ اس کے پاس کوئی دینار ہو اور نہ کوئی درہم، اگر اس کا عمل اچھا ہو گا تو اس کے

[1] (نوٹ) یہ بدلہ سزا یا عذاب کے لیے نہیں ہو گا۔ ۱۲ ہزاروی۔

حق کے برابر لیا جائے گا اور اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو صاحب حق کے گناہوں میں سے (گناہ) لے کر اس کے اوپر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(صحیح بخاری ج۱ص۳۳۱)

حضرت عبداللہ بن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوگا۔ اللہ کی قسم! اس عورت کی زبان نہیں بولے گی بلکہ ہاتھ اور پاؤں گفتگو کریں گے۔ وہ اس عورت کے خلاف گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی تھی۔

اور مرد کے خلاف بھی اس کے اپنے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے جو اچھا یا بُرا سلوک وہ اپنی بیوی سے کرتا تھا' پھر ایک شخص اور اس کے خدام کو اسی طرح بلایا جائے گا اور ان سے ایک ایک پائی پیسے کا حساب ہوگا۔

بلکہ اس ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی اور مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈالے جائیں گے، پھر ظالموں اور جابروں کو لوہے کے گرزوں میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا ان کو جہنم کی طرف لے جاؤ۔ (المعجم الکبیر ج۴ ص۱۴۹)

حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ فرماتے تھے عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا حتیٰ کہ جس نے کسی کا نقصان کیا اسے بھی کہ ظالم عذاب کا اور مظلوم مدد اور ثواب کا منتظر ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس پر کسی ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔

حضرت طاؤس یمانی، ہشام بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے تو فرمایا اذان کے دن سے ڈرو۔ ہشام نے پوچھا اذان کا کون سا دن ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ۔ — پس ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(الاعراف: ۴۴)

(یہ سن کر) ہشام بے ہوش ہوگیا۔ حضرت طاؤس نے فرمایا یہ تو سننے کی ذلت ہے، دیکھنے کی صورت میں ذلت کا کیا حال ہوگا۔ اے وہ شخص! جو ظالم کہلانے پر راضی ہوتا ہے تیرے ذمہ کس قدر حقوق ہیں، قید خانہ جہنم اور اللہ تعالیٰ حاکم ہوگا۔

ظالموں کے پاس جانے سے اجتناب کرنا

ظالموں کے پاس جانے، ان سے میل جول رکھنے اور ان کی مدد کرنے سے بچنا چاہیے، ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ (ھود: ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو پس تمہیں جہنم میں جانا ہوگا۔

کسی چیز کی طرف "رکون" اس سے سکون حاصل کرنا اور محبت کے ساتھ اس کی طرف مائل ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں محبت، نرم گفتگو اور دوستی کے ذریعے ان کی طرف مکمل میلان اختیار نہ کرو۔

حضرت سدی اور ابن زید فرماتے ہیں ظالموں کے ساتھ منافقت والا طریقہ اختیار نہ کرو۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اس سے مراد ان کی فرمانبرداری کرنا اور ان سے محبت کرنا ہے۔ حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں ان کے اعمال پر راضی نہ ہو (ورنہ تمہیں جہنم کی آگ پہنچے گی یعنی) جہنم کی جلانے والی آگ پہنچے گی "اور تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا "پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی" تم اس کے عذاب سے بچائے نہیں جاؤ گے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ۔ (الصفت: ۲۲)

ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو اکٹھا کرو۔

اس سے ان کے ساتھی اور ان کے پیچھے چلنے والے لوگ مراد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب تمہارے اوپر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جن کو ان کے چاپلوس لوگوں نے گھیر رکھا ہوگا' وہ ظلم کریں گے اور جھوٹ بولیں گے۔ پس جو شخص ان کے پاس جائے' ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے اس کا مجھ سے اور میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں اور جو آدمی ان کے پاس نہ جائے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کرے وہ میرا اور میں اس کا ہوں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۹۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من اعان ظالما سلط علیہ۔ (اتحاف جلد ۶ ص ۱۳۴)

جو شخص کسی ظالم کی مدد کرے' اسے اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنی آنکھوں کو ظالموں کے مددگاروں سے نہ بھرو (نہ دیکھو) مگر یہ کہ تمہارے دل انکار کر رہے ہوں ورنہ تمہارے نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

حضرت مکحول دمشقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دن ایک ندا دینے والا آواز دے گا۔ کہ ظالم اور ان کے مددگار کہاں ہیں؟ پس کوئی بھی ایسا شخص باقی نہیں رہے گا جس نے ان کو سیاہی مہیا کی یا ان کی دوات میں سیاہی ڈالی یا قلم تراشا اس سے بڑا کام کیا مگر وہ ان کے ساتھ آئے گا پس ان سب کو آگ کے ایک تابوت میں جمع کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایک درزی حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے کہا میں بادشاہ کے کپڑے سیتا ہوں۔ کیا میں بھی ظالموں کے مددگاروں میں شامل ہوں؟ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بلکہ تو خود ظالموں میں سے ہے۔ ظالموں کے مددگار تو وہ ہیں جو تجھ پر سوئی اور دھاگہ بیچتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا:

قیامت کے دن جہنم میں سب سے پہلے وہ کوڑے والے (ڈنڈے والے) داخل ہوں گے جن کے پاس کوڑے ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ لوگوں کو ظالم کی موجودگی میں

مارتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:
ظالموں کے مددگار اور پولیس والے (جو ظلم کرتے ہیں) قیامت کے دن جہنم کے کتے ہوں گے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل سے فرمائیں کہ میرے ذکر سے غفلت نہ برتیں کیونکہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور میرا ان کو یاد کرنا اس طرح ہے کہ میں ان (بنی اسرائیل) پر لعنت بھیجتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ ان (بنی اسرائیل) میں سے جو مجھے یاد کرتا ہے، میں اسے لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔

(نوٹ: اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مجھے جس طرح یاد کرتا ہے میں اسے اسی طرح یاد کرتا ہوں اور چونکہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کا ذکر اچھے الفاظ میں نہیں کرتے اس لیے یوں فرمایا۔ واللہ اعلم! ۱۲ہزاروی۔)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس جگہ کھڑا نہ ہو جہاں کسی مظلوم شخص کو مارا جا رہا ہو کیونکہ جو لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں، لیکن اس سے ظلم کو دُور نہیں کرتے ان پر لعنت نازل ہوتی ہے۔

(مجمع الزوائد ج۶ ص ۲۸۴)

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص کی قبر میں فرشتے آئے اور اس سے کہا کہ ہم تجھے ایک سو بار ماریں گے وہ مسلسل منت سماجت کرتا رہا حتیٰ کہ ایک بار مارنے تک آ گئے پس انہوں نے اسے مارا تو قبر میں آگ شعلہ زن ہو گئی۔ اس نے پوچھا تم نے مجھے کیوں مارا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تم نے وضو کے بغیر نماز پڑھی ہے اور تو ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جو مظلوم تھا لیکن تو نے اس کی مدد نہ کی۔ (میزان الاعتدال ج۴ ص ۳۱۲)

تو یہ اس شخص کا حال ہے جو مظلوم کی مدد پر قادر ہونے کے باوجود اس کی مدد نہیں کرتا تو ظالم کا کیا حال ہو گا؟

صحیحین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم، پوچھا گیا یا رسول اللہ! اگر مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن ظالم کی مدد کیسے کروں؟ فرمایا اسے ظلم کرنے سے روکو یہ اس کی مدد ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۱)

ایک عارف رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو جو ظالموں اور (ظلماً) ٹیکس لینے والوں کی مدد کیا کرتا تھا، اس کے مرنے کے ایک عرصہ بعد خواب میں بُری حالت میں دیکھا تو میں نے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا بُرا حال ہے۔ میں نے کہا تو کس طرف کو گیا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف، میں نے پوچھا وہاں ظالموں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا بُرا حال ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی نہیں سنا:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ - (الشعرا: ۲۲۷)

عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرف کو پھرتے ہیں۔

ایک حکایت یوں بیان کی گئی ہے کہ کسی بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا بازو کاندھے سے کاٹا ہوا تھا اور وہ آواز لگا رہا تھا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ ہرگز کسی پر ظلم نہ کرے۔ میں اس کی طرف بڑھا اور پوچھا اے بھائی! تیرا واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا بھائی جان! عجیب قصہ ہے۔ میں ظالموں کے مددگاروں میں سے تھا، ایک دن میں نے ایک شکاری کو دیکھا اس نے بہت بڑی مچھلی شکار کی تھی جو مجھے اچھی لگی۔ میں اس کے پاس آیا اور کہا کہ یہ مچھلی مجھے دے دو۔ اس نے کہا میں تجھے نہیں دوں گا، میں نے یہ مچھلی اپنے بچوں کے رزق کے لیے خریدی ہے چنانچہ میں نے اسے مارا اور زبردستی وہ مچھلی لے کر چلا گیا۔ وہ کہنے لگا میں مچھلی لے کر جا رہا تھا کہ اس نے میرے انگوٹھے کو نہایت زور سے کاٹا۔ جب میں اسے لے کر گھر پہنچا اور اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا تو اس نے میرے انگوٹھے پر ایک ضرب لگائی جس سے مجھے سخت تکلیف ہوئی حتیٰ کہ میں درد اور تکلیف کی وجہ سے سو نہ سکا اور میرا ہاتھ پھول گیا۔ صبح ہوئی تو طبیب کے پاس گیا، اس سے درد کی شکایت کی۔ اس نے کہا یہ ناسور (پھوڑے) کی ابتدا ہے اسے کاٹ دو ورنہ

پورا ہاتھ کاٹنا پڑے گا، چنانچہ میں نے اپنا انگوٹھا کاٹ دیا، پھر ہاتھ پہ چوٹ آئی، کہ اس کے درد کی وجہ سے میں سو نہ سکا اور نہ مجھے قرار آیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اپنا ہاتھ کاٹ دو تو میں نے اسے بھی کاٹ دیا لیکن درد بازو تک پھیل گیا اور مجھے سخت تکلیف پہنچی کہ میں آرام نہ پا سکا اور میں سخت درد کی وجہ سے فریادیں کرنے لگا۔ مجھے کہا گیا کہ اسے کہنی تک کاٹ دو، چنانچہ میں نے اسے کاٹا لیکن درد اس سے بھی اوپر بازوؤں تک چلا گیا جو پہلے سے بھی زیادہ تھا تو مجھے کہا گیا کہ کاندھے سے کاٹ دو ورنہ یہ درد پورے جسم میں سرایت کر جائے گا۔ میں نے اسے بھی کاٹ دیا۔ کچھ لوگوں نے مجھ سے پوچھا تیری اس تکلیف کا سبب کیا ہے؟ میں نے مچھلی کا واقعہ بتایا تو اس (پوچھنے والے) نے کہا اگر تم پہلے مرحلے میں مچھلی والے کے پاس جا کر اس سے معافی مانگ لیتے اور اس کو راضی کر لیتے تو تمہیں یہ اعضاء کاٹنے نہ پڑتے، اب اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کو راضی کرو اس سے پہلے کہ یہ تکلیف پورے جسم میں پھیل جائے وہ کہتا ہے میں اس شخص کو شہر میں مسلسل تلاش کرتا رہا حتیٰ کہ اسے پا لیا، میں اس کے پاؤں میں گر گیا، پاؤں کو چومتا اور روتا رہا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! میں اللہ تعالیٰ کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے۔ اس نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں وہی شخص ہوں جو تم سے مچھلی چھین کر لے گیا تھا۔ مجھے جو اذیت پہنچی میں نے وہ بھی بیان کر دی اور اپنا (کٹا ہوا) ہاتھ دکھایا وہ دیکھ کر رونے لگا۔ پھر کہا اے میرے بھائی! میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ جب میں نے تجھے اس مصیبت میں دیکھا۔ میں نے کہا: اے میرے سردار! جب میں نے تجھ سے یہ مچھلی لی تھی تو تو نے میرے خلاف بددعا تو نہیں کی؟ اس نے کہا ہاں کی تھی میں نے کہا تھا یا اللہ! یہ شخص اپنی قوت اور میری کمزوری کی وجہ سے وہ رزق ظلم کے ساتھ لے گیا جو تو نے مجھے عطا کیا تھا تو اس میں مجھے اپنی قدرت دکھا۔

وہ (ظالم شخص) کہتا ہے اے میرے سردار! اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں تجھے اپنی قدرت دکھا دی اور میں بارگاہ خداوندی میں اس جرم سے توبہ کرتا ہوں جو ظالموں کا خدمتگار ہونے کی وجہ سے میں کرتا تھا۔ اب میں کبھی بھی ان کے دروازے پر کھڑا نہیں ہوں گا اور زندگی بھر ان کا مددگار نہیں بنوں گا۔ (انشاء اللہ) اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے

والا ہے۔

وعظ و نصیحت

اے میرے بھائیو! کتنے ہی نفسوں کو موت نے ان کے گھروں سے نکالا کہ ان گھروں نے ان کو ٹھکانہ نہ دیا اور کتنے ہی جسموں کو ان کی پناہ سے اُتار دیا اور ان کو پناہ نہ ملی اور کتنی ہی آنکھوں سے چشموں کی طرح آنسو جاری کیے حالانکہ وہ (آنسو) تھم چکے تھے۔

یامعرضا بوصال عیش ناعم
ستصد عنہ طائعا اوکارھا
ان الحوادث تزعج الاحرار عن
اوطانھا والطیر عن اوکارھا

"اے منہ پھیرنے والے اس لیے کہ تو نعمتوں اور راور خوشی میں ہے۔
عنقریب تجھے اس سے روک دیا جائے گا تو پسند کرے یا ناپسند کرے۔
بے شک حادثات آزاد لوگوں کو ان کے وطنوں سے اور پرندوں کو ان کے گھونسلوں سے نکال دیتے ہیں۔"

کہاں ہیں وہ جنھوں نے مشرقوں اور مغربوں پر بادشاہت کی گرد و نواح کو آباد کیا، باغات لگائے، ان کی اُمیدیں بر آئیں اور وہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اس کے گھر میں کوے چلائے۔ اس کے لہو و لعب کے دوران رات کو آنے والا آیا اور گرج و کڑک نے اسے جھنجھوڑا اس پر وہ چیز اُتری جس نے بعض سروں کو سفید کر دیا۔ اے اس محبوب نے چھوڑ دیا جو جدا نہیں ہوتا تھا، سچے دوست اسے چھوڑ گئے اور وہ مخلوق کے پڑوس سے خالق کے پاس چلا گیا۔ اللہ کی قسم! موت نے اس کو اس مقام پر اُتارا اور کسی نے اس کی مدد نہ کی۔

اور اس کے نرم بستر کو سخت کھردری مٹی سے بدل دیا، قبر میں کیڑوں نے اسے پھاڑ دیا۔ جس طرح اس کا سامان ٹوٹ پھوٹ گیا اور وہ نہایت سخت زندگی کا شکار ہو گیا اور

دوستوں سے دُور ہو گیا گویا وہ ان سے کبھی نہیں ملا تھا، اللہ کی قسم! احباب سے اسے کوئی نفع ہوا نہ خزانے نے اس سے موت کو روکا بلکہ اس کے سامان اور تدابیر نے اسے نقصان پہنچایا اور قسم بخدا! وہ گزرنے والوں کے لیے عبرت بن گیا اور جاری راستوں سے کٹ کر دُور چلا گیا۔ اب وہ گروی ہے نہ معلوم ہلاک ہوا یا کامیاب، تمہیں چند دن بعد معلوم ہو گا، اب تو تم محض خواب غفلت میں ہو۔ تمہاری دنیا صلاحیت نہیں رکھتی اور تُو نے نہیں سنا ہو گا کہ وہ کل مکمل طور پر پردہ پوشی کرے اور یہ سب کچھ مجھ پر اور تجھ پر بھی آئے گا۔ تجھ پر افسوس ہے کیا یہ کلام تجھ پر اثر نہیں کرتا۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۷

ٹیکس لینے والا

یہ شخص اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہے، ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (الشوریٰ: ۴۲)

بے شک ان لوگوں کا مواخذہ ہو گا جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(ناجائز) ٹیکس وصول کرنے والا ظالموں کا بہت بڑا مددگار ہے بلکہ وہ خود ظالموں میں شمار ہوتا ہے کیونکہ وہ استحقاق کے بغیر لیتا اور غیر مستحقین کو دیتا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المكاس لا يدخل الجنة۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۲)

(ناجائز) ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

اور ارشاد فرمایا:

لا یدخل الجنة صاحب مکس۔ (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۵۲)

کوئی (ناجائز) ٹیکس والا جنت میں نہیں جائے گا۔

اس حدیث کو حضرت امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بندوں کے حقوق چھینتا اور ظلم کرتا ہے اور قیامت کے دن ایسے ٹیکس لینے والے کے پاس کیا ہوگا کہ جو کچھ لوگوں سے لیا وہ واپس کرے۔ اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو وہ اس کی نیکیوں میں سے لے لیں گے اور یہ اس شخص کے حکم میں داخل ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی درہم ہو نہ سامان۔ آپ نے فرمایا میری اُمت کا مفلس وہ ہے جو نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو مارا ہوگا اور کسی کا مال لیا ہوگا پس اس کی نیکیوں میں سے سب کے لیے نیکیاں لی جائیں گی اور نیکیاں ختم ہوگئیں اور حقوق کی ادائیگی مکمل نہ ہوئی تو ان کے گناہ لے کر اس کے کھاتے میں ڈالے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۰)

اور وہ خاتون جس نے (زنا کے ارتکاب کے بعد بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سزا کا مطالبہ کیا اور اسے سنگسار کیا تو اس نے) رجم کے ذریعے اپنے نفس کو پاک کیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس لینے والا ایسی توبہ کرے تو اسے بھی معاف کر دیا جائے یا (فرمایا) اس سے توبہ قبول کی جائے۔

مکاس (ٹیکس لینے والا) وہ شخص ہے جس میں ڈاکہ زنی کا شبہ ہو تو وہ چور ہے۔ (ظالم) ٹیکس والے کا نمائندہ (برائے وصولی)، اسے لکھنے والا، اس کا گواہ لشکری شیخ اور قرض وصول کرنے والے سے لینے والا سب لوگ گناہ میں شریک ہیں، کیونکہ یہ سب حرام خور ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح حدیث میں مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت النار اولی بہ۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۲۹۳، المعجم الکبیر ج۱۱ ص ۲۱۸)

جو گوشت (جسم) حرام سے پروان چڑھا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا (اور) وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے۔

سُحت ہر وہ حرام چیز جس کا ذکر بُرا ہو اور اس سے عار ہوتی ہو۔ واحدی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بات لکھی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ۔ (المائدہ: ۱۰۰)

آپ فرما دیجئے خبیث اور طیب برابر نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں شراب کی تجارت کرتا تھا اور میں نے اس کے سودے سے مال جمع کیا ہے۔ اگر میں اسے کسی عبادت میں خرچ کروں تو مجھے نفع دے گا؟ آپ نے فرمایا اگر تم اسے حج یا جہاد یا صدقہ میں خرچ کرو تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ صرف پاک مال قبول کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی، ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ۔ (المائدہ: ۱۰۰)

آپ فرما دیجئے خبیث اور پاکیزہ برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ تمہیں خبیث کی کثرت اچھی لگتی ہو۔

حضرت عطاء اور حضرت حسن رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ (خبیث سے) حرام اور (طیب سے) حلال مراد ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں۔

وعظ ونصیحت

کہاں ہے وہ شخص جس نے مضبوط قلعہ بنایا اور اس کی حفاظت کی، نہایت اچھے باغات لگائے۔ اپنے لیے عزت کا تخت بچھا کر اس پر بیٹھا اور انتہا کو پہنچا۔

اپنے آپ کو باقی رہنے والا خیال کیا لیکن وہ اپنے اس گمان میں نامراد ہوا۔ اللہ کی

قسم! لذتوں کو لے جانے والی (موت) اسے لے گئی وہ قبر کے ساتھ اس پر اُتری اور اسے گھوڑے سے اُتار کر اسے آزمائشوں کے گھر کی طرف لے گئی- پس وہ اوندھے منہ گر گیا- نیز اسے جہالت اور میل کے اندھیروں میں چھوڑ دیا پس عقلمند آدمی وہ ہے جو زندگی کو ختم ہونے والا سمجھے کیونکہ بالآخر اسے مٹ جانا ہے:

تبنی وتجمع والاثار تندرس
وتامل اللبث والاعمار تختلس
ذا اللب فکر فما فی العیش من طمع
لابد ما ینتهی امر و ینعکس
این الملوک و ابناء الملوک ومن
کانوا اذا الناس قاموا هیبة جلسوا
ومن سیوفهم فی کل معترک
تخشی و دونهم الحجاب والحرس
اضحوا بمهلکة فی وسط معرکة
صرعی و صاروا ببطن الارض وانطمسوا
وعمهم حدث وضمهم جدث
باتوا فهم جثث فی الرمس قد جسوا
کانهم قط ما کانوا وما خلقوا
ومات ذکرهم بین الوری ونسوا
واللہ لو عاینت عیناک ما صنعت
ایدی البلا بهم والدود یفترس
لعاینت منظرا تشجی القلوب له
وابصرت منکرا من دونه البلس
من اوجه ناضرات حار ناظرها
فی رونق الحسن منها کیف ینطمس

واعظم بالیات ما بھا رمق
ولیس تبقی لھذا وھی تنتھس
والسن ناطقات زانھا ادب
ما شانھا بالافة الخرس
حتام یاذا النھی لا ترعوی سفھا
و دمع عینیک لا یھمی و ینبجس

"تو عمارت بناتا اور مال جمع کرتا ہے جب کہ نشانات مٹ جاتے ہیں تو ٹھہرنے کی اُمید رکھتا ہے جب کہ زندگی ختم ہو رہی ہے۔

اے عقلمند آدمی سوچ زندگی میں کوئی طمع نہیں۔ ہر چیز نے لازماً انتہا کو پہنچنا اور پہلی حالت کی طرف لوٹنا ہے۔

بادشاہ اور ان کے بیٹے کہاں ہیں کہ جب لوگ خوف سے کھڑے ہوتے تو وہ بیٹھتے تھے۔

ہر جنگ میں ان کی تلواروں کا خوف ہوتا تھا اور ان کے آگے پردے اور دربان ہوتے تھے۔

وہ عین لڑائی میں ہلاک ہو گئے، ان کو پچھاڑ دیا گیا اور زمین کے اندر ان کا نام و نشان مٹ گیا۔

نوجوانی نے ان کو اندھا کر دیا اور وہ قبر میں مل گئے۔ انہوں نے رات یوں گزاری کہ قبر میں لاش پڑی ہوئی ہے۔

گویا وہ کبھی تھے ہی نہیں اور نہ ہی پیدا ہوئے اور مخلوق کے درمیان سے ان کا ذکر مٹ گیا اور وہ بھلا دیئے گئے۔

اللہ کی قسم اگر تمہاری آنکھیں اس عمل کو دیکھیں جو مصیبت کے ہاتھوں نے ان کے ساتھ کیا اور کیڑے ان کا شکار کر رہے ہیں۔

تو ایسا منظر دیکھے جس سے دل غمگین ہوتے ہیں اور تو ایسی ناپسندیدہ بات دیکھے جس سے بے خبر ہے۔

ترو تازہ چہرے کو دیکھنے والا ان کے حسن کی رونق کو دیکھ کر حیران رہ جائے کس طرح مٹ گئے۔

یہ کس قدر بوسیدہ ہو چکے ہیں کہ ان میں ذرہ بھر رمق نہیں۔ یہ باقی نہیں رہتے اور یہ نوچ لیے گئے ہیں۔

وہ زبانیں کہ ادب سے آراستہ تھیں کیا ہوا کہ وہ گنگ ہو چکی ہیں۔

اے عقلمند! تم کب تک سفاہت و حماقت سے نہیں بچو گے اور تمہاری آنکھیں کب تک رواں نہیں ہوں گی۔"

وعظ و نصیحت

اے وہ شخص! جو ہر دن ایک مرحلہ طے کرتا ہے اور اس کا نامہ اعمال رائی کے دانے کے برابر عمل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے، وہ کسی ڈرانے والے سے نفع حاصل نہیں کرتا حالانکہ ڈرانے والے کسی وقفہ کے بغیر آ رہے ہیں۔ وہ نصیحت کرنے والے کی طرف کان نہیں لگاتا اور اس نے اسے علیحدہ کر رکھا ہے۔ زرہیں پھاڑ دی گئیں اور تیر چھوڑ دیئے گئے۔ ہدایت کا نور ظاہر ہو گیا لیکن وہ نہ تو اسے دیکھتا ہے نہ اس میں غور کرتا ہے بلکہ وہ باقی رہنے کی سوچ میں ہے۔

یہ دیکھتا ہے کہ باقی رہنے کی آس لگانے والے واپس جا رہے ہیں اور بڑھاپے کے بعد بچپن اور عقل کے زوال کا عیب پیدا ہو گیا۔ جس طرح چاہو، رہو، حساب اور جھنجھوڑنا تمہارے سامنے ہے۔ تیرا جسم کتنا اچھا ہے لیکن عنقریب اسے کیڑے کھائیں گے۔ اس مومن پر تعجب ہے جو اعمال کی جزا اور (قیامت کے دن) سوال پر ایمان رکھنے کے باوجود کوتاہی کرتا ہے۔ وہ دھوکے اور بے وقوفی پر یقین رکھتا ہے۔ اے شخص! تجھ پر افسوس ہے، جس نے تجھے بلایا اور اپنی منزل کا دروازہ کھولا۔ اگر تجھے اس کی منزل کا علم ہو تو وہ تیرے لیے بہتر ہے۔ جس قدر عمر باقی ہے، اس میں جلدی کرو اور گزشتہ کوتاہیوں کا ازالہ کرو۔ مومن کے لیے باقی ماندہ عمر ایک قیمتی جوہر ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۸

حرام خوری

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (البقرہ: ۱۸۸)

اور ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے پر نہ کھاؤ۔

یعنی تم میں سے بعض دوسرے بعض کا مال ناحق طریقے سے نہ کھائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اس سے مراد جھوٹی قسم کے ذریعے کھانا ہے کہ کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کا مال ناحق طریقے پر حاصل کرے۔ اور باطل طریقے پر کھانا دو طریقوں سے ہوتا ہے:

ایک طریقہ بطور ظلم کھانا جیسے چھین لینا، خیانت کا ارتکاب کرنا اور چوری کرنا اور دوسرا طریقہ مذاق کے طور پر اور کھیل کود میں کھانا جس طرح جوئے اور دوسری کھیلوں میں لیا جائے۔

صحیح بخاری میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان رجالا يتخوضون في مال الله بغير حق فلهم النار يوم القيامة۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۳۹)

بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق دخل اندازی کرتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہوگی۔

صحیح مسلم میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے (اور) چہرے پر گرد و غبار ہے وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر پکارتا ہے، اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام (مال سے) ہے اس کا پینا حرام اور لباس حرام (مال سے) ہے اور اسے حرام مال سے غذا حاصل ہوئی تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے (یعنی میری ہر دعا قبول ہو) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انس! اپنے کسب کو حلال رکھو۔ تمہاری دعا قبول ہوگی۔ ایک شخص حرام لقمہ منہ کی طرف لے جاتا ہے تو چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم ج۱ ص۳۲۶)

امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق (تمہارا حصہ اور نصیب) تقسیم کر دیئے جس طرح تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیے اور بے شک اللہ تعالیٰ دنیا اس شخص کو بھی دیتا ہے جسے پسند کرتا ہے اور اسے بھی جسے پسند نہیں کرتا لیکن دین صرف اسے دیتا ہے جسے پسند کرتا ہے تو جسے اللہ تعالیٰ نے دین عطا کیا اسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ اور کوئی بندہ جب حرام مال کما کر اس سے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس سے جو صدقہ کرتا ہے یا بعد کے لیے چھوڑتا ہے تو وہ جہنم کی آگ میں اضافہ کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ بُرائی کو بُرائی سے نہیں مٹاتا بلکہ بُرائی کو اچھائی سے مٹاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۲ ص۵۵۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دنیا میٹھی سرسبز ہے جو اس سے حلال مال حاصل کرتا ہے پھر اس کو اس کے حق میں خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ثواب عطا کرتا ہے اور جنت کا وارث بناتا ہے اور جو شخص اس سے حرام طریقے پر مال کماتا ہے اور ناحق جگہ خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلت والی جگہ داخل کرے گا اور کئی لوگ جو اپنے نفس کی خواہش کے مطابق حرام میں پڑتے ہیں، قیامت کے دن ان کے لیے آگ ہوگی۔ (الترغیب والترہیب ج۲ ص۵۵۲)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی مروی ہے، آپ نے فرمایا:

من لم یبال من این اکتسب جو شخص اس بات کی پروانہ کرے کہ

المال لم یبال اللہ من ای باب ادخلہ النار۔ (اتحاف ج ٦ ص ٨)

وہ مال کہاں سے کماتا ہے تو اللہ تعالٰی بھی اس بات کی پرواہ نہیں فرمائے گا کہ اسے جہنم کے کس دروازے سے داخل کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے:

لان جعل احدکم فی فیہ ترابا خیر من ان یجعل فی فیہ حراما۔ (کنز العمال ج ٣ ص ١٤)

تمہارے لیے منہ میں حرام (لقمہ) ڈالنے سے منہ میں مٹی ڈالنا بہتر ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب کوئی نوجوان عبادت میں مصروف ہوتا ہے تو شیطان اپنے (ساتھیوں اور) مددگاروں سے کہتا ہے دیکھو اس کا کھانا کہاں سے آتا ہے۔ اگر اس کا کھانا ناجائز و حرام ہو تو وہ کہتا ہے اسے چھوڑ دو۔ اپنے آپ کو تھکائے اور مشقت کرے۔ تمہاری ذمہ داری وہ خود پورا کر رہا ہے کیونکہ اس کی عبادت حرام کھانے کی موجودگی میں اسے نفع نہیں دے گی۔ اور اس بات کی تائید صحیح حدیث میں مروی نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کا کھانا حرام، پینا حرام اور لباس حرام ہے اور اسے غذا بھی حرام سے ملتی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔

(الترغیب والترہیب ج ٢ ص ٥٤٦)

ایک حدیث میں مروی ہے ایک فرشتہ ہر دن رات میں بیت المقدس پر ندا دیتا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کی فرض اور نفل کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔

(اتحاف ج ٦ ص ٨)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے نزدیک ایک ہزار ایک سو (یا ایک لاکھ فرمایا) درہم خرچ کرنے کے مقابلے میں شبہ والا ایک درہم واپس کرنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

جو شخص حرام مال سے حج کرتے ہوئے "لبیک" کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے نہ تیرا

"لبیک" قبول ہے اور نہ تیرا "سعدیک" کہنا قبول ہے تیرا حج تیری طرف لوٹا دیا گیا۔

(العلل المتناھیہ ج ۲ ص ۷۵)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: جو شخص دس درہموں کے بدلے ایک کپڑا خریدے اور ان میں ایک درہم حرام سے ہو تو جب تک اس کا یہ لباس اس پر موجود رہے گا، اللہ تعالیٰ اس سے نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۹۸)

حضرت وہب بن ورد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر تم (نماز میں) ستون کی طرح (مستقل) کھڑے رہو تو تمہیں اس سے نفع نہیں ہوگا جب تک تم یہ نہ دیکھو کہ جو کچھ تمہارے پیٹ میں جا رہا ہے حلال ہے یا حرام ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام (غذا) ہو جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرلے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص نیکی کے کام میں حرام مال خرچ کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو پیشاب کے ذریعے کپڑے کو پاک کرنا چاہتا ہے اور کپڑے کو صرف پانی پاک کرتا ہے اور (اس طرح) گناہ کو صرف حلال مال دور کرتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال مال کے دس میں سے نو حصے چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس نے حرام مال سے غذا حاصل کی۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۵۵۳)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا جس کو آپ نے مکاتب بنایا (یعنی ایک رقم مقرر کی جس کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہے) تو وہ ہر روز آپ کو کچھ رقم لا کر دیتا۔ آپ اس سے پوچھتے کہ یہ کہاں سے لائے ہو؟ اگر اس کو پسند فرماتے تو کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ راوی فرماتے

ہیں کہ وہ ایک رات کھانا لے کر آیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے سے تھے۔ آپ نے اس سے ایک لقمہ کھالیا اور سوال کرنا بھول گئے، پھر فرمایا: یہ کہاں سے لایا ہے؟

اس نے کہا: میں دور جاہلیت میں لوگوں کے لیے کہانت (نجومیوں والے کام) کرتا تھا اور یہ کام مجھے اچھی طرح نہیں آتا تھا مگر یہ کہ میں ان سے دھوکہ کرتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم پر افسوس! قریب تھا کہ تم مجھے ہلاک کر دیتے، چنانچہ آپ اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کرنے لگے لیکن وہ لقمہ نہ نکلا۔ عرض کیا کہ یہ پانی کے بغیر نہیں نکلے گا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اسے پی کر قے کرنے لگے حتیٰ کہ پیٹ میں جو کچھ تھا، قے کر دیا۔

عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، یہ سب کچھ اس لقمہ کی وجہ سے ہوا؟ آپ نے فرمایا: اگر یہ لقمہ میری جان بھی لیتا اور اس کے بغیر نہ نکلتا تو میں اسے بھی نکال لیتا۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

كل جسد نبت من سحت فالنار اولى به۔

جو جسم حرام سے پروان چڑھتا ہے وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے۔

(الترغیب والترہیب ج٦ ص ٥٥٣)

اس لیے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ لقمہ میرے جسم کے بڑھنے کا سبب نہ بن جائے۔

اور اس سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی گزر چکا ہے کہ وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس کو حرام سے غذا ملی ہو۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: اس حکم میں (ناجائز) ٹیکس لینے والا، خیانت کرنے والا، دھوکہ دینے والا، چور، مسخرہ، سود خور، سود کھلانے والا، یتیم کا مال کھانے والا اور جھوٹا گواہ بھی شامل ہیں اور جو شخص کوئی چیز ادھار لے کر انکار کر دے، رشوت کھانے والا، ماپ اور تول میں کمی کرنے والا، وہ شخص جو کوئی عیب والی چیز بیچے اور عیب چھپائے، جوا باز، جادوگر، نجومی، تصویر بنانے والا، زانیہ عورت، نوحہ کرنے والی اور دلال بھی اس زمرے میں آتے ہیں۔ دلال سے مراد یہ ہے کہ وہ بیچنے والے کی اجازت کے بغیر دلالی کی

اُجرت وصول کرے اور خریدار کو زیادہ رقم بتائے، اسی طرح آزاد انسان کا سودا کرنے والا بھی حرام کھانے والا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا۔ ان کے پاس تہامہ (پہاڑ) کے برابر نیکیاں ہوں گی حتی کہ جب ان کو لایا جائے گا تو ان (کی نیکیوں) کو اڑنے والے گرد و غبار کی طرح کر دیا جائے گا پھر ان لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا اس طرح ہوگا کہ وہ لوگ دنیا میں نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز آتی تو وہ اسے لے لیتے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

ایک بزرگ کے بارے میں ہے کہ ان کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا اچھا سلوک کیا لیکن میں اس لیے جنت سے روکا گیا کہ میں نے ایک سوئی بطور ادھار لی اور اسے نہیں لوٹایا۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت اور اس کام کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا اور اس پر راضی ہے بے شک وہ جود و کرم والا اور مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

وعظ و نصیحت

اے اللہ کے بندو! کیا رات اور دن نے زندگیاں ختم نہیں کر دیں، کیا دنیا میں قائم مال نے زوال اختیار نہیں کیا، کیا صحت کا نتیجہ بیماری کی صورت میں ظاہر نہیں ہوا، کیا سلامتی کی انتہا کمال کا نقصان نہیں۔ کیا مادۂ منویہ کے قرار پکڑ جانے کے بعد موتوں کا وقت نہیں آجاتا، کیا تمہیں کوچ کرنے اور قرب انتقال کی خبر نہیں دی گئی، کیا تمہارے سامنے سامانِ عبرت ظاہر نہیں ہوا اور تمہارے سامنے مثالیں بیان نہیں کی گئیں۔

و عزیز ناعم ذل له

کل صعب المرتقی وعر المرام

فکساہ بعد لین ملبس
خشنا بالرغم منہ فی الرغام
ووجوہ ناضرات بدلت
بعد لون الحسن لونا کالقتام
وشموس طالعات افلت
بعد ذاک النور منھا بالظلام
ومنیف شامخ بنیانہ
لین الاعطاف مھتز القوام
اف للدنیا فما شیمتھا
غیر نقض العقد او خفر الذمام
فاستعدوا الزاد تنجوا واعملوا
صالحا من قبل تقویض الخیام

"ایک ایسا غالب اور عیش پسند جس کے سامنے ہر مشکل گھاٹی اور مشکل مقصود جھک جاتا۔

اسے نرم لباس کے بعد سخت لباس پہنا کر مٹی میں ڈال دیا گیا اور یہ اس کی مرضی کے خلاف تھا۔

اور تر و تازہ چہرے اچھے رنگ کے بدل کر سیاہ ہو گئے۔

طلوع ہونے والے سورج ڈوب گئے اور ان کی روشنی اندھیرے میں بدل گئی۔

بلند و بالا مضبوط عمارت کے کنارے کمزور ہو گئے اور ستون حرکت کرنے لگے۔

افسوس دنیا پر اس کی عادت وعدہ کو توڑتی اور عہد کو پورا کرتی ہے۔

پس سامان تیار کرو، نجات پاؤ گے اور اچھے کام کرو اس سے پہلے کہ قیام ختم ہو جائے۔

اے جھوٹ اور من گھڑت باتوں سے تعلق رکھنے والے جس کا باقی رہنا بجلی کی چمک کی طرح جلد ختم ہو جاتا ہے۔ اے وہ شخص! جو خواہشات میں واجب حقوق کو ضائع کرتا ہے، خالق سے مقابلہ کرتا ہے اور مخلوق سے تمہیں حیا آتی ہے۔ اے بلند سے بلند تر کو ترجیح دینے والے جو اس فسق کو ڈھانپ لے سنو! عنقریب اس فسق کو دیکھو گے۔ اے خواہش کے بچھونے کے خواہش مند جو ہلاکت کے قید خانے میں آخری سانس لے رہا ہے۔

اپنے بیمار نفس پر روؤ کیونکہ تم اس لائق ہو کہ تم پر رویا جائے۔ اس شخص پر تعجب ہے جو اپنے ساتھیوں میں موت کا عمل دیکھتا ہے اور اسے ان کے ضائع ہو جانے اور وقت پورا ہو جانے کا یقین ہے۔ دل میں آخرت پر ایمان بھی ہے لیکن پھر بھی اپنے پہلو پر غافل ہو کر سوتا ہے، اپنے جرم اور گناہ کے بدلے کو بھول جاتا ہے۔ خواہش کی سیرابی کی طرف جاتا ہے اور اپنے رب سے منہ پھیرتا ہے۔

اسے موت کا پیالہ پلایا جا چکا ہے، وہ اس کے پینے سے بچنے کے لیے مدد طلب کرتا ہے۔ موت اس کے گھر والوں اور مکان (اور مال مویشی) سے جدا کر کے قبر کی طرف لے گئی حالانکہ اس سے پہلے وہ اس دنیا کو پسند کرتا تھا۔ تو اے عقلمند! جس کی قبر کھودی گئی اور اس پر رویا جا رہا ہے۔ مواعظ نے کانوں کو پھاڑا لیکن میں نہیں سمجھتا کہ سننے والے نے اس سے کوئی نفع حاصل کیا۔ مقام طلوع سے روشنی ظاہر ہوئی لیکن دیکھنے والا اندھا بنا رہا۔ جو شخص پچھاڑے جانے والوں کے دھوکے میں ہے، اس کے لیے دوسروں کے نشانات سے عبرتیں ظاہر ہوئیں لیکن اسے کیا ہوا کہ وہ آنسو نہیں بہاتا۔ اس دل پر تعجب ہے جو ذکر حق کے وقت جھکتا نہیں البتہ اس میں لالچوں نے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔

کیا تُو نے نہیں دیکھا، گزری ہوئی عمر کبھی واپس آئی ہے۔ باقی ماندہ عمر میں جاگ کر رہو اور (ایسے کاموں سے) باز رہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو خطرہ بہت بڑا ہے۔ عذاب سخت ہے اور راستہ بہت دور کا ہے۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے اور اسے کوئی چیز دُور نہیں کر سکتی۔

گناہ کبیرہ نمبر ۲۹

خودکشی

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔
(النساء: ۲۹-۳۰)

اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمانے والا ہے۔ اور جو شخص ظلم و زیادتی کرتے ہوئے ایسا کرے گا پس عنقریب ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

حضرت واحدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "لا تقتلوا انفسکم" کا معنی یہ ہے کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو کیونکہ تمہارا ایک ہی دین سے تعلق ہے اور تم ایک جان کی طرح ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اور ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ اس سے مراد انسان کا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے اور اس بات کے صحیح ہونے پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت دلالت کرتی ہے:

ہمیں ابو منصور محمد بن محمد منصوری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا اور میں غزوہ ذات السلاسل میں تھا۔ مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھ لی، پھر میں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں عرض کی تو آپ نے فرمایا اے عمرو! آپ نے ناپاکی کی حالت میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھ لی؟ تو میں نے آپ کو بتایا کہ مجھے غسل کرنے سے کس چیز نے روکا تھا اور میں نے یہ بھی عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا وہ فرماتا ہے: ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ (ترجمہ گزر چکا) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (یہ بات سن کر) ہنس پڑے اور کچھ نہ فرمایا۔

تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت سے انسان کا اپنے آپ کو ہلاک کرنا مراد لیا دوسروں کو ہلاک کرنا نہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ومن یفعل ذلک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ اشارہ ان تمام باتوں کی طرف لوٹتا ہے جو سورت کے شروع سے اس جگہ تک منع کی گئی ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ سزا کا یہ ذکر حرام طریقے پر مال کھانے اور ناحق قتل کرنے سے متعلق ہے۔

اور ارشاد خداوندی عدوانا وظلما میں (واؤ بہ معنی مع ہے یعنی) ظلم کے ساتھ زیادتی مراد ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کرنا ہے۔

"وکان ذلک علی اللہ یسیرا۔" یعنی اس نے جس بات سے ڈرایا اور وہ جہنم میں داخل کرنا ہے، یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے۔

حضرت جندب ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس کو ایک زخم آیا تو وہ بہت پریشان ہوگیا چنانچہ اس نے چھری لے کر اس سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، خون بند نہ ہوا اور وہ مرگیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بادرنی عبدی بنفسہ حرمت علیہ الجنۃ۔ — میرے بندے نے میرے حکم میں جلدی کی تو میں نے اس پر جنت کو حرام کردیا۔

(اطراف الحدیث ج ۴ ص ۲۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے آپ کو کسی ہتھیار سے قتل کرے تو (قیامت کے دن) وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ اپنے پیٹ میں مارے گا اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو آدمی اپنے آپ کو زہر دے کر ہلاک کرے تو (قیامت کے دن) وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اس کی چسکیاں بھرے گا اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو آدمی اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کرے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں اُترتا رہے گا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۳، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۴)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لعن المومن کقتلہ ومن قذف مومنا بکفر فھو کقتلہ ومن قتل نفسہ بشئ عذب بہ یوم القیامۃ۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۲)

کسی مومن پر لعن طعن کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے اور کسی مومن کو کافر کہنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے اور جو شخص اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کرے، قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا۔

صحیح حدیث میں ہے، اس شخص کے بارے میں (پوچھا گیا) جس کو کوئی زخم تکلیف دیتا ہے تو وہ جلدی موت کی طلب میں اپنے آپ کو تلوار کی دھار سے قتل کر دیتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا: "وہ جہنمیوں میں سے ہے۔"[1]

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۷-۹۷۸)

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں میں ہدایت ڈالے اور ہمیں ہمارے نفسوں کی شرارتوں اور بُرے اعمال سے پناہ عطا فرمائے، بے شک وہی جود و سخا کا مالک، کریم، غفور اور رحیم ہے۔

---

[1] یہاں حدیث کا مفہوم ذکر کیا گیا، صحیح بخاری میں مکمل حدیث ہے۔

وعظ و نصیحت

اے انسان! تو کس طرح گمان کرتا ہے کہ تیرے اعمال مزین (اور مضبوط) ہیں، حالانکہ تو جانتا ہے کہ یہ محض مکر و فریب ہے اور تُو کیسے اپنے مالک سے معاملے کو چھوڑتا ہے جب کہ تو جانتا ہے کہ یہی فائدہ مند ہے اور تو اپنے سامان سفر میں کس طرح کمی کرتا ہے حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ راستہ بہت دور کا (اور لمبا ہے) اے ہم سے منہ پھیرنے والے! یہ بے وفائی اور اعراض کب تک ہو گا؟ اے وہ شخص جو موت اور زندگی سے غافل ہے جس کے ختم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اے اپنی امید سے دھوکہ کھانے والے! ان امیدوں کے ہاتھ اس کے اختیار میں ہیں، وہ جب چاہے قینچی سے کاٹ دے۔

اپنی صحت اور بدن پر مغرور شخص! یہ تو ہر دن ٹوٹ رہے ہیں۔ اے وہ شخص! جس کا بعض ہر روز فنا ہو رہا ہے۔ عنقریب باقی بعض بھی فنا ہو جائے گا۔ (اُخروی) زادِ راہ سے غافل شخص سیاہی (سیاہ بالوں) کے بعد سفیدی نے تجھے ڈرایا۔ اے کم پرہیز کرنے والے موتوں کے نیزے لمبے چوڑے ہیں۔ اے وہ شخص جو ہلاکت کے مقامات کی طرف لے جایا جا رہا ہے اور گڑھے کھودے گئے ہیں۔ اے ہنسنے والے! فنا کی آنکھیں بند نہیں ہیں۔

یہ اوقات جس کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس کے سامنے پلکیں کیسے بند ہوں گی۔

گناہ کبیرہ نمبر ۳۰

جھوٹ کی کثرت

ارشاد خداوندی ہے:

لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ (آل عمران: ٦١)

جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ۔ (الذاریات: ١٠)

اندازے لگانے والے (یعنی جھوٹ بولنے والے) ہلاک ہوئے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ۔ (المومن: ٢٨)

بیشک اللہ تعالیٰ کسی حد سے بڑھنے والے، جھوٹ بولنے والے کو ہدایت نہیں دیتا۔

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک سچ، نیکی کی طرف بلاتا ہے اور بے شک نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے اور انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور بے شک جھوٹ، گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک انسان مسلسل جھوٹ بولتا اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم ج۲ ص۳۲۵، صحیح بخاری ج۲ ص۹۰۰)

صحیحین ہی میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ نماز پڑھے، روزہ رکھے اور

مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔" (صحیح مسلم ج۱ ص۵۶، صحیح بخاری ج۲ ص۹۰۰)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک پائی جائے، اس میں منافقت کی ایک علامت پائی جاتی ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ سے کام لے۔ (صحیح مسلم ج۱ ص۵۶)

صحیح بخاری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خواب کے سلسلے میں مروی حدیث شریف میں ہے آپ نے فرمایا ہم ایک شخص کے پاس آئے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور دوسرا اس پر کھڑا تھا۔ اس کے پاس لوہے کی سلاخیں تھیں جو اس کی باچھوں کو گدی (گردن) تک پھاڑ رہا تھا اور اس کی آنکھیں گردن کی طرف تھیں، پھر وہ دوسری طرف جاتا اور وہی عمل کرتا جو پہلی طرف کیا تھا اور وہ ابھی اس کی طرف نہ لوٹتا کہ وہ پہلی حالت پر ہو جاتا اور وہ دوبارہ یہی عمل کرتا جو قیامت تک جاری رہے گا" میں نے ان دونوں سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ شخص صبح اپنے گھر سے نکلتا اور ایسا جھوٹ بولتا جو آفاق (دنیا کے کناروں) تک پہنچتا۔ (صحیح بخاری ج۲ ص۱۰۴۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مومن کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے سوا ہر بات ہو سکتی ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ج۱ ص۴۴) (یعنی یہ دونوں عمل انسان بہ تکلف کرتا ہے، اس کی فطرت میں داخل نہیں ہیں)

ایک حدیث شریف میں ہے:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔　　بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

(صحیح بخاری ج۱ ص۸۹۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: "بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔"

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۹۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

اس شخص کے لیے خرابی ہے (ہلاکت ہے) جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ تین بار فرمایا: "اس کے لیے ہلاکت ہے۔" (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۹۸)

اس سے بھی بڑا گناہ جھوٹی قسم ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے:

يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (المجادلہ: ۱۴)

اور وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے زائد مال دیا لیکن وہ مسافروں سے روکتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنا سامان بیچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے کہ میں نے اتنی اتنی رقم میں خریدا ہے۔ گاہک اس کو سچا جانتے ہوئے وہ سودا خریدتا ہے حالانکہ صورتِ حال یہ نہیں ہے، اور تیسرا وہ شخص جو کسی امام (راہنما) کے ہاتھ پر دنیا کے لیے بیعت کرتا ہے، اگر وہ اس کو دنیا (کا مال) دے دے تو اس بیعت کو پورا کرتا ہے اور اگر نہ دے تو پورا نہیں کرتا۔

(صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۷۱)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی سے کوئی بات کرو اور وہ اس میں تمہاری تصدیق کرے لیکن تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من تحلم بحلم لم یرہ کلف ان یعقد بین شعیرتین ولیس بعاقد۔

جو جھوٹا خواب بیان کرے اسے جَو کے دو دانوں میں گانٹھ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۴۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھی۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۹۶)

مطلب یہ ہے کہ وہ کہے میں نے خواب میں اس طرح اس طرح دیکھا ہے حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں انسان مسلسل جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ ڈال دیا جاتا ہے پھر اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۹۴)

تو مسلمان کو چاہیے کہ گفتگو میں اپنی زبان کی حفاظت کرے ہاں ایسا کلام جس میں کوئی بھلائی ہو (تو اس کے لیے زبان کو استعمال کرے) کیونکہ خاموشی میں سلامتی ہے اور سلامتی کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۵۹)

جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے کہ اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

یہ حدیث جس کے صحیح ہونے پر سب کا اتفاق ہے، واضح طور پر بتاتی ہے کہ انسان کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ سوائے اچھے کلام کے گفتگو کرے یعنی ایسی گفتگو ہونی

چاہیے جس میں متکلم کی بھلائی ہو۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا (وہ مسلمان) جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (صحیح مسلم جلد۱ص۴۸)

صحیحین میں ہے ایک شخص ایسا کلام کرتا ہے جس میں وہ غور و فکر نہیں کرتا (کہ کہیں یہ حرام تو نہیں) تو وہ اس بات کی وجہ سے جہنم میں اس قدر گرے گا جس قدر فاصلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (صحیح بخاری ج۱ص۹۰۹)

موطا امام مالک میں حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ایک شخص ایسی بات کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے حالانکہ وہ یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ کلمہ اس مقام تک پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی رضا لکھ دے اور ایک آدمی ایسا کلام کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے حالانکہ اس کے خیال میں یہ اس درجہ کو نہیں پہنچتا کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک ناراضگی لکھ دے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد۳ص۴۶۹)

اس سلسلے میں بے شمار صحیح احادیث موجود ہیں۔ ہم نے جو کچھ ذکر کیا یہاں اس قدر کافی ہے۔ کسی سے پوچھا گیا کہ تم نے انسانوں میں کس کس قدر عیب پائے؟ اس نے کہا "شمار سے بھی زیادہ" اور میں نے اٹھارہ ہزار عیب شمار کیے ہیں اور ایک ایسی خصلت ہے کہ اگر آدمی اسے استعمال کرے تو وہ تمام عیبوں کو چھپا لے اور وہ زبان کی حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے اور اپنی مرضی کے کاموں کی توفیق عطا فرمائے، بے شک وہ جود و کرم والا ہے۔

وعظ و نصیحت

اے بندے! تیرے لیے تیری زندگی سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں اور تو اسے ضائع کر رہا ہے اور شیطان جیسا کوئی دشمن نہیں اور تو اس کی بات مانتا ہے۔ نفس کی

موافقت سے زیادہ کوئی نقصان دہ چیز نہیں اور تو اس سے محبت کرتا ہے۔ سلامتی کے اوقات کے علاوہ کوئی پونجی نہیں اور تو ان میں اسراف کر رہا ہے۔ تیری زندگی کا اچھا حصہ گزر گیا۔ اب بالوں کے سفید ہو جانے کے بعد کیا باقی رہ گیا ہے۔ اے وہ شخص جس کا بدن حاضر اور دل غائب ہے۔ سفیدی کے عیب کا جمع ہونا بھی ایک مصیبت ہے۔ بچپن کا زمانہ اور محبوبوں سے محبت کا زمانہ گزر گیا۔ بالوں کا سفید ہونا واعظ اور جھڑکنے والے کے طور پر کافی ہے۔ اے غافل! یہ سب سے بہتر مناقب ہیں۔ پیچھے لگے ہوئے بہت بڑے خوف سے رونا کہاں گیا۔ کھیل کود میں ضائع کیا گیا وقت کہاں ہے؟ اس میں تو نے انجام کار پر غور کیا۔ قیامت کے دن ان گناہوں پر جو لکھنے والے نے لکھے کس قدر آنسو گریں گے اور جب میں حساب کے لیے کھڑا ہوں گا تو کون میری مدد کرے گا اور مجھ سے کہا جائے گا' واجبات کے سلسلے میں تُو نے کیا کیا؟

تُو کس قدر نجات کی اُمید رکھتا ہے جب کہ کھیل کود کی وجہ سے تُو غافل ہے۔ جب جھوٹے آدمی کے گمان کے مطابق تو آرزوئیں کرتا ہے، موت سخت ہے جس طرح پانی کڑوا محسوس ہو' وہ اپنا پیالہ گھوڑوں کے لشکر کو بھی پلا دیتا ہے۔

اپنے نفس کی نگرانی کرو اور غائب کے آنے کے منتظر رہو وہ غلبہ کے ساتھ آئے گی اور نشانے پر لگنے والا تیر پھینکے گی۔ اے اُمید رکھنے والے کہ تو حادثات سے محفوظ رہے گا تو مکڑی کے جالے کی طرح مکان بناتا ہے۔ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے بلند سواریاں اختیار کیں، لیکن موت نے ان کے لیے راستوں پر چلنا تنگ کر دیا۔ تم تھوڑی مدت کے بعد مصائب کے ساتھی بن جاؤ گے۔ پس غور و فکر کرو اور سوچو اس سے پہلے کہ عجیب و غریب امور آ پہنچیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۳۱

بُرا قاضی

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ۔ (المائدہ: ۴۴)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (حکم) کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (المائدہ: ۴۷)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، وہ فاسق ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (المائدہ: ۴۵)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (حکم) کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، وہ ظالم ہیں۔

امام حاکم نے اپنی صحیح میں اپنی سند سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

لا یقبل اللہ صلاۃ امام حکم بغیر ما انزل اللہ۔ (المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۸۹)

اللہ تعالیٰ ایسے حاکم کی نماز قبول نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کے اتارے گئے قانون کے بغیر فیصلہ کرے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے ہی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا

ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

قاضی تین قسم کے ہیں: ایک قسم کے قاضی جنت میں جائیں گے اور دوسری قسم کے قاضی جہنم میں جائیں گے۔ وہ قاضی جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا' وہ جنت میں جائے گا۔ جس قاضی نے حق کو پہچانا اور جان بوجھ کر زیادتی کی وہ جہنم میں جائے گا اور وہ قاضی جس نے علم کے بغیر فیصلہ کیا وہ بھی جہنم میں جائے گا۔

(المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۹۰)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: جاہل کا کیا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا گناہ یہ ہے کہ اسے جب تک علم حاصل نہ ہوتا قاضی نہیں بننا چاہیے تھا۔

(المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۹۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

من جعل قاضيا فقد ذبح بغير سكين۔ جسے قاضی بنایا گیا' اسے چھری کے بغیر ذبح کیا گیا۔

(المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۹۱)

حضرت قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قاضی کو چاہیے کہ ایک دن فیصلہ کرے اور ایک دن اپنے اُوپر روئے۔

حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن حساب کے لیے سب سے پہلے قاضیوں کو بلایا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا:

قیامت کے دن انصاف کرنے والے قاضی کو لایا جائے گا۔ پس وہ اس کو اس قدر سخت پائے گا کہ تمنا کرے گا کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کا فیصلہ بھی نہ کرتا۔

(المستدرک للحاکم ج ۶ ص ۹۷)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قاضی جہنم میں دور دراز (یعنی) عدن سے بھی زیادہ دُور (کا فاصلہ) گرے گا۔ (کنز العمال ج ٦ ص ٩٦)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:

"ہر حکمران اور قاضی کو قیامت کے دن لا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا پھر اس کا خفیہ نامہ اعمال کھول کر لوگوں کے سامنے پڑھا جائے گا۔ اگر انصاف پر مبنی ہوا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے عدل کی وجہ سے نجات دے گا اور اگر اس کے علاوہ صورت ہوگی تو پل صراط اسے جھاڑ دے گا۔"

اور اب اس کے ایک عضو سے دوسرے عضو تک اس قدر فاصلہ ہو گا (یعنی زیادہ فاصلہ ہو گا) پھر وہ پل اسے جہنم کی طرف تیزی سے کھینچ کر لے جائے گا۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر قاضی بننے اور قتل ہونے کے درمیان مجھے اختیار دیا جائے تو میں قضاء پر قتل ہونے کو ترجیح دوں گا۔

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سب سے زیادہ علم والا شخص وہ ہے جو اس (عہدۂ قضا) سے بھاگتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ حضرت شریح رحمہ اللہ نے عہدہ قضا لیا تو انہوں نے فرمایا کہ کس شخص نے ان کو خراب کیا؟

مالک بن منذر نے حضرت واسع بن محمد رحمہ اللہ کو بصرہ کا قاضی بنانے کے لیے بلایا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ دوبارہ بلایا اور کہا کہ تم ضرور اس منصب پر فائز ہو گئے ورنہ میں تمہاری گردن مار دوں گا۔ انہوں نے فرمایا اگر تم ایسا کرو تو حکمران ہو (کرسکتے ہو) لیکن دنیا کا ذلیل آخرت کے ذلیل سے بہتر ہے۔

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب کوئی حاکم ظلم کرنے کا ارادہ کرے یا اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ کی اس کی مملکت حتی کہ بازاروں، رزق، کھیتی، (جانوروں کے) تھنوں حتی کہ ہر چیز میں نقصان پیدا کر دیتا ہے اور جب وہ بھلائی یا انصاف کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مملکت میں اسی طرح برکت ڈال دیتا ہے۔

حمص کے ایک حکمران نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو لکھا حمد و صلوۃ کے بعد! حمص کا شہر تباہ ہو گیا اور اصلاح کے قابل ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کو جواب میں لکھا کہ اسے عدل کے ذریعے محفوظ رکھو اور اس کے راستوں کو ظلم سے پاک کرو۔ والسلام۔

غصے کی حالت میں قاضی کا فیصلہ کرنا حرام ہے اور جب قاضی کے پاس علم کم ہو، اس کا ارادہ بُرا ہو، اخلاق میں بھلائی نہ ہو، تقویٰ کم ہو تو وہ مکمل طور پر ناقص ہے اور اس پر لازم ہے کہ خود بخود اس عہدے سے معزول ہو جائے اور جلد از جلد جان چھڑائے......

ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت اور اس عمل کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس پر راضی ہے، بے شک وہ جواد کریم ہے۔

وعظ و نصیحت

اے وہ شخص! جس کی عمر جب زیادہ ہوتی ہے تو کم ہی ہوتی ہے۔ اے وہ جو موت سے بے خوف ہے اور وہ تمہارا پیچھا کر رہی ہے۔ اے دنیا کی طرف مائل! کیا تو نقصان سے محفوظ ہے؟ اے عمر میں بڑھنے والے! کیا تو نے فرض (کی ادائیگی) میں جلدی کی؟

اے وہ شخص جو ہدایت کے راستوں پر ترقی کرتا ہے، پھر خواہشات سامنے آتی ہیں تو اوندھا ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن جب تمام واقعات سامنے پھیلائے جائیں گے تو کون تیرا مددگار ہوگا؟ اس نفس پر تعجب ہے جو رات کو مطمئن ہو کر سویا اور قیامت کے دن واقع ہونے والے خطرناک اُمور کو بھول گیا۔ جب وعظ اسے کھٹکھٹاتے ہیں تو ان کی طرف کان لگاتا ہے پھر یہ جھڑکنے والے اُمور ضائع ہو کر واپس لوٹتے ہیں اور نفس کل (قیامت کے دن) کریم ذات کے کرم کی طمع میں ہیں اور کسی حال میں بھی فرمانبرداری نہیں کرتے۔ قدم مختلف راستوں میں خواہش کی وسعتوں میں ہیں جب کہ ہدایت کے وسیع راستے واضح ہو گئے۔ ہمتیں اور ارادے خواہش کی شاہراہوں پر جھگڑتے ہیں اور عقل کے مواعظ نفع نہیں دیتے۔ دل جب منع کرنے والے، جھڑکنے

والے اُمور سے بھر جاتے ہیں تو ان میں توبہ پوشیدہ ہوتی ہے، پھر حرام کام کی طرف مسلسل رجوع کرتے ہیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۳۲

حاکموں کا رشوت لینا

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ: ۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر نہ کھاؤ اور ان کو حاکموں کی طرف نہ لے جاؤ کہ تم لوگوں کے مالوں سے کچھ گناہ کے ذریعے کھاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

یعنی اپنے مال حاکموں کے پاس لے جا کر ان کو رشوت کے طور پر نہ دو کہ وہ دوسرے کا حق تمہیں دیں حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کرنے میں رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۸۰، جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۵۹)

اس حدیث کو حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم الراشی والمرتشی۔	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۸۰، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵۹)

علماء کرام فرماتے ہیں راشی رشوت دینے والا ہے اور مرتشی وہ ہے جو رشوت لیتا ہے۔ رشوت دینے والا اس وقت لعنت کا مستحق ہو گا جب اس سے اس کا مقصد کسی مسلمان کو اذیت پہنچانا یا اس کے ذریعے وہ چیز حاصل کرنا مقصود ہو جس کا وہ مستحق نہیں۔

لیکن اپنے حق تک پہنچنے کے لیے یا اپنے آپ سے ظلم کو دور کرنے کے لیے کچھ دینا لعنت میں شمار نہیں ہوتا لیکن حاکم کے لیے رشوت ہر حالت میں حرام ہے چاہے اس کے ذریعے حق کو باطل کرے یا ظلم کو دُور کرے۔

ایک دوسری حدیث میں اس طرح مروی ہے کہ "رائش" پر بھی لعنت ہے اور یہ شخص وہ ہے جو ان دونوں کے درمیان کوشش کرتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۱۸۰)
اور اگر یہ نیکی کا ارادہ کرے تو رشوت دینے والے کے تابع ہے یعنی اس پر لعنت نہ ہوگی ورنہ لعنت کا مستحق ہو گا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من شفع لرجل شفاعته فاهدى له هدية فقد اتى بابا كبيرا من ابواب الربا۔	جس شخص نے کس آدمی کی سفارش کی پھر اس کو تحفہ دیا گیا تو وہ سود کے دروازوں میں سے بہت بڑے دروازے سے آیا۔

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۴۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں یہ بات حرام ہے کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت کو پورا کرو پھر وہ تمہیں کوئی ہدیہ دے تو تم اس سے قبول کرلو۔

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے ایک حق کے سلسلے میں ابن زیاد سے گفتگو کی تو اس نے وہ حق لوٹا دیا۔ اب حق دار نے ان کے پاس ایک خدمت گار بھیجا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا اور واپس کر دیا اور فرمایا میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا حق دلائے، پھر وہ (حق والا) اسے کچھ (تحفہ) دے تھوڑا ہو یا زیادہ تو یہ حرام ہے۔ اس شخص نے کہا ہمارا خیال تو یہ تھا کہ حرام وہ رشوت ہے جو فیصلے کے سلسلے میں ہو، انہوں نے فرمایا یہ کفر ہے۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہر بری آزمائش سے ہمیں عفو و عافیت عطا فرمائے۔

حکایت

حضرت امام ابو عمر اوزاعی رحمہ اللہ بیروت میں رہتے تھے۔ ایک عیسائی ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ .علبک کے حاکم نے میرے ایک حق کے سلسلے میں مجھ پر ظلم کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے لکھیں اور وہ شہد کا ایک مٹکا بھی لایا۔ حضرت اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو مٹکا لوٹا دوں اور تمہیں رقعہ لکھ دوں اور اگر چاہوں تو مٹکا لے لوں۔ پھر آپ نے حاکم کی طرف لکھا کہ اس سے خراج چھوڑ دو۔ وہ مٹکا اور خط لے کر حاکم کے پاس گیا اور اسے دے دیا اور اس نے حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ کی سفارش پر تیس درہم چھوڑ دیئے.... اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں کی جماعت میں اٹھائے۔

وعظ و نصیحت

اے اللہ کے بندو! انجام کی فکر کرو، دشوار گزار راستوں سے بچو اور آخرت کے عذاب سے ڈرو، چھیننے والے کے چھیننے کا خوف کرو۔ اللہ کی قسم! وہ طالب بھی ہے اور غالب بھی۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو خواہش کی طلب میں بیٹھتے اٹھتے تھے اور اس گھر کے گرد چکر لگاتے تھے جس سے کوچ کرنا ہے۔ وہ کس قدر کم ٹھہرے اور جہاں انہوں نے ٹھہرنا

ہے، وہ کس قدر پورا ہے جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا' اس پر انہیں اپنی گہری قبروں میں ملامت اور عار کا سامنا کرنا پڑا:

اما واللہ لو علم الانام
لما خلقوا لما ھجعوا وناموا
لقد خلقوا لامر لو راتہ
عیون قلوبھم تاھوا و ھاموا
ممات، ثم قبر، ثم حشر،
و توبیخ و اھوال، عظام
لیوم الحشر قد عملت رجال
فصلوا من مخافتہ و صاموا
و نحن اذا امرنا او نھینا
کاھل الکھف ایقاظ نیام

"سنو! اللہ کی قسم! اگر مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ ان کو کیوں پیدا کیا گیا تو وہ آرام کی نیند نہ سوئیں۔

وہ ایسے کام کے لیے پیدا کیے گئے کہ اگر ان کے دل کی آنکھیں ان کو دیکھ لیں تو وہ آہیں بھریں اور روئیں۔

موت، پھر قبر، پھر حشر، جھڑک اور بہت زیادہ خوفناک مناظر ہیں۔

لوگوں نے یومِ حشر کے لیے عمل کیے اور اس کے خوف سے نماز پڑھی اور روزہ رکھا۔

اور ہمیں جب کسی کام کا حکم دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے تو اصحاب کہف کی طرح ہم جاگتے ہوئے سوئے ہوتے ہیں۔"

گناہ کبیرہ نمبر ۳۴

مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کا انداز اختیار کرنا

صحیح حدیث میں ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء۔

اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی شکل اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر بھی جو عورت کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۷۴)

اور ایک روایت میں ہے:

لعن اللہ الرجلۃ من النساء۔ (کنز العمال جلد ۱۶ ص ۳۸۴)

اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی شکل اختیار کرتی ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے، آپ نے فرمایا:

جو مرد ہیجڑے بنتے ہیں اور وہ عورتیں جو مرد بنتی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۰۲) یعنی جو اپنے لباس اور گفتگو میں مرد کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ المرأۃ تلبس لبسۃ الرجل والرجل یلبس لبسۃ المرأۃ۔

اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں کا لباس پہنتی ہے اور اس مرد پر (لعنت فرمائی) جو عورت کا لباس پہنتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۰۴)

جب کوئی عورت مردوں کا لباس یعنی مردوں کی طرح کی قمیص جس کی پچھلی جانب گریبان ہو نیز تنگ بازو والی آستین وغیرہ پہنے تو وہ لباس میں مردوں کی طرح ہو گئی۔ اب اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت ہے اور اگر اس کا خاوند اس بات پر اسے اختیار دیتا ہے اور اس پر راضی ہے اور اس کو منع نہیں کرتا تو اس پر بھی لعنت ہے کیونکہ اسے حکم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر سیدھا رکھے اور گناہوں سے روکے۔ ارشاد خداوندی ہے:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (سورۃ التحریم: آیت ۶)

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔

یعنی ان کی تربیت کرو، تعلیم دو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دو نیز ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکو جس طرح یہ بات تم پر خود تمہارے اپنے بارے میں واجب ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ الرجل راع فی اھلہ ومسئول عنھم یوم القیامۃ۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۲)

تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور قیامت کے دن اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ھلکت الرجال حین اطاعوا النساء۔

سنو! مرد ہلاک ہوئے جب انہوں نے عورتوں کی اطاعت شروع کر دی۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۴۵)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم! جس دن کوئی شخص عورت کی خواہش کے مطابق اس کی بات ماننا

ہے اللہ تعالیٰ اسے اوندھا کر کے جہنم میں ڈالتا ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

دو قسم کے جہنمیوں کو میں نے دیکھا ایک وہ جماعت جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی دوسروں کی طرف مائل ہوں گی اور ان کو اپنی طرف مائل کریں گی۔ ان کے سر (بالوں کا جوڑا) بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوں گے۔ وہ جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی اگرچہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آئے گی۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۸۲)

لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہوں گی لیکن وہ شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ عورت باریک کپڑا پہنے گی جس سے اس کے بدن کا رنگ نظر آئے گا۔ مائل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ پھیریں گی اور عبادت کی پابندی نہیں کریں گی اور "مائل کرنے والی" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو برے کام سکھائیں گی اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ مونڈھے ہلا ہلا کر نخرے سے چلیں گی یا فاحشہ عورتوں کی طرح کنگھی کریں گی اور دوسروں کو اس طرح کنگھی کروائیں گی اور سر پر بالوں کی چوٹیاں بنا کر یا کپڑے وغیرہ لپیٹ کر سروں کو اونٹوں کی کوہان کی طرح بنائیں گی۔ (جس طرح آج کل عورتیں کرتی ہیں، جوڑے بناتی اور پونیاں وغیرہ لگاتی ہیں)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں حضرت ابن عمر اور عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ ایک عورت آئی جو بکریوں کو چلا رہی تھی اور اپنی کمان کاندھے پر رکھی ہوئی تھی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم مرد ہو یا عورت؟ اس نے کہا عورت ہوں۔ حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی

مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

اور وہ افعال جن کی وجہ سے عورت پر لعنت بھیجی جاتی ہے وہ نقاب کے نیچے سے زینت، سونے اور موتیوں کو ظاہر کرنا اور باہر جاتے وقت خوشبو لگانا، رنگ دار کپڑے، ریشمی لباس، لمبے کپڑے اور ان پر چھوٹی واسکٹ پہننا، آستین کشادہ اور لمبی رکھنا وغیرہ۔ یعنی یہ تمام کام لوگوں کو زینت دکھانے کے لیے کرنا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اور ایسا کرنے والی پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ اب عام عورتوں پر یہ کام غالب آ چکے ہیں۔ اس قسم کی عورتوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو دیکھا کہ وہاں زیادہ عورتیں ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا۔ (المعجم الکبیر جلد اوّل ص۱۲۹) (مطلب یہ ہے کہ عورتوں کا فتنہ سب سے زیادہ نقصان دہ ہے) ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان کے فتنے سے محفوظ رکھے اور اپنے فضل و کرم سے ان (عورتوں) کی اور ہم سب کی اصلاح فرمائے۔ آمین!

وعظ و نصیحت

اے انسان! گویا موت نے تجھ پر اچانک حملہ کیا اور ہجوم کر کے تجھے گزشتہ لوگوں کے ساتھ ملا دیا۔ تجھے تنہائی کے تاریک گھر میں منتقل کر دیا اور وہاں سے فوت شدہ لوگوں کی جماعت کے درمیان ایک خیمہ میں ڈال دیا۔ جو کچھ تو نے جمع کیا اس سے تجھے جُدا کر دیا اور تیرے مال کی کثرت اور خدام کی طاقت تیرے کام نہ آسکی اور تو نے جو کوتاہی کی اس پر تو بہت نادم ہوا۔

اس آنکھ پر تعجب ہے جو سو گئی اور اس کی طالب (موت) نہیں سوتی۔ تجھے جس بات سے ڈرایا جاتا ہے تو اس سے کب پرہیز کرے گا اور اپنے دل میں خوف کی آگ کب جلائے گا؟

کب تک تیری نیکیاں کمزور اور گناہ جدید سے جدید تر ہوتے رہیں گے، کب تک تجھے سخت سے سخت وعظ بھی نہیں جھنجھوڑے گا اور تُو کب تک کاہلی اور سستی کا شکار رہے گا۔ تُو کب اس دن سے ڈرے گا جب جسمانی جلد بولے گی اور شہادت دے گی اور تُو کب فنا ہونے والی (دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی (آخرت) کو اختیار کرے گا اور کب خوف اور امید کی ہوا تجھے وجد کے سمندر میں لے جائے گی، کب وہ وقت آئے گا جب تُو اندھیری رات میں قیام کرے گا۔

کہاں گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنے مولیٰ کے لیے تنہائی اختیار کرلی، تاریک رات میں انہوں نے قیام، رکوع اور سجدہ کیا، سحری کے وقت اپنے رب کے دروازے پر آئے، دن کے وقت روزہ رکھا، صبر کیا اور خوب محنت کی۔ وہ چلے گئے اور تم ان کی جگہ آگئے جو کچھ انہوں نے پایا وہ تجھے نہ ملا تو ان کے بعد باقی رہ گیا اور اس جگہ کو چھوڑ کر ان سے نہ ملا۔

یا نائم اللیل متی ترقد
قم یا حبیبی قد دنا الموعد
من نام حتی ینقضی لیله
لم یبلغ المنزل او یجهد
فقل لذوی الالباب اهل التقی
قنطرة العرض لکم موعد

"اے رات کو سونے والے کب جاگے گا، اے میرے دوست! اٹھ وعدے کا وقت قریب آگیا ہے۔

جو رات بھر سویا رہا وہ منزل تک نہیں پہنچ سکے گا یا مشقت میں پڑے گا۔

پس عقلمند اور متقی لوگوں سے کہو کہ قیامت کا پل تمہارا وعدہ ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۳۴

دیوث اور فتنہ پرور

ارشاد خداوندی ہے:

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (النور: ۳)

زانی مرد نکاح نہ کرے مگر زانیہ عورت یا مشرکہ عورت سے اور زانیہ عورت سے بھی زانی مرد یا مشرک ہی نکاح کرے اور مومن پر یہ (نکاح) حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

ثلاثة لا یدخلون الجنة العاق للوالدین والدیوث ورجلة النساء۔

تین (قسم کے) آدمی جنت میں نہیں جائیں گے، ماں باپ کا نافرمان، دیوث اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں۔

(سنن نسائی جلد اوّل ص ۳۲۷)

امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثة قد حرم الله علیهم الجنة مد من الخمر والعاق لوالدیه والدیوث الذی یقر الخبث فی اهله۔

تین قسموں کے آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کیا، عادی شرابی، ماں باپ کا نافرمان اور دیوث یعنی جو اپنے گھر میں بے حیائی کو برقرار رکھتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۲۷)

اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی پر اندھا اعتماد کرتا ہے۔ (لوگوں کے گھر میں آنے جانے کو اچھا سمجھتا ہے)

حضرت مصنف علی الرحمہ فرماتے ہیں جو شخص اپنی بیوی کے بارے میں بے حیائی کا گمان رکھتا ہے اور اس کی محبت کی وجہ سے اس بات سے غفلت برتتا ہے یا اس عورت کا اس پر قرض ہے اور وہ عاجز ہے یا بھاری مہر ہے یا چھوٹے بچے ہیں اور وہ اسے قاضی کے پاس لے جا کر ان بچوں کا حق مانگے گی تو وہ شخص کمینہ ہے جو اس خرابی کو نظر انداز کرتا ہے اور جس شخص میں غیرت نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

وعظ و نصیحت

اے فانی خواہشات میں مشغول شخص! آنے والی موت کے لیے کب تیار ہو گا اور کب گزشتہ قافلوں کے ساتھ ملنے کی تیاری کرے گا؟ کیا تُو باقی رہنے کی طمع کرتا ہے حالانکہ تُو ان سے ملنے کے لیے حالت رہن میں ہے۔ افسوس ہے! لذتوں کی امید رکھنے والے لذتوں کو لے جانے والی (موت) سے ڈر اس کے فریبوں سے بچ جو سانسوں اور وقت کی ساعتوں میں پوشیدہ ہیں۔

یا حسرة العاصین یوم معادهم
لو انهم سبقوا الی الجنات
لو لم یکن الا الحیاء من الذی
ستر العیوب لاکثروا الحسرات
تمضی حلاوة ما اخفیت و بعدها
تبقی علیک مرارة التبعات

"اے حسرتِ گناہ گاران بروز قیامت، کاش وہ جنات کی طرف سبقت کرتے۔

اگر اس ذات سے حیا نہ ہوتا جو عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے تو وہ بہت زیادہ

افسوس کرتے۔

جو کچھ تُو نے دل میں چھپایا اس کا مٹھاس چلا گیا اور جو کچھ تیرے ذمہ ہے اس کی کڑواہٹ باقی ہے۔"

اے وہ شخص جس کا نامۂ اعمال گناہوں سے ڈھانپا ہوا ہے اور گناہوں کی کثرت کے باعث تمہارا (نیکیوں کا) پلڑا ہلکا ہوگیا کیا تو نے کئی دلہنوں کو نہیں دیکھا کہ ان کی شبِ زفاف قبر میں آئی۔ کیا تُو نے خوشحال لوگوں کے جسموں کو نہیں دیکھا کہ وہ کفنوں میں لپیٹ دیئے گئے اور تُو ماؤں کے پیٹوں میں جسموں کی حالت سے آگاہ نہیں۔ اے ست انسان! تُو اپنے نفس کو چھٹکارا دینے کے لیے کب بیدار ہوگا اور کب تُو دوسرے کے مٹ جانے والے صحن سے عبرت حاصل کرے گا؟ بہادر گھڑسوار کسریٰ بادشاہ کہاں گئے؟ لونڈیوں، ہرنیوں اور نیل گائے سے عیش و عشرت اختیار کرنے والے کہاں ہیں؟ تیوری چڑھانے والے متکبر کہاں گئے؟ وسیع محلات کے عادی کہاں ہیں؟ تنگ قبروں میں بند کر دیئے گئے، اپنے کپڑوں میں تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ مٹی (قبر) میں لباس سے خالی ہیں۔ اپنی امید اور گھروالوں کی وجہ سے اپنی اجل سے غافل شخص کہاں ہیں؟ اچک کر لے جانے والوں کے ہاتھ اسے لے گئے، مال جمع کرنے والا کہاں ہے؟ جو کچھ جمع کیا وہ بھی اور جمع کرنے والا بھی سب سلب ہوگئے، جو شخص دنیا کے مکرو فریب سے آگاہ ہو اس پر لازم ہے کہ وہ دنیا کو چھوڑ دے، اور جس کا نفس جاہل ہے اسے چاہیے کہ اس کو جھڑک دے اور جس کا جانا ثابت ہے اسے اس کو یاد کرنا چاہیے اور جسے نعمتوں کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا وہ ان پر شکر ادا کرے اور جس کو سلامتی کے گھر (جنّت) کی طرف بلایا گیا وہ وہاں کی طرف کی حاضری کے لیے خواہشات کے جنگلوں سے آگے نکل جائے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۳۵

حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا

صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ان (دونوں) پر لعنت بھیجی ہے۔[1] حضرت امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل ہے۔ ان میں حضرت عمر بن خطاب، عثمان بن عفان اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ اس حدیث کو حضرت امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام نسائی نے اپنی سنن میں بھی صحیح سند سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلالہ کرنے والے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: نہیں مگر نکاح میں رغبت ہو نہ تو دھوکے والا نکاح ہو اور نہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے مذاق کیا جائے، یہاں تک کہ وہ مرد اس عورت کا ذائقہ چکھے۔ (المعجم الکبیر جلد ۱۱ ص ۲۲۶) (یعنی دوسرا خاوند جماع کرے پھر طلاق دے) اس کو ابو اسحاق جوزجانی نے روایت کیا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی اکرم صلی

---

[1] سنن ابوداؤد جلد اوّل ص ۲۹۱، جامع ترمذی۔

(نوٹ) جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے، اکٹھی تین دے یا متفرق، تو اب وہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا ہاں اس کا نکاح کسی اور شخص سے ہو اور وہ حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد اپنی مرضی سے اسے طلاق دے تو پہلا خاوند اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہ عمل حلالہ کہلاتا ہے۔ یہ جائز صورت ہے لیکن دوسرے آدمی سے نکاح کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ تم اسے طلاق دے دینا تاکہ پہلے شخص سے اس کا نکاح کرایا جائے تو یہ صورت اس حدیث میں بیان ہوئی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی نکاح ہو جاتا ہے لیکن گناہ گار ہوں گے۔ مزید تفصیل راقم کی تالیف "تحقیق حلالہ" میں دیکھیں، ۱۲ ہزاروی۔

زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ نکاح صحیح ہو گا۔

اور اگر اسی طرح عقد کیا لیکن عقد میں اس بات کی شرط نہیں رکھی اور نہ اس نے قبول کی تو عقد فاسد نہیں ہو گا اور اگر اس سے نکاح کیا کہ جب وہ اس کو حلال کر دے گا (جماع کر لے گا) تو طلاق دے دے گا تو اس میں دو قول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ نکاح باطل ہو جائے گا اور باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی شرط ہے جس کو صحیح قرار دینے کی صورت میں نکاح دائمی نہیں رہتا تو یہ وقت مقررہ کے لیے نکاح کرنے کے مشابہ ہے۔

دوسرے قول کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط فاسد ہے جو عقد کے ساتھ مل گئی پس عقد نکاح باطل نہیں ہو گا جس طرح کوئی شخص اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اس کی موجودگی میں دوسری عورت سے شادی نہیں کرے گا یا یہ کہ وہ اسے سفر پر نہیں لے جائے گا۔ (تو اس سے عقد باطل نہیں ہوتا)[1] ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی نافرمانی سے ہمیں محفوظ رکھے۔ بے شک وہ صاحب جود و کرم ہے اور بخشنے والا مہربان ہے۔

نصیحت

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اچھا اجر عطا فرمائے جنہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا اس سے پہلے کہ وہ ان کو چھوڑے اور انہوں نے اس دنیا کے اندھیرے سے بھاگتے ہوئے اس سے اپنے دلوں کو نکال لیا۔ انہوں نے سلامتی کے دنوں کو حاصل کر کے مال غنیمت حاصل کیا۔ اپنے مولا کے کلام سے لذت حاصل کر کے اس کے حکم کے سامنے گردن جھکائی اور سلامتی حاصل کی۔ اس کے عطیات کو شکر اور اطاعت کے ساتھ حاصل کیا اس کی

---

[1] حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ شرط فاسد سے نکاح فاسد نہیں ہوتا لہٰذا اگر کوئی شخص حلالہ کی شرط پر نکاح کرے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور شرط باطل ہو جائے گی۔ ۱۲ ہزاروی۔

فرمانبرداری کرتے ہوئے دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیا۔
وہ لوگ مخلوق سے بھاگ کر اپنے رب کی طرف چلے گئے اور اس کی اطاعت کو اس طرح ترجیح دی جس طرح علم اور سمجھ والے لوگ ترجیح دیتے ہیں۔ وہ راضی ہوئے اور جس پریشانی میں مبتلا ہوئے اس کا ذکر نہ کیا۔ انہوں نے اپنے نفس بیچ دیئے تو انہوں نے کیا ہی اچھا سودا کیا۔
انہوں نے اپنی روح کو اس کے سپرد کر کے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے اس کی اطاعت کی جس کے لیے ان کے سینے کشادہ تھے۔ انہوں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو دیکھا کہ دروازہ کھلا ہے۔ وہ روئے تو پلکیں آنسوؤں سے زخمی ہو گئیں۔ وہ سحری کے وقت اس شخص کی طرح (عبادت کے لیے) کھڑے ہوئے جس طرح رونے والا شخص کھڑا ہوتا ہے۔ انہوں نے اونی لباس سے صبر کرتے ہوئے ٹاٹ کا لباس پہنا۔ انہوں نے اپنے نفس کو راضی رکھا تو جس کی مذمت کی جاتی تھی وہ ممدوح قرار پایا تم ان کو ان کی پیشانیوں سے پہچانو گے جن پر سچائی کے آثار چمکتے ہیں' ان کی تعریف کی خوشبو جگہ جگہ مہکتی ہے لیکن دوسروں کے لیے وہ اجنبی ہیں اس لیے وہ ان کی خوشبو محسوس نہیں کرتے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۳۶

پیشاب سے نہ بچنا اور یہ عیسائیوں کی نشانی ہے

ارشاد خداوندی ہے:

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔ (المدثر: ۴) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ان میں سے

ایک چغلی کھاتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ یہ حدیث صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں ہے۔ (صحیح بخاری جلد اوّل ص ۳۴)

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

استنزھوا من البول فان عامة عذاب القبر منه۔

پیشاب سے بچو عام طور پر عذاب قبر اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(سنن دار قطنی جلد اوّل ص ۱۶۸)

پھر جو شخص اپنے بدن اور کپڑوں کو پیشاب سے نہیں بچاتا اس کی نماز مقبول نہیں۔ (یعنی ادا ہی نہیں ہوتی) حافظ ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے "حلیتہ الاولیا" میں شفی بن ماتع اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

چار قسم کے آدمی کی گندگی سے جہنم والوں کو بھی اذیت پہنچے گی وہ کھولتے پانی اور جہنم کے درمیان دوڑتے ہوں گے اور "ہائے ہلاکت ہائے تباہی" پکارتے ہوں گے جہنمی ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔ ان لوگوں کی کیا حالت ہے کہ انہوں نے اپنی اذیت اور نجاست سے ہمیں بھی اذیت میں مبتلا کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے ایک شخص کو انگاروں کے تابوت کا طوق ڈالا گیا ہو گا دوسرا اپنی آنتیں کھینچ رہا ہو گا تیسرے آدمی کے منہ سے پیپ اور خون نکل رہا ہو گا اور چوتھا شخص اپنا گوشت کھا رہا ہو گا۔

تابوت والے سے پوچھا جائے گا کہ تم جو اس قدر رحمت خداوندی سے دور ہو تو تمہیں کیا ہوا کہ تمہاری اذیت سے ہم بھی اذیت میں مبتلا ہیں؟ وہ کہے کہ میں اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوا کہ میرے ذمہ لوگوں کے مال تھے پھر اس سے پوچھا جائے گا جو اپنی آنتیں کھینچ رہا ہے کہ تمہیں کیا ہوا تمہاری وجہ سے ہم بھی تکلیف میں ہیں۔ وہ کہے گا کہ میرے جسم پر جہاں بھی پیشاب لگتا مجھے اس کی پروانہ ہوتی۔ اور میں اسے نہ دھوتا جس کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہو گا اس سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کیا ہوا تیری نجاست ہمارے لیے اذیت کا باعث ہے؟ وہ کہے گا کہ میں ہر بری بات سے لذت حاصل

کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگوں کے گوشت کھاتا تھا یعنی چغل خور تھا پھر وہ جو اپنا گوشت کھاتا ہوگا اس سے سوال ہوگا کہ تجھے کیا ہوا تیری وجہ سے ہم بھی تکلیف میں ہیں۔ وہ کہے گا کہ رحمت خداوندی سے میری دوری لوگوں کا گوشت کھانے یعنی غیبت کرنے کی وجہ سے ہے۔ (المعجم الکبیر جلد ۷ ص ۳۱۱)

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، بے شک وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

وعظ و نصیحت

اے بندگانِ خدا! ان لوگوں کے گرنے (اور مرنے) کی جگہوں کو دیکھو جو تم سے پہلے گزر گئے ان کے انجام دیکھو کہ وہ کہاں چلے گئے اور جان لو کہ وہ اِدھر اُدھر منتشر ہوئے اور بکھر گئے۔ نیکوکار نیک بخت ہوئے اور برائی کرنے والے بدبخت ہوئے۔ اپنے نفس کو دیکھو اس سے پہلے کہ تمہیں وہ چیز پہنچے جو ان کو پہنچی۔

والمرء مثل هلال عند مطلعه
يبدو ضئيلا لطيفا ثم يتسق
يزداد حتى اذا ماتم اعقبه
كر الجديدين نقصا ثم يمتحق
كان الشباب رداء قد بهجت به
فقد تطاير منه للبلا خرق
عجبت والدهر لا تفنى عجائبه
من راكنين الى الدنيا وقد صدقوا
وطالما نغصت بالفجع صاحبها
بطارق الفجع والتنغيص قد طرقوا
دار لعهد بها الاجال مهلكة

وذو التجارب فيها خائف فرق
يا للرجال لمخدوع بباطلها
بعد البيان و مغرور بها يثق
اقول والنفس تدعوني لزخرفها
اين الملوك ملوك الناس والسوق
اين الذين الى لذاتها جنحوا
قد كان قبلهم عيش و مرتفق
امست مساكنهم قفرا معطلة
كانهم لم يكونوا قبلها خلقوا
يا اهل لذة دار لا بقاء لها
ان اغترارا بظل زائل حمق

"انسان پیدا ہوتے وقت ابتدائی چاند کی طرح ہوتا ہے جو کمزور اور لطیف ہوتا ہے پھر پورا ہو جاتا ہے۔

وہ بڑھتا ہے حتیٰ کہ جب وہ پورا ہو جاتا ہے تو کم ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ مٹ جاتا ہے۔

گویا جوانی ایک چادر ہے جب تم اس پر خوش ہوئے تو وہ پرانی ہونے کی وجہ سے جگہ جگہ سے پھٹ گئی۔

تم تعجب کر رہے ہو اور زمانے کے عجائب ان لوگوں سے فنا نہیں ہوتے جو دنیا کی طرف جھک گئے اور تحقیق انہوں نے سچ کہا۔

کتنی مرتبہ دردمند کی زندگی بدمزہ ہو گئی کیونکہ تکلیف رات کو اتری اور وہ بدمزگی میں پہنچ گئے۔

یہ ایک ایسا مکان ہے کہ موت کے اوقات کے ہلاکت کا عہد کیا اور تجربہ کار لوگ اس میں خوفزدہ سہمے ہوئے ہیں۔

ان لوگوں پر افسوس جو اس کے باطل سے دھوکے میں ہیں حالانکہ

بیان ہو چکا اور جو اس کے دھوکے میں ہیں وہ یقین کیے بیٹھے ہیں۔

میں کہتا ہوں بادشاہ، لوگوں کے بادشاہ اور بازار کہاں گئے لیکن نفس مجھے اپنی من گھڑت باتوں کی طرف بلاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو لذتوں کی طرف جھک گئے تھے وہ کہاں ہیں؟ ان سے پہلے بھی عیش اور نفع اندوزی تھی۔

ان کے گھر خالی اور معطل ہو گئے گویا اس سے پہلے وہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

اے اس گھر سے لذت حاصل کرنے والو جو باقی رہنے والا نہیں، زائل ہونے والے سائے کے دھوکے میں آنا بے وقوفی ہے۔"

گناہ کبیرہ نمبر ۳۷

ریاکاری

اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (النساء: ۱۴۲)

لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ○ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○ (الماعون: ۴-۷)

پس ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں وہ جو (اپنا عمل) دکھاتے ہیں اور معمولی چیزیں بھی (ایک دوسرے کو) نہیں دیتے۔

ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا

اے ایمان والو! اپنے صدقات احسان

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ۔
(البقرہ: ۲۶۴)

جتاتے ہوئے اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔
(الکہف: ۱۱۰)

پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھے اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

مطلب یہ کہ لوگوں کو دکھانے کے لیے عبادت نہ کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوا۔ اسے لایا جائے گا اور اسے نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی تو وہ پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تُو نے اس میں کیا عمل کیا۔ (یعنی میں نے تجھے نعمتیں دیں تو تُو نے کیا عمل کیا) وہ کہے گا، میں تیرے راستے میں لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے یہ کام اس لیے کیا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اس کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک دوسرا شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کا مال دیا ہو گا، اسے لا کر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی تو اسے یاد آ جائیں گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا (تیرے راستے میں) جس جگہ بھی خرچ کیا جا سکتا تھا میں نے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو نے یہ عمل اس لیے کیا تا کہ کہا جائے کہ یہ شخص سخی ہے اور وہ کہا گیا۔ پھر حکم دے گا تو اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر لاتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک اور شخص نے علم حاصل کیا اور سکھایا ہو گا اور قرآن مجید پڑھا ہو گا۔ اسے لا کر نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی (کہ ہم نے تمہیں فلاں فلاں نعمت دی) وہ اعتراف کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو

نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا اور سکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، تم نے اس لیے سیکھا کہ لوگ کہیں یہ عالم ہے اور اس لیے قرأت کی کہ لوگ تجھے قاری کہیں پھر اسے منہ کے بل لاتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۰۴)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سمع سمع اللہ بہ ومن یرائی یرائی بہ۔ (مسند امام بن حنبل جلد ۵ ص ۴۵)

جو شخص شہرت حاصل کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ اسے شہرت دے دیتا ہے اور جو شخص دکھاوا کرے اللہ تعالیٰ اسے دکھا دیتا ہے۔

خطابی فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص خالص نیت کے بغیر عمل کرے وہ لوگوں کو دکھانا اور سنانا چاہتا ہے تو اسے اس کا بدلہ یوں دیتا ہے کہ اسے مشہور کر کے ذلیل کرتا ہے اور جو کچھ وہ چھپانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الیسیر من الریاء شرک۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵)

تھوڑا ریاء بھی شرک ہے۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر۔

مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ریاکاری ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو تم اپنے اعمال دکھاتے تھے پس دیکھو کیا ان کے پاس بدلہ پاتے ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۶)

ارشاد خداوندی ہے:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ

اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے وہ

يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ. کچھ ظاہر ہوا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔

(الزمر: ۴۷)

اس آیت کے حوالے سے کہا گیا کہ وہ لوگ ایسے اعمال کرتے تھے جن کو دنیا میں نیکیاں خیال کرتے تھے لیکن قیامت کے دن ان کے لیے وہ اعمال گناہوں کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور بعض بزرگ جب یہ آیت تلاوت کرتے تو فرماتے، ریاکاروں کے لیے خرابی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ریاکار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے ریاکار! اے دھوکہ باز! اے نافرمان اور اے نقصان اٹھانے والے! جاؤ اور اس سے اپنا اجر وصول کرو جس کے لیے تم نے عمل کیا ہمارے پاس تمہارے لیے کوئی اجر نہیں۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ریاکار چاہتا ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر غالب آجائے کہ یہ برا آدمی ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے نیک کہیں اور وہ کیسے کہیں گے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ردی لوگوں کے جگہ پر اتر چکا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ مومنوں کے دل اسے جانتے ہوں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب بندہ ریاکاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کی طرف دیکھو یہ مجھ سے کس طرح مذاق کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی گردن جھکا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا اے گردن (جھکانے) والے اپنی گردن اوپر اٹھاؤ خشوع گردن میں نہیں بلکہ خشوع دل میں ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک شخص کے پاس تشریف لائے وہ حالات سجدہ میں رو رہا تھا اور دعا مانگ رہا تھا۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا تم یہ کام یہاں کر رہے ہو اگر یہ طریقہ گھر میں اختیار کرتے تو بہتر تھا۔

حضرت محمد بن مبارک الصوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، رات کے وقت خاموشی اختیار کرنا دن کے وقت خاموشی اختیار کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ دن کے وقت خاموشی

مخلوق کے لیے ہے اور رات کی خاموشی تمام جہانوں کے پروردگار کے لیے ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ریاکار کی تین علامات ہیں جب تنہا ہو تو سستی اختیار کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے چست و چالاک ہوتا ہے۔ جب اس کی تعریف کی جائے تو زیادہ کام کرتا ہے اور جب مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگوں کے لیے عمل کو چھوڑنا ریا ہے اور لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے، اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں باتوں سے بچائے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اعمال، اقوال اور حرکات و سکنات میں اس کی مدد اور اخلاص کا سوال کرتے ہیں وہ جود و کرم کا مالک ہے۔

وعظ و نصیحت

اے بندگانِ خدا! تمہارے دن تھوڑے اور تمہارے مواعظ ہلاک کرنے والے نہیں۔ پہلے لوگ پچھلوں کو خبریں اور غافل، قافلہ کی روانگی سے پہلے بیدار ہو۔ اے وہ شخص! جو یقین رکھتا ہے کہ کوچ کرنے میں کوئی شک نہیں، نیز اس کے پاس نہ زاد راہ ہے اور نہ ہی سواری۔ اے وہ شخص! جو خواہش کے بھنور میں پھنسا ہوا ہے کب ساحل کی طرف جائے گا، کیا تو گہری نیند سے بیدار ہوگیا اور وعظ کی مجلس میں ایسے دل کے ساتھ حاضر ہوا جو غافل نہیں ہے اور رات کو عقلمند کی طرح قیام کیا اور تو نے اپنے آنسوؤں سے پیغام کی سطور لکھی ہیں۔

ان کے ذریعے تُو ندامت اور وسائل کی سانسوں کو چھپاتا ہے اور ان کو تُو نے بہنے والے خون کی کشتی میں بھیجا شاید تو تیر کر ساحل پر پہنچ جائے۔ ہائے افسوس! اس شخص پر جو دھوکے میں مبتلا، جاہل اور بے خبر ہے۔ وہ بڑھاپے کے بعد گناہوں کے بوجھ سے بھاری ہوگیا، فراغت کا وقت ضائع کردیا اور اسے جاہلوں کی طرح خرچ کیا۔ خواہش

کی سواری کی طرف مائل ہوا۔

جو عمارت بناتا ہے اور پناہ گاہوں کو مضبوط کرتا ہے جبکہ قبر کی یاد سے غافل ہے، اس کے باوجود عقلمند ہونے کا دعویٰ ہے۔ قسم بخدا! جوانمرد اعلیٰ منازل کی طرف اس سے آگے نکل گئے اور وہ عمل کرنے والے کی طرح کامیابی کے ساتھ جوانمردی کی امید رکھتا ہے۔ افسوس وہ طاقت کے باوجود کامیاب نہ ہوا۔

ایها المعجب فخرا بمقاصیر البیوت
انما الدنیا محل لقیام و قنوت
فغدا تنزل بیتا ضیقا بعد النحوت
بین اقوام سکوت ناطقات فی الصموت
فارض فی الدنیا بثو ب ومن العیش بقوت
واتخذ بیتا ضعیفا مثل بیت العنکبوت
ثم قل یا نفس هذا بیت مثواک فموتی

”اے محلات پر فخر کرتے ہوئے اترانے والے! دنیا عبادت و اطاعت کے لیے ٹھہرنے کی جگہ ہے، کل تو بے آبرو ہو کر تنگ گھر میں جائے گا جہاں خاموشی ہی خاموشی ہو گی۔ پس تو دنیا میں لباس اور قوت لایموت پر راضی ہو جا اور اپنا گھر مکڑی کے جالے کی طرح کمزور بنا پھر (اپنے نفس سے) کہو اے نفس! یہ گھر تیرا ٹھکانہ ہے پھر موت ہے۔“

گناہ کبیرہ نمبر ۳۸

دنیا کے لیے حصولِ علم نیز علم کو چھپانا

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ (الفاطر: ۲۸)

بے شک اللہ تعالیٰ سے اہلِ علم ہی ڈرتے ہیں۔

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ میری مخلوق میں سے وہی لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں جو میری جبروت، عزت اور سلطانی کا علم رکھتے ہیں۔

حضرت مجاہد اور امام شعبی رحمہما اللہ فرماتے ہیں: عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ حضرت ربیع بن انس رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۔ (البقرہ: ۱۵۹)

بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ان روشن نشانیوں اور ہدایت کو جو ہم نے اتاری اس کے بعد کہ ہم نے اسے کتاب میں واضح طور پر بیان کر دیا تو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اور لعنت بھیجنے والے بھی۔

یہ آیت علمائے یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ "بالبینات" سے مراد رجم کرنا حدود اور احکام کا نفاذ ہے۔ "الھدی" سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم اور آپ کی صفات ہیں۔ "من بعد ما بینہ للناس "لوگوں سے بنی اسرائیل مراد

ہیں- "فی الکتاب" یعنی تورات میں- "اولئک" سے وہ لوگ مراد ہیں جو چھپاتے ہیں- "یلعنهم الله و یلعنهم اللعنون" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جنوں اور انسانوں کے علاوہ ہر چیز ان پر لعنت بھیجتی ہے-

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں میں سے جو دو شخص آپس میں لعن طعن کرتے ہیں تو یہ لعنت یہود و نصاریٰ کی طرف لوٹتی ہے- جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و سلم کی نبوت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و سلم کے اوصاف کو چھپایا-

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ- (آل عمران: ۱۸۷)

اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ لیا جن کو کتاب دی گئی کہ وہ اسے ضرور بہ ضرور لوگوں کے لیے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں پس انہوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے تھوڑی قیمت لی پس کیا ہی بُری چیز جو وہ لیتے ہیں-

حضرت واحدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مدینہ طیبہ کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی- اللہ تعالیٰ نے ان سے تورات میں وعدہ لیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی شان آپ کی نعت اور بعثت کو بیان کریں گے اور اسے نہیں چھپائیں گے جیسے ارشاد فرمایا لتبیننه للناس ولا تکتمونه-

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے علمائے یہود سے یہ وعدہ لیا کہ جو کچھ ان کی کتابوں میں ہے، اسے لوگوں کے لیے بیان کریں اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کا ذکر بھی تھا-

فنبذوه وراء ظهورهم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: انہوں نے اس وعدہ کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور واشتروا به ثمنا قلیلا یعنی وہ اپنے

علم میں حاصل مقام کو کمینگی کے طور پر استعمال کر کے جو کچھ لیتے ہیں (وہ بہت تھوڑا مال ہے) فبئس ما یشترون حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ان کا سودا بہت بُرا اور نقصان دہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے ایسا علم جس کے ذریعے رضائے الٰہی کا حصول مطلوب ہوتا ہے، دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھا تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ یہ حدیث امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۱۵۷، مسند امام بن حنبل جلد ۲ ص ۳۳۸)

اور اس سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت گزر چکی ہے کہ تین آدمیوں کو اوندھا کر کے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس سے کہا جائے گا کہ تم نے اس لیے علم حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور وہ کہا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من ابتغی العلم لیباھی بہ العلماء او لیماری بہ السفھاء او تقبل افئدۃ الناس الیہ فالی النار۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۹۰)

جو شخص اس لیے علم حاصل کرے کہ اس کے ذریعے علماء پر فخر کرے یا بیوقوف لوگوں سے جھگڑا کرے یا لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو وہ جہنم کی طرف جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ اس حدیث کو حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من سئل عن علم فکتمہ الجم یوم القیامہ بلجام من نار۔ (الترغیب والترہیب جلد اول ص ۱۲۱)

جس شخص سے کوئی علمی بات پوچھی گئی پس اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اُسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی:

اعوذبک من علم لا ینفع۔ یا اللہ! میں غیر نفع بخش علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (الترغیب والترہیب جلد اوّل ص ۱۲۴)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

من تعلم علما لم یعمل بہ لم یزدہ العلم الا کبرا۔[1] جو شخص علم حاصل کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے تو یہ علم محض اس کے تکبر کو بڑھائے گا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن برے عالم کو لا کر جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ اپنی آنتوں کے گرد اس طرح چکر کاٹے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ اس سے پوچھا جائے گا تمہیں یہ سزا کس وجہ سے دی گئی ہم نے تو ہدایت پائی۔ وہ کہے گا میں جس بات سے تمہیں روکتا تھا اس میں تمہارے خلاف چلتا تھا۔ (الدر المنثور جلد اوّل ص ۶۵)

حضرت ھلال بن علاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، علم کی طلب سخت ہے اس کی حفاظت اس سے بھی زیادہ سخت ہے اور اس پر عمل یاد رکھنے سے بھی زیادہ سخت ہے اور اس میں سلامتی عمل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہر مصیبت سے سلامتی عطا فرمائے اور جس عمل کو وہ پسند کرتا اور اس پر راضی ہے اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ بے شک وہ جود و کرم کا مالک ہے۔

وعظ و نصیحت

اے انسان! تُو کب انجام کار کو یاد کرے گا، ان محلات کو چھوڑ کر کجاوے میں کب جائے گا، اپنی عمارتوں کے گرد کب تک چکر کاٹتا رہے گا۔ تجھ سے پہلے جو لوگ ان

[1] اس مضمون کی حدیث کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۹۳ پر ہے۔

مکانات اور محلات میں تھے وہ کہاں گئے؟ جو شخص اپنی بری سوچ کی وجہ سے سمجھتا تھا کہ واپس نہیں جائے گا وہ کہاں ہے؟ اللہ کی قسم! سب کے سب قبروں میں جا جمع ہوئے اور انہوں نے صور پھونکنے تک سخت بچھونا اختیار کیا جب وہ (قیامت کے دن) فیصلے کے لیے اٹھیں گے اور آسمان ریزہ ریزہ ہو چکا ہوگا، پوشیدہ پردے ہٹ چکے ہوں گے، عجیب و غریب قسم کے کام ظاہر ہوں گے جو کچھ سینوں میں چھپا ہے باہر آ جائے گا۔ پل صراط نصب کیا جائے گا تو کتنے ہی قدم پھسلنے والے ہوں گے اور پل صراط پر لوہے کے آنکڑے (کنڈے) لگائے جائیں گے تاکہ ہر مغرور شخص کو پکڑیں۔ یقین و ایمان والوں کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور وہ ایسی تجارت کے ساتھ لوٹیں گے جس میں کوئی نقصان نہیں اور نافرمان لوگ ہائے ہلاکت، ہائے ہلاکت پکاریں گے اور آگ کو لگامیں ڈال کر لایا جائے گا اور وہ جوش مار رہی ہوگی جب ان کو اس میں ڈالا جائے گا تو وہ اس کے لیے گدھے کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ جو شخص قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ دنیا میں خوش نہیں رہتا بلکہ دنیا کے ساتھ وہ خوش ہوتا ہے جو بہت زیادہ جاہل یا منکر ہے۔

انما الدنیا متاع کل ما فیھا غرور

فتذکر ھول یوم السماء فیہ تمور

"دنیا تو صرف برتنے کا سامان ہے۔ اس میں جو کچھ ہے دھوکہ ہے۔
بس اس دن کے ہولناک منظر کو یاد رکھ۔ جس دن آسمان بھی بکھر جائیں گے۔"

گناہ کبیرہ نمبر ۳۹

خیانت کرنا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم جانتے ہو۔

(الانفال: ۲۷)

واحدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو قریظہ کی طرف اس وقت بھیجا جب آپ نے ان کا محاصرہ کیا اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے گھر والے اور بچے ان لوگوں میں پھنسے ہوئے تھے، انہوں نے کہا اے ابولبابہ! اگر ہم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے پر باہر آ جائیں تو آپ کا کیا خیال ہے، ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن کی طرف اشارہ فرمایا کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا لہٰذا ان کا فیصلہ قبول نہ کرنا تو یہ ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت تھی۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے قدم اس جگہ سے ہٹے نہ تھے کہ میں سمجھ گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے اور یہ ارشاد خداوندی "وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون" یہ نہی پر عطف ہے یعنی اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

امانتوں سے مراد وہ اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بطور امانت ہم پر لازم کیے ہیں اور وہ فرائض ہیں، پس ان کو نہ توڑو۔

کلبی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت کا

مطلب ان کی نافرمانی ہے اور امانت میں خیانت کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر جو کچھ فرض کیا ہے، ہر شخص کے پاس وہ امانت ہے، اگر چاہے تو اس میں خیانت کرے اور چاہے تو ادا کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔

اور ارشاد خداوندی "وانتم تعلمون" یعنی تم کسی شبہ کے بغیر جانتے ہو کہ یہ امانت ہے.... اور ارشاد خداوندی ہے:

اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ۔ (یوسف: ۵۲)

بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر کو راہ نہیں دیتا۔

یعنی جو شخص اپنی امانت میں خیانت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مکر کو راستہ نہیں دیتا۔ مطلب یہ کہ وہ ہدایت سے محروم ہونے کی وجہ سے بالآخر ذلیل و رُسوا ہوگا۔

احادیث مبارکہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان۔
(مسلم شریف ج ۱ ص ۵۶)

منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے اسے پورا نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

اور آپ نے فرمایا:

لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ۔
(موارد الظمآن ص ۴۲)

جو امانت کا خیال نہیں کرتا اس کا ایمان (کامل) نہیں اور جو وہ وعدہ پورا نہیں کرتا اس کا دین (کامل) نہیں۔

خیانت ہر چیز میں بری ہے، لیکن بعض کاموں کے مقابلے میں دوسرے بعض میں زیادہ بُری ہے جو شخص تمہارے (روپے) پیسے میں خیانت کرتا اور بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرح نہیں جو تیرے اہل و عیال میں خیانت کرتا اور بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

ادالامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک۔
(الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۱ ص ۳۵۴)

جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے تم اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرتا ہے، تم اس سے خیانت نہ کرو۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

یطبع المؤمن علی کل شئ لیس الخیانۃ والکذب۔
(الدر المنثور ج ۳ ص ۲۹۰)

مومن کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر چیز ہو سکتی ہے۔

(یعنی یہ دونوں باتیں فطرت انسانی کے خلاف ہیں لہٰذا یہ بہت بڑے جرم ہیں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ویقول اللہ انا ثالث الشریکین مالم یخن احدھما صاحبہ۔
(السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۶ ص ۷۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں دو شریکوں کا تیسرا ہوں۔ جب تک ان میں سے ایک دوسرے سے خیانت نہ کرے۔

(یعنی جب دو آدمی مل کر کام کریں تو میں ان کی مدد کرتا ہوں بشرطیکہ وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں)

اسی حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اول ما یرفع من الناس وآخر ما یبقی الصلاۃ ورب مصل لا خیر فیہ۔
(مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۲۱)[1]

لوگوں سے سب سے پہلے امانت اٹھ جائے گی اور سب سے آخر میں نماز باقی رہے گی اور کئی نمازی ایسے ہیں جن میں کوئی بھلائی نہیں۔

---

[1] نوٹ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ نماز پڑھیں لیکن امانتوں وغیرہ کا خیال نہ کریں تو اس قسم میں کوئی بھلائی نہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

وایاکم والخیانۃ فانھا بئست البطانۃ۔

خیانت سے بچو یہ بُری عادت ہے۔
(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۳۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنمی اس طرح ہوتے ہیں اور ان میں ایک آدمی کا ذکر کیا کہ اس سے کوئی طمع نہیں چھپتی، چاہے چھوٹی ہو مگر وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، قیامت کے دن اس امانت دار کو لایا جائے گا، جس نے اس میں خیانت کی ہوگی اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنی امانت ادا کرو۔ وہ کہے گا یا اللہ! کہاں سے دوں، دنیا تو چلی گئی تو اس کے لیے جہنم کی گہرائی میں وہی صورت دکھائی جائے گی جو اس کے لینے کے دن تھی۔ پھر کہا جائے کہ اتر کر اسے نکال لاؤ۔ فرماتے ہیں وہ اس کی طرف اترے گا اور اسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے گا تو یہ اس پر پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہوگی حتیٰ کہ جب وہ خیال کرے گا کہ وہ نجات پا گیا تو وہ گر جائے گی اور وہ بھی اس کے پیچھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گرتا رہے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر فرمایا: نماز امانت ہے، وضو امانت ہے، غسل امانت ہے، وزن کرنا امانت ہے، ناپنا امانت ہے اور سب سے بڑی امانت ودیعت رکھے ہوئے مال ہیں۔

یا اللہ ہمارے ساتھ اپنی مہربانی والا معاملہ فرما اور ہمارے گناہ معاف کردے۔

وعظ و نصیحت

اے اللہ کے بندو! تم نے کس قدر اچھے اوقات ضائع کردیئے اور تم نے کتنے ہی نفس پرستوں کی اطاعت کی، مالوں کے بارے میں کتنے باریک سوال ہوں گے۔ پس دیکھو کہ تم نے کس طرح ان کو جمع کیا، نامہ ہائے اعمال، اعمال کو کس قدر محفوظ رکھتے ہیں تو کوچ کرنے سے پہلے غور کرو تم نے ان میں کیا چیز امانت کے طور پر رکھی ہے۔ چاہے وہ

کم ہو، تل بھر جگہ کے حساب کے بارے میں بھی سوچو۔ اس سے پہلے کہ تم قبروں کے اندر چلے جاؤ اور ایسے گھر میں جس کے دروازے بند ہیں، تم کیڑوں کی خوراک بن جاؤ اور اگر اس میں گناہ گار سے پوچھا جائے کہ تمہیں کیا پسند ہے تو وہ کہے گا، میں دنیا میں دوبارہ جانا چاہتا ہوں اور یہ کہ میں واپس نہ آؤں۔

این اھل الدیار من قوم نوح
ثم عاد من بعدھم و ثمود
بینما القوم فی المنارق والاستب
رق افضت الی التراب الخدود
و صحیح اضحی یعود مریضا
وھو ادنی للموت ممن یعود

"حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کے گھروں والے کہاں ہیں، ان کے بعد قوم عاد اور قوم ثمود کہاں ہے۔
ریشمی کپڑوں میں پھرنے والے لوگوں کے چہرے مٹی میں مل گئے۔
تندرست بیمار ہوگیا اور لوٹنے والوں کی نسبت یہ موت کے زیادہ قریب ہے۔"

گناہ کبیرہ نمبر ۴۰

بہت احسان جتانے والا

ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ۔ (البقرہ: ۲۶۴)

اے ایمان والو! اپنے صدقات، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔

واحدی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ کسی کو دیا، اس پر احسان جتانا، جب کہ کلبی کہتے ہیں کہ صدقہ دے کر اللہ تعالیٰ پر احسان جتانا اور جسے صدقہ دیا ہے، اسے اذیت پہنچانا مراد ہے۔

احادیث مبارکہ

صحیح حدیث میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثة لا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم المسبل، والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الکاذب۔

(صحیح مسلم ج۱ ص۸۱)

تین (قسم کے) آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: (تکبر کے طور پر) کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ذریعے سامان بیچنے والا...

مسبل (کپڑا لٹکانے والا) وہ شخص ہے جو اپنا تہبند یا کوئی دوسرا کپڑا یا قمیص یا شلوار قدموں تک لٹکاتا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما اسفل من الکعبین من الازار فهو فی النار۔

(بخاری ج۲ ص۲۶۱)

جو تہبند ٹخنوں کے نیچے ہے وہ (یعنی تہبند والا) جہنم میں جائے گا۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے:

ثلاثة لا یدخلون الجنة، العاق لوالدیه، والمدمن الخمر والمنان۔

(الترغیب ج۳ ص۳۲۷)

تین (قسم کے) آدمی جنت میں نہیں جائیں گے: ماں باپ کا نافرمان، عادی شرابی اور احسان جتانے والا۔

ایک حدیث میں یوں آیا ہے:

لا یدخل الجنة خب ولا بخیل ولا منان۔	دھوکے باز، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(الترغیب ج ۳ ص ۳۸۰)

"الخب" مکرو فریب اور دھوکہ، احسان جتانے والا وہ شخص ہوتا ہے جو کسی چیز کا صدقہ کرتا ہے پھر اس پر احسان جتاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایاکم والمن بالمعروف فانه یبطل الشکر و یمحق الاجر۔	نیکی پر احسان جتانے سے بچو، یہ شکر کو باطل کردیتا ہے اور اجر کو مٹا دیتا ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

یاایها الذین آمنوالا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی۔	اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر باطل نہ کرو۔

(البقرہ: ۲۶۴)

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا: میں نے تم سے فلاں فلاں نیکی کی ہے تو حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: خاموش ہو جاؤ اس نیکی کا کوئی اجر نہیں جس کو شمار کیا جائے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں: جو شخص اپنی نیکی پر احسان جتاتا ہے، اس کا شکر ختم ہو جاتا ہے اور جو اپنے عمل پر اتراتا ہے، اس کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے پڑھا:

لا تحملن من الانام
بان یمنوا علیک منة
واختر لنفسک حظها
واصبر فان الصبر جنة

منن الرجال علی القلوب
اشد من وقع الاسنۃ

"لوگوں سے یہ طمع نہ رکھنا کہ وہ تجھ پر کوئی احسان کریں۔
اپنے نفس کے لیے حصہ اختیار کر اور صبر کر بے شک صبر (دوزخ سے) ڈھال ہے۔
لوگوں کے احسانات نیزوں کے واقع ہونے کی نسبت دلوں میں زیادہ سخت ہوتے ہیں۔"

کسی دوسرے صاحب نے کہا:

و صاحب سلفت منہ الی ید
ابطا علیہ مکافاتی فعادانی
لما تیقن ان الدھر حاربنی
ابدی الندامہ مما کان اولانی
افسدت بالمن ما قدمت من حسن
لیس الکریم اذا اعطی بمنان

"ایک شخص نے مجھ پر احسان کیا تو میری طرف سے اس کے بدلے میں دیر ہو گئی تو اس نے مجھ سے دشمنی کی۔
جب اسے معلوم ہو گیا کہ زمانہ میرا دشمن ہو گیا تو اس نے مجھ پر جو احسان کیا اس پر ندامت ظاہر کی۔
جو نیکی کی گئی وہ احسان جتانے کی وجہ سے ضائع ہو گئی اور دے کر احسان جتانے والا کریم نہیں۔"

وعظ و نصیحت

اے برائیوں میں جلدی کرنے والے تو کس قدر جاہل ہے! تو کب تک اس ذات کے ساتھ دھوکے میں رہے گا جس نے تجھے مہلت دی۔ آیا اس نے تجھے کھلی چھٹی دے

رکھی ہے اور گویا تو موت کی حالت میں ہے اور وہ تجھ پر آچکی ہے اور اس نے تجھے غصہ دلا دیا ہے۔ تیرے کوچ کرنے کا وقت ہو چکا ہے اور تجھے موت کے فرشتے نے خوفزدہ کر دیا ہے۔ خواہش کے بعد مصیبت نے تجھے اور تیری عقل کو قیدی بنا دیا ہے اور تو اس بڑے گناہ پر نادم ہے جس نے تجھ پر بوجھ ڈال دیا۔

اے فانی چیز پر مطمئن انسان! تو کس قدر لغزشوں کا شکار ہے اور نصیحتوں سے منہ پھیرنے والے! گویا تجھے نصیحت نہیں کی گئی۔ تیرا دوست کہاں ہے اور وہ کہاں منتقل ہوا۔ کیا اس کے چلے جانے سے تجھے نصیحت حاصل نہیں ہوئی۔

زیادہ مالی اور لمبی امید کہاں ہے؟ کیا وہ صرف عمل کے ساتھ قبر میں تنہا نہیں، تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو گھسیٹنے والا غفلت کا شکار کہاں ہے، کیا وہ سفر نہیں کر گیا اور ابھی تک نہیں پہنچا۔ جو شخص اپنے عمل میں عیش و عشرت کرتا تھا، وہ کہاں ہے۔ اب وہ ہمیشہ قبر میں رہے گا۔ بڑائی کا اظہار کرنے والا اور مجلس قائم کرنے والا کہاں ہے؟ وہ غائب ہو گیا۔ اس کی سعادت کا ستارہ چمکتے ہی ڈوب گیا۔

پہلے متکبر اور جابر بادشاہ کہاں ہیں، ان کے مالوں کے دوسرے لوگ مالک بن گئے اور دنیا غیر مستقل ہے۔ (آج کسی کے پاس کل کسی کے پاس)

گناہ کبیرہ نمبر ۴۱

تقدیر کو جھٹلانا

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا۔
(القمر: ۴۹)

امام ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ اس آیت کے نزول میں دو قول ہیں:
ایک قول یہ ہے کہ مشرکین مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور

تقدیر کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اسے امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا۔ (القمر: ۴۷-۴۹) اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت قدریہ (فرقہ)[1] کے بارے میں نازل ہوئی۔ (الدر المنثور ج ۶ ص ۱۳۷)

اور دوسرا قول یہ ہے کہ نجران کا پادری، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا خیال یہ ہے کہ گناہوں کی بنیاد تقدیر ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس پر آپ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے (دین میں) جھگڑنے والے لوگ ہو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۞ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔ (القمر: ۴۷-۴۹)	بے شک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں۔ جس دن آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا۔ چکھو دوزخ کی آنچ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے پیدا فرمائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی کو حکم دے گا تو وہ ایسی آواز سے پکارے گا۔ جسے پہلے اور پچھلے سب لوگ سنیں گے۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ سے جھگڑنے والے کہاں ہیں؟ پس قدریہ اُٹھیں گے تو ان کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ذوقوا مس سقر انا کل شیٔ خلقنہ بقدر۔" (حوالہ اور ترجمہ گزر چکا ہے)

ان کو اللہ تعالیٰ سے جھگڑنے والے اس لیے کہا گیا کہ وہ اس بات میں جھگڑتے ہیں کہ بندے کی تقدیر میں گناہ لکھ کر پھر اسے سزا دینا جائز نہیں ہے۔

حضرت ہشام بن حسان نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر کوئی قدری (قدریہ فرقہ کا کوئی شخص) روزے رکھ رکھ کر

[1] قدریہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

رسی کی طرح ہو جائے پھر نماز پڑھے حتی کہ کمان کی طرح (پتلا) ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ پھر کہا جائے گا:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (الصافات: ۹۶) اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا فرمایا۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز اندازے پر ہے (تقدیر کے مطابق ہے) حتی کہ کمزوری اور دانائی بھی۔ (صحیح مسلم ج۲ ص۳۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کل شیٔ خلقناہ بقدر (القمر: ۴۹) کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کے واقع ہونے سے پہلے وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (الصافات: ۹۶) اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔

ابن جریر کہتے ہیں، اس میں دو وجہ ہیں: ایک یہ کہ (وما تعملون) مصدر کے معنی میں ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا اور دوسرا یہ کہ "الذی" کے معنی میں ہو۔ اب معنی یہ ہوگا:

واللہ خلقکم وخلق الذی تعملونہ بایدیکم من الاصنام۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور ان بتوں کو بھی پیدا کیا جن کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔

(تفسیر ابن جریر ج۲۳ ص۴۳)

اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

ارشاد خداوندی ہے:

فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا۔ (الشمس: ۸) پس اللہ تعالیٰ نے اس (نفس) کو اس کا گناہ اور تقویٰ الہام کردیا۔

الہام کا معنی کسی کے دل میں کوئی بات ڈالنا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نفس کے ساتھ اس کے فسق و فجور اور تقویٰ کو لازم کر دیا۔

ابن زید کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ دل میں رکھ دیا کہ اس کی توفیق سے وہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اور فسق و فجور کی وجہ سے ذلیل و رُسوا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

ان اللہ من علی قوم فالھمھم الخیر فادخلھم فی رحمتہ وابتلی قوما فخذلھم وذمھم علی افعالھم ولم یستطیعوا غیر ما ابتلاھم فعذبھم وھو عادل۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۱۱۴)

اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت پر احسان فرمایا۔ پس ان کو بھلائی کا الہام کیا اور اس طرح ان کو اپنی رحمت میں داخل کر دیا اور ایک قوم کو آزمایا تو ان کے افعال پر ان کو ذلیل کیا اور مذمت فرمائی۔ وہ اس کام کے علاوہ طاقت نہیں رکھتے تھے جس میں ان کو آزمایا گیا عذاب دیا گیا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔ (الانبیاء: ۲۳)

(وہ خود فرماتا ہے کہ) اس سے اس کے فعل کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا جبکہ ان لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھیجا اس کی امت میں قدریہ اور مرجئہ تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ستر انبیاء کرام کی زبان سے قدریہ اور مرجبہ پر لعنت فرمائی۔[1] (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۰۴)

---

[1] قدریہ وہ فرقہ ہے جو بندوں کو افعال کا خالق مانتا ہے اور مرجئہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد کسی قسم کا گناہ کرے، جہنم میں نہیں جائے گا۔

(تفصیل غنیۃ الطالبین (اردو) ص ۲۸۹، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ (فرقہ) ہر امت کے مجوسی ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۰۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر امت کے مجوسی رہے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ (الدر المنثور ج ۶ ص ۱۳۸) اور کہتے ہیں ہر بات کا آغاز ہوتا ہے......

آپ نے فرمایا: جب تم ان سے ملو تو ان کو بتاؤ کہ میں ان سے بری ہوں اور ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

پھر فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر اُن میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو، پس وہ اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے تو اس سے قبول نہیں ہوگا جب تک وہ تقدیر کے خیر و شر پر ایمان نہ لائے۔

پھر حضرت جبریل اور ان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ذکر کیا کہ انہوں نے پوچھا ایمان کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور تقدیر پر ایمان لاؤ کہ خیر و شر سب مقدر ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۱)

اللہ تعالیٰ پر ایمان اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور جلال و کمال کی صفات سے موصوف ہے۔ ہر نقص سے پاک ہے وہ ایک ہے، بے نیاز ہے اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ مخلوق میں جس طرح چاہے، تصرف کرے اور اپنی بادشاہی میں جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور فرشتوں پر ایمان کا مطلب اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

بلکہ عزت والے بندے ہیں بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر کاربند ہیں۔ وہ جانتا ہے جو ان کے

اَیۡدِیۡھِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ وَلَا یَشۡفَعُوۡنَ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰی وَھُمۡ مِّنۡ خَشۡیَتِہٖ مُشۡفِقُوۡنَ۔ (الانبیاء: ۲۶-۲۸)

آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے گا اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

رسولوں پر ایمان لانا یہ اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خبر دی ہے، اس میں وہ سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ذریعے ان کی تائید فرمائی جو (معجزات) ان کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہوئے پیغام کو پہنچا دیا اور اللہ تعالیٰ نے جس بات کا ان کو حکم دیا تھا، انہوں نے اسے مکلفین تک پہنچایا۔ انبیاء کرام کا احترام واجب ہے اور (ان پر ایمان لانے کے سلسلے میں) ان کے درمیان کوئی فرق نہ کیا جائے۔

آخرت پر ایمان یہ ہے کہ قیامت کے دن اور جو کچھ اس میں ہوگا، اس کی تصدیق کی جائے یعنی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حشر و نشر، حساب، میزان، پل صراط، جنت اور دوزخ نیز یہ کہ وہ نیک لوگوں کے لیے ثواب کا گھر اور برے لوگوں کے لیے عذاب کی جگہ ہے اور اس کے علاوہ دیگر باتیں جو احادیث سے ثابت ہیں، سب کی تصدیق آخرت پر ایمان ہے۔

تقدیر پر ایمان کے بارے میں جو کچھ پہلے ذکر ہو چکا ہے، اس کی تصدیق کرنا ہے جس کے خلاصہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی دلالت کرتا ہے:

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ۔ (الصّٰفّٰت: ۹۶)

اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍ۔ (القمر: ۴۹)

بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے پر پیدا فرمایا۔

اسی سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

واعلم ان الامة لو اجتمعوا علی ان ینفعوک لم ینفعوک الا بشئ قد کتبہ اللہ لک، ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشی ء لم یضروک الا بشی ء قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام و جفت الصحف۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ا ص ۲۹۳)

جان لو! اگر (تمام) امت تمہیں نفع دینے پر متفق ہو جائے تو وہ تمہیں اسی قدر نفع دے سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا اور اگر تمام امت تمہیں کچھ نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے البتہ وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر لکھ دیا، قلم اٹھا لیے گئے اور رجسٹر خشک ہو گئے۔

پہلے اور پچھلے ائمہ اور بزرگوں کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص ان اُمور کی قطعی طور پر تصدیق کر لے، اس کو اس میں کوئی شک اور تردد نہ ہو تو وہ سچا مومن ہے چاہے یہ قطعی دلائل سے ہو یا مضبوط عقائد کی بنیاد پر ہو۔

سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تابعین اور دیگر اسلاف وفقہاء کرام رحمھم اللہ میں سے ستر حضرات نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جس طریقے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا وہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر پر راضی رہنا، اس کے حکم کو تسلیم کرنا، اس کے حکم کے تحت صبر کرنا، اللہ تعالیٰ کے فرمودات کو اپنانا اور اس کے منع کیے ہوئے کاموں سے رک جانا، عمل میں اخلاص کا ہونا، تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لانا، دین میں باہم جھگڑے اور جنگ وجدال کو چھوڑ دینا، موزوں پر مسح کرنا، حکمران نیک یا بُرا ہو اس کے ساتھ مل کر (دشمنانِ اسلام سے) جہاد کرنا اور جو بھی مسلمان فوت ہو اُس کی نماز جنازہ پڑھنا۔

ایمان اور قرآن

ایمان قول، عمل اور نیت کا نام ہے جو نیکی کی وجہ سے بڑھتا اور برائی کے باعث کم ہوتا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا: قرآن مخلوق نہیں ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے قدیم ہے لیکن یہ الفاظ اور ہمارا پڑھنا یہ مخلوق ہے)

بادشاہ عادل ہو یا ظالم اس کے جھنڈے کے نیچے صبر کرنا اور تلوار لے کر امراء کے مقابلے میں نہ نکلنا اگرچہ وہ ظلم کریں، ہم کسی مسلمان کو کافر نہ کہیں اگرچہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو البتہ جو ان گناہوں کو جائز سمجھے، وہ کافر ہے۔ ہم کسی شخص کے بارے میں جو مسلمان ہے، جنتی ہونے کی شہادت نہ دیں مگر جس کی گواہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات ہوئے، ان کے بارے میں گفتگو سے باز رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے افضل (یعنی انبیاء کرام کے علاوہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات، آپ کی اولاد پاک اور تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

کفریہ کلمات

لوگوں کی بعض باتیں کفر ہیں۔ علماء کرام نے اس کی صراحت فرمائی اور وہ کلمات یہ ہیں:

- اللہ تعالیٰ کے کسی نام، اس کے حکم، اس کے وعدے اور وعید کا مذاق اُڑانا کفر ہے۔

○ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں کام کا حکم دیا لیکن میں اسے نہیں کرتا تو وہ کافر ہو گیا۔

○ اسی طرح اگر وہ کہے کہ اگر قبلہ اس طرف ہوتا تو میں اس کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھتا تو کافر ہو جائے گا۔

○ اگر اس سے کہا جائے سنو! تم نماز نہیں پڑھتے اس پر اللہ تعالیٰ تمہارا مواخذہ فرمائے گا اور وہ جواب میں کہے کہ اگر میری بیماری اور تکلیف کے باوجود وہ میرا مواخذہ کرے گا تو گویا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ تو ایسا قول کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

○ اگر کوئی کہے کہ اگر انبیاء کرام یا فرشتے میرے پاس فلاں چیز لے کر آتے تو میں تصدیق نہ کرتا تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

○ اگر کسی سے کہا جائے کہ ناخن کاٹو، یہ سنت ہے اور وہ کہے کہ میں نہیں کاٹتا اگرچہ سنت ہو تو وہ کافر ہو گیا۔

○ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے بارے میں کہے کہ فلاں آدمی میری نگاہ میں یہودی کی طرح ہے تو اس نے کفر کیا۔ اگر کہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کے لیے بیٹھا یا انصاف کے لیے کھڑا ہوا تو اس شخص نے کفر کیا۔

○ اگر کوئی شخص کسی مسلمان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا خاتمہ بھلائی پر نہ کرے یا تجھ سے ایمان سلب کرے تو اس شخص نے کفر کیا۔

○ یہ بھی آیا ہے کہ کوئی شخص کسی سے قسم کا مطالبہ کرتا ہے۔ اب اس نے اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم کھانے کا ارادہ کیا۔ دوسرے نے کہا میں چاہتا ہوں تم طلاق کے ساتھ قسم کھاؤ تو یہ کافر ہو گیا (کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کی ہے)

○ اگر کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تجھے موت کی طرح دیکھتا ہوں تو اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ بعض بزرگوں کے نزدیک یہ کلمۂ کفر ہے۔

○ اگر کہا کہ اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا تو اس سے کافر ہو جائے گا۔

○ اگر کہا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو ہم نے نجات پائی تو اس قول کے سبب کافر ہو جائے گا اگر کوئی شخص مذاق کے طور پر یا جائز جان کر بے وضو نماز پڑھے تو وہ

کافر ہو جائے گا۔

○ اگر دو آدمی آپس میں جھگڑ پڑیں اور ان میں سے ایک کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دوسرا کہے یہ کلمہ تجھے بھوک سے نجات نہیں دے سکتا تو وہ کافر ہو گیا۔

○ اگر کوئی شخص اذان سن کر کہے کہ یہ جھوٹ کہتا ہے تو وہ کافر ہو گیا۔

○ کوئی کہے کہ وہ قیامت سے نہیں ڈرتا تو اس سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

○ اگر کسی شخص نے اپنا سامان رکھا اور کہا کہ میں نے اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور دوسرے آدمی نے کہا کہ تو نے اس کے سپرد کیا جو چور کے پیچھے نہیں جا سکتا تو اس کی یہ بات کفر ہے۔

○ اگر کوئی شخص خطیب کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے بلند جگہ پر بیٹھے اور لوگ اس سے مسائل پوچھیں اور مذاق بھی اُڑائیں یا ان میں سے ایک شخص کہے کہ ثرید کا پیالہ علم سے بہتر ہے تو یہ کہنا کفر ہے۔

○ اگر کوئی آدمی مصائب میں مبتلا ہو جائے اور کہے کہ تُو نے میرا مال اور اولاد لے لی اور تُو کیا کرتا ہے تو یہ کلمۂ کفر ہے۔

○ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا غلام کو مارے اور کوئی دوسرا کہے کہ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ اور وہ قصداً کہے، نہیں تو کافر ہو گیا۔

○ اگر تمنا کرے کہ کاش اللہ تعالیٰ زنا یا قتل یا ظلم کو حرام نہ کرتا تو کافر ہو گیا۔

○ اگر اپنی کمر میں رسی باندھے اور اس سے پوچھا جائے کہ یہ کیا ہے اور وہ کہے کہ یہ زنار ہے (ہندوؤں کی علامت) تو اکثر علماء کے نزدیک کافر ہو گیا۔

○ اگر بچوں کا معلم کہے کہ یہودی مسلمانوں سے بہتر ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں کے معلمین کو عطیات دیتے ہیں تو یہ بات کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

○ اگر کہے کہ نصرانی (عیسائی) مجوسی سے بہتر ہے تو اس نے کفر کیا۔

○ اگر کسی سے پوچھا جائے کہ ایمان کیا ہے اور وہ کہے مجھے معلوم نہیں تو وہ کافر ہو گیا۔

○ **بعض الفاظ (اگرچہ کفر نہیں لیکن) ناپسندیدہ ہیں اور وہ یوں کہنا ہے: تُو منافق ہے،**

تُو زندیق ہے، تُو فاسق ہے۔

اس قسم کے الفاظ حرام ہیں اور ڈر ہوتا ہے کہ ایسے کلمات کہنے والے سے ایمان سلب ہو جائے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں چلا جائے۔

ہم نہایت احسان فرمانے والے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بحیثیت مسلمان، کتاب و سنت پر موت دے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

وعظ و نصیحت

اے اللہ کے بندو! وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے خزانے جمع کیے۔ انہوں نے مال جمع کیا اور خواہشات میں مست ہوئے اور سیر ہوئے۔ انہیں باقی رہنے کی اُمید تھی لیکن انہیں جس چیز کی طمع تھی وہ نہ پا سکے۔ ان کی عمریں دھوکے میں ہی ختم ہو گئیں۔ ان کے شیطان نے ان کے لیے خواہش کا پھندا نصب کیا تو وہ اس میں پھنس گئے اور جب ان کے پاس موت کا فرشتہ آیا تو وہ ذلیل و رسوا ہوئے۔ اس نے ان کو ان کے گھروں سے نکالا تو اللہ کی قسم! وہ واپس نہ آئے۔ وہ قبروں میں جُدا جُدا ہیں۔ پس جب صور پھونکا جائے گا تو وہ جمع ہوں گے۔

و کیف قرت لاهل العلم اعینهم
او استلذوا لذیذ العیش او هجعوا
والموت ینذرهم جهرا علانیة
لو کان للقوم اسماع لقد سمعوا
والنار ضاحیة لا بد موردهم
ولیس یدرون من ینجو ومن یقع
قد امست الطیر والانعام آمنة
والنون فی البحر لا یخشی لها فزع
والادمی بهذا الکسب مرتهن

له رقيب على الاسرار يطلع

حتى يرى فيه يوم الجمع منفردا

وخصمه الجلد والابصار والسمع

واذ يقومون والاشهاد قائمه

والجن والانس والاملاك قد خشعوا

و طارت الصحف فى الايدى منشرة

فيها السرائر والاخبار تطلع

فكيف بالناس والانباء واقفة

عما قليل وما تدرى بما تقع

افى الجنان و فوز لا انقطاع له

ام فى الجحيم فلا تبقى ولا تدع

تهوى بسكانها طورا و ترفعهم

اذا رجوا مخرجا من غمها قمعوا

طال البكاء فلم ينفع تضرعهم

هيهات لا رقية تغنى ولا جزع

"اہلِ علم کی آنکھیں کس طرح ٹھنڈک حاصل کریں یا وہ ناز و نعمت کی زندگی سے لذت حاصل کریں یا سو جائیں۔

جب کہ موت ان کو اعلانیہ ڈراتی ہے۔ اگر قوم کے کان ہیں تو وہ سنیں گے۔

آگ یقیناً ان کے اترنے کی جگہ روشن ہوگی اور وہ نہیں جانتے کہ کون نجات پائے گا اور کون اس میں گرے گا۔

پرندے اور جانور امن میں ہو گئے اور سمندر میں مچھلی کو کوئی خوف نہیں۔

اور آدمی اپنے عمل کے ساتھ رہن ہے۔ اس کے نگران رازوں پر

بھی مطلع ہیں۔

حتیٰ کہ وہ اکٹھا ہونے کے دن اکیلا نظر آئے گا اور اس کا چمڑا، آنکھیں اور کان دشمن ہوں گے۔

جب وہ کھڑے ہوں گے اور گواہ موجود ہوں گے۔ جن، انسان اور فرشتے خوفزدہ ہوں گے۔

نامۂ اعمال ہاتھوں میں کھلے ہوں گے۔ ان میں پوشیدہ باتیں اور خبریں ہوں گی جن پر وہ مطلع ہوں گے۔

پس لوگوں کا کیا حال ہو گا جب چھوٹی چھوٹی بات کی خبر دی جائے گی اور معلوم نہ ہو گا۔

کہ جنت میں جائیں گے اور ایسی کامیابی حاصل کریں گے جو کبھی ختم نہ ہو گی یا جہنم میں ٹھکانہ ہو، پس نہ رہ سکیں گے، نہ چھوڑ سکیں گے۔

وہ اپنے اندر رہنے والوں کو کبھی جھکائے گی اور کبھی بلند کرے گی۔ جب نکلنے کی اُمید پیدا ہو گی تو گرزوں سے مارے جائیں گے۔

رونا زیادہ ہو گیا لیکن گڑگڑانے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ افسوس کوئی دم اور کوئی چیخ و پکار کام نہ آئے گی۔

گناہ کبیرہ نمبر ۴۲

لوگوں کی پوشیدہ باتیں سننا

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ (الحجرات: ۱۲)
اور ایک دوسرے کی خفیہ باتوں کی چھان بین نہ کرو۔

ابن جوزی نے کہا کہ ابوزید، حسن بصری، ضحاک اور ابن سیرین نے اسے "حاء"

کے ساتھ (ولا تحسسوا) پڑھا ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں تجسّس اور تحسس دونوں ایک ہی ہیں یعنی کریدنا اور اسی سے جاسوس کا لفظ ہے۔

یحیٰی بن ابی کثیر نے کہا کہ جیم کے ساتھ تجسّس لوگوں کی پردہ کی چیزوں کے پیچھے پڑنا اور تحسس (حاء کے ساتھ) لوگوں کی باتیں کان لگا کر سننا ہے۔

مفسرین کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا کہ تجسّس، مسلمانوں کے عیب اور ستر کو دیکھنا ہے۔ پس معنی یہ ہوا کہ کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے عیبوں کے پیچھے نہ لگے کہ ان پر مطلع ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ یہ ولید بن عقبہ ہے جس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپکتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: ہمیں دوسروں کی پردہ دری سے منع کیا گیا ہے۔ پس اگر ہمارے لیے کوئی چیز ظاہر ہوگی تو ہمیں اسے لیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من استمع الی حدیث قوم وھم لہ کارھون صب فی اذنیہ الآنک یوم القیامۃ۔

(المعجم الکبیر ج ۱۱ ص ۳۴۴)

جو شخص کسی قوم کی باتیں کان لگا کر سنے اور وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

الآنک پگھلا ہوا سیسہ...... ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور اس سے ان اعمال کی توفیق چاہتے ہیں جن کو وہ پسند کرتا اور ان پر راضی ہے۔ بے شک وہ جود و کرم والا ہے۔

وعظ و نصیحت

اے اللہ کے بندو! بے شک موتوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور قریب ہو گئیں۔ پس (ہمارے) نفس رہن رکھے گئے ہیں۔ وہ جمع ہوئے اور مشقت برداشت کی، گویا تم ہلاکت کی ہتھیلیوں میں ہو اور تمہاری جانیں لے لی گئی ہیں۔

طلوع ہونے والے کئی سورج قبر میں غروب ہوگئے۔ اے فنا کے جھوٹے پرندے! مصیبتوں کا جال نصب ہو چکا ہے۔

اے اللہ کے بندو! تمام گناہ لکھے گئے ہیں اور نفوس اپنے گناہوں اور بُرے اعمال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر نفس کو اس کی نیکی کا ثواب ملے گا جو اس نے کمائی اور ہر اس بُرائی کا عذاب ہوگا جس کا اس نے ارتکاب کیا۔ اے وہ شخص! جو جھوٹی خواہشات اور اُمیدوں کو دھوکے میں ہے اور برائیوں کو دعوت دیتا ہے اور جانتا نہیں کہ کس سے لڑ رہا ہے۔ اے وہ شخص! جس کا بدن حاضر اور دل غائب ہے کیا تُو چاہتا ہے کہ نیکیاں اور عمدہ رغبت کی چیزیں تُو حاصل نہ کر سکے۔ اے وہ شخص! جس نے اپنی زندگی راستے میں ہی گزار دی اور عمدہ خاندان والوں کی طرح چلتا ہے۔ اے وہ! جس نے جوانی پائی اور توبہ نہ کی یہ عجیب باتوں میں سے ہے۔ تعجب ہے، مطلوب کیسے سو گیا جب کہ طالب غافل نہیں۔ (موت طالب اور انسان مطلوب ہے)

گناہ کبیرہ نمبر ۴۳

چغلی کھانا

چغلی خور وہ شخص ہے جو لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لیے ایک دوسرے تک باتیں پہنچاتا ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اس کی حرمت پر کتاب و سنت سے بے شمار دلائل شرعیہ پائے جاتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مُّهِينٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ۔ (القلم: ۱۰، ۱۱)

اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر اُدھر کی لگاتا پھرنے والا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنۃ نمام۔ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۰)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا بلکہ ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لے کر اس کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا اور ہر قبر پر ایک شاخ نصب کر دی اور فرمایا: اُمید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہیں ہوں گی، ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔[1] (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۴)

آپ کا یہ ارشاد کہ ان کو کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں پر اس کا چھوڑنا کوئی بڑی بات نہیں تھی یا ان کے خیال میں یہ کبیرہ گناہ نہیں تھا.... یہی وجہ ہے کہ ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہاں یہ کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(قیامت کے دن جو) سب سے بُرے لوگ لائے جائیں گے، وہ دو چہروں والے لوگ ہیں جو ایک کے پاس اور چہرے سے دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ جاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۶۰۲) اور جو شخص دنیا میں دو زبانوں والا ہو گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے لیے آگ کی دو زبانیں بنائے گا۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۶۰۴)

دو زبانوں والا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان لوگوں سے اور گفتگو کرتا ہے اور

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کے اندر کی (غیبی) حالت بھی دیکھتے ہیں بلکہ عذاب کا سبب بھی آپ کو بتایا جاتا ہے اور یہ غیب کی خبر ہے۔ نیز قبر پر شاخیں لگانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کی تسبیح سے میت کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ اس لیے جب فاتحہ پڑھی جائے تو میت کو فائدہ پہنچتا ہے...... ۱۲ ہزاروی۔

دوسروں سے دوسری گفتگو کرتا ہے۔ دو چہروں والا ہونے کا بھی یہی مطلب ہے۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عام طور پر چغل خور اس کو کہا جاتا ہے جو کسی شخص سے کہتا ہے کہ فلاں آدمی تمہارے بارے میں یہ بات کہتا ہے لیکن چغلی اس بات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس کی حد اس چیز کو ظاہر کرنا ہے جس کا ظاہر کرنا کسی کو ناپسند ہوتا ہے، چاہے وہ ناپسند کرے جس سے یہ بات نقل کی جاتی ہے یا جس کی طرف نقل کی جارہی ہے یا کوئی تیسرا آدمی ناپسند کرے۔ اسی طرح گفتگو کے ذریعے اس کو ظاہر کرے یا تحریر یا اشارے وغیرہ کے ذریعے پھر وہ بات جس کو ظاہر کیا جارہا ہے، اقوال میں سے ہو یا اعمال میں سے، عیب ہو یا نہ، تمام صورتوں کو چغلی کہا جاتا ہے۔

پس چغل خوری کی حقیقت پوشیدہ بات کو ظاہر کرنا اور اس بات کی پردہ دری کرنا جس کا اظہار ناپسند ہوتا ہے۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ لوگوں کے جو احوال دیکھے ان کو بیان کرنے سے خاموش رہے۔ ہاں وہ باتیں بتا سکتا ہے جن میں مسلمانوں کا فائدہ ہو یا ان سے مصیبت کو دور کرنا۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس شخص تک چغلی پہنچائی جائے اور اس سے کہا جائے کہ وہ فلاں شخص نے تمہارے بارے میں فلاں بات کہی ہے تو اس پر چھ باتیں لازم ہیں:

(۱) اس کی تصدیق نہ کرے کیونکہ وہ چغل خور فاسق ہے اور اس کی خبر مردود ہے۔

(۲) اس کو اس سے روکے اور اس کی خیر خواہی کرتے ہوئے اس کے اس عمل کی بُرائی بیان کرے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے لیے اس سے نفرت کرے اور اللہ تعالیٰ کے لیے نفرت کرنا واجب ہے۔

(۴) جس سے یہ بات نقل کرکے اس تک پہنچائی گئی ہے، اس کے بارے میں برائی خیال نہ کرے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ۔ (الحجرات: ۱۲)
اکثر بدگمانیوں سے بچو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔

(۵) جو بات اس تک پہنچائی گئی ہے، وہ اسے تجسّس اور تحقیق پر مجبور نہ کرے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوۡا۔ (الحجرات: ۱۲)
اور (دوسروں کی خفیہ) باتوں کی چھان بین نہ کرو۔

(۶) جس بات سے چغل خور کو روکتا ہے اس کو اپنے لیے پسند نہ کرے یعنی اس چغلی کو آگے بیان نہ کرے۔

روایات میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس ایک دوسرے آدمی کا کسی بات کے حوالے سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اے فلاں! اگر تم چاہو تو ہم تمہاری بات میں غور کریں، اگر تم سچے ہوئے تو اس آیت کے اہل ہو گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡۤا۔ (الحجرات: ۶)
اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تصدیق کرو۔

اور اگر تم جھوٹے ہوئے تو اس آیت کا مصداق ہو گے:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيۡمٍ۔ (القلم: ۱۱)
بہت طعنے دینے والا اِدھر اُدھر کی لگاتا پھرنے والا۔

اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں معاف کر دیں۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین! معاف کر دیجیے، میں آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

ایک آدمی نے حضرت صاحب بن عباد رحمہ اللہ کی طرف ایک رقعہ بھیج کر یتیم کا مال لینے کی ترغیب دی اور اس کے پاس بہت زیادہ مال تھا۔ انہوں نے رقعے کی پشت پر لکھا:

"چغل خوری بہت بُرا عمل ہے اگرچہ صحیح ہے۔ میت پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ یتیم کے نقصان کو پورا کرے، مال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا پھل ہے اور

اسے حاصل کرنے کی کوشش والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص تمہارے پاس کوئی بات لائے تو جان لو کہ وہ تمہاری بات بھی دوسروں تک پہنچاتا ہوگا اور یہ لوگوں کی اس بات کی طرح ہے کہ وہ کہتے ہیں:

من نقل الیک نقل عنک فاحذرہ۔ — جو شخص تمہاری طرف نقل کرتا ہے وہ تجھ سے بھی نقل کرے گا پس اس سے بچو۔

حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں زنا سے پیدا ہونے والا کسی بات کو چھپاتا نہیں۔ انہوں نے یہ فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو شخص بات کو چھپاتا نہیں بلکہ چغل خوری کرتا ہے تو یہ اس کے حرامی ہونے کی دلیل ہے۔ انہوں نے قرآن پاک کی اس آیت پر استدلال کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

عُتُلٍّ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ۔ (القلم: ۱۳) — اس پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

زنیم جو اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے۔

منقول ہے کہ پہلے بزرگوں میں سے کسی بزرگ نے اپنے ایک (مسلمان) بھائی سے ملاقات کی اور ان سے اپنے دوسرے بھائیوں کی بارے میں کچھ بات کی جسے انہوں نے ناپسند کیا۔ انہوں نے کہا اے بھائی! تم غیبت پر مطلع ہوئے اور میرے پاس تین گناہوں کے ساتھ آئے:

(۱) ایک تو میرے بھائی کو میری نظروں میں ناپسند قرار دیا۔

(۲) اس کے سبب سے میرے دل کو غافل کر دیا--- اور

(۳) اپنے امانت دار نفس کو تہمت زدہ کر دیا۔

اور ان (بزرگوں) میں سے بعض کہتے تھے کہ جو شخص تمہیں تمہارے بھائی کی طرف سے کہے کہ اس نے تمہیں گالی دی تو وہ خود تمہیں گالی دینے والا ہے۔

ایک شخص حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ، کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو گالی دی ہے اور آپ کے بارے میں فلاں فلاں باتیں

کہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہمیں اس کے پاس لے چلو پس وہ ان کے ساتھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کو مدد ملے گی۔ جب وہاں پہنچے تو فرمایا اے بھائی! جو کچھ تم نے میرے بارے میں کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور اگر وہ بات جھوٹ ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی:

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ (لہب: ۴) لکڑیاں اُٹھانے والی۔

یعنی ابولہب کی بیوی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ چغل خوری کے ذریعے باتیں ادھر ادھر پہنچاتی تھی اور چغل خوری کو لکڑی کہا گیا ہے کیونکہ یہ دشمنی کا سبب ہے جس طرح لکڑیاں آگ جلانے کا باعث ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ چغل خور کا عمل، شیطان کے عمل سے زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ شیطان کا عمل دل میں وسوسہ ڈالنا ہے اور چغل خور کا عمل منہ پر بات کہنا ہے۔

حکایت

منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام کو دیکھا جسے بیچا جا رہا تھا اور وہ اس کے بارے میں اعلان کر رہا تھا کہ اس میں چغل خوری کے علاوہ کوئی عیب نہیں، پس اس نے اس کے عیب کو معمولی سمجھ کر خرید لیا۔ وہ اس کے ہاں چند دن ٹھہرا پھر اپنے مالک کی بیوی سے کہنے لگا کہ میرا مالک تمہارے اوپر ایک اور شادی کرنا یا لونڈی لانا چاہتا ہے اور یہ بھی کہا کہ وہ تجھ سے محبت نہیں کرتا۔ اگر تم چاہتی ہو کہ وہ تم پر مہربان ہو اور اپنے ارادے کو چھوڑ دے تو جب وہ سو جائے تو اُسترا لے کر اس کی داڑھی کے نیچے سے کچھ بال مونڈ دینا اور کچھ بال اپنے پاس رکھ لینا۔ اس نے اپنے دل میں کہا ٹھیک ہے۔ عورت کا دل اسی طرف مشغول ہو گیا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ جب اس کا خاوند سو جائے گا تو وہ یہ کام کرے گی۔

پھر وہ شخص اس کے خاوند کے پاس گیا اور کہا اے میرے سردار! میری مالکہ یعنی تمہاری بیوی کا تیرے علاوہ ایک دوست اور محب ہے اور وہ اس میں دلچسپی لیتی ہے۔ وہ

تجھ سے چھٹکارا چاہتی ہے نیز اس نے آج رات تجھے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے اگر تجھے یقین نہ آئے تو رات کو جھوٹ موٹ سو جانا اور دیکھنا کہ وہ کس طرح تمہاری طرف آتی ہے اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہوگی جس کے ساتھ وہ تمہیں ذبح کرنا چاہتی ہے۔ اس کے آقا نے اس کی تصدیق کی۔ پس جب رات کا وقت آیا تو عورت اُسترا لے کر آئی کہ اس کی داڑھی کے نیچے سے کچھ بال مونڈ دے جب کہ وہ شخص جھوٹ موٹ سویا ہوا تھا۔ اس نے دل میں کہا کہ غلام نے سچ کہا ہے جب عورت نے استرا رکھا اس کے حلق کی طرف جھکی تو وہ کھڑا ہو گیا اور اُسترا لے کر اس کے ساتھ اس عورت کو ذبح کر دیا۔ عورت کے گھر والوں نے آ کر دیکھا تو وہ قتل ہو چکی تھی۔ انہوں نے اس مرد کو بھی قتل کر دیا تو اس بدبخت غلام کی نحوست کے باعث دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی جاری ہوگئی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے چغل خور کا نام فاسق رکھا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ۔ (الحجرات: ٦)

اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس بات کی چھان بین کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جہالت کے باعث کسی قوم تک پہنچ جاؤ، پھر اپنے کیے پر نادم ہو۔

وعظ و نصیحت

اے وہ شخص! جو خواہش کا قیدی بن چکا ہے اور اس سے چھوٹنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے ضائع ہونے سے غافل! ہلاکت نے تجھے لے لیا ہے۔ اے اپنی سلامتی کے دھوکے میں رہنے والے! موت نے تیرے لیے جال بچھا دیا، کوچ کرنے کے بارے میں سوچ حالانکہ تُو اپنی حالت پر ہے (ٹس سے مس نہیں ہوا) اگر رو نہیں سکتا تو زبردستی رو۔

بکیت فما تبکی شباب صباک
کفاک نذیر الشیب فیک کفاک
الم تر ان الشیب قد قام ناعیا

مکان الشباب الغض ثم نعاکا
الم تر یوما مر الا کانه
باھلاکه للھالکین عناکا
الا ایھا الفانی وقد حان حینه
اتطمع ان تبقی فلست ھناکا
ستمضی و یبقی ما تراہ کما تری
فینساک ما خلفته، ھو ذاکا
تموت کما مات الذین نسیتھم
و تنسی و یھوی الحی بعد ھواکا
کانک قد اقصیت بعد تقرب
الیک وان باک علیک بکاکا
کان الذی یحثو علیک من الثری
یرید بما یحثو علیک رضاکا
کان خطوب الدھر لم تجر ساعه
علیک اذا الخطب الجلیل اتاکا
تری الارض کم فیھا رھون دفینة
غلقن فلم یقبل لھن فکاکا

”تُو رویا اور جوانی تیری بچپن پر نہیں روئی اور بڑھاپا تجھے ڈرانے کے لیے کافی ہے۔

کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ بڑھاپا موت کی خبر دینے کے لیے ترو تازہ جوانی کی جگہ کھڑا ہوا، پھر اس نے موت کی خبر دے دی۔

کیا تُو نے وہ دن نہیں دیکھا جو گزر گیا۔ گویا وہ ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت کے ساتھ تجھے مراد لے رہا ہے۔

اے فنا ہونے والے! وقت آچکا ہے۔ کیا تُو باقی رہنے کی طمع کرتا ہے۔

پس تُو وہاں نہیں ہو گا۔

تُو گزر جائے گا اور باقی رہے وہ جسے تُو دیکھتا ہے جیسے بھی دیکھتا ہے، پس جسے تُو چھوڑ کر جائے گا، وہ تجھے بھول جائے گا۔

وہ اسی طرح ہے تُو بھی مر جائے گا جس طرح وہ لوگ مر گئے جن کو تُو نے بھلا دیا تھا۔

تجھے بھلا دیا جائے گا اور تیری خواہشات کے بعد وہ لوگ خواہش کے پجاری ہوں گے جو زندہ رہیں گے۔

گویا اس کے قریب ہونے کے بعد تُو اس سے دُور ہو گیا اگرچہ وہ تجھ پر روئے۔

گویا وہ جو تیری قبر پر مٹی ڈالتا ہے وہ اس مٹی ڈالنے کے ساتھ تیری رضا چاہتا ہے۔

گویا زمانے کے حوادث تجھ پر جاری نہیں ہوئے جبکہ بڑے بڑے حوادث تجھ پر آئے۔

تُو دیکھتا ہے کہ زمین میں کتنے لوگ مدفون ہیں۔ ان کو بند کر دیا گیا۔ پس اُن کے لیے تیری جُدائی قبول نہ ہوئی۔"

گناہ کبیرہ نمبر ۴۴

لعنت بھیجنا

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۹۳)

مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (اگر قتل کرنے کو جائز سمجھے تو کفر ہوگا)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لعن المؤمن کقتلہ۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۹۳)

مومن پر لعنت بھیجنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یکون اللعانون شفعاء ولا شھداء یوم القیامۃ۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۲۳)

لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن سفارش کرنے والے اور گواہ نہیں ہو سکیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا ینبغی لصدیق ان یکون لعانا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۲۳)

کسی صدیق (مومن) کے لیے جائز نہیں کہ وہ لعنت بھیجنے والا ہو۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیس المومن بطعان و بلعان ولا بالفاحش ولا بالبذی۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد اوّل ص ۴۰۵)

مومن، طعن کرنے والا، لعنت بھیجنے والا اور فحش گو نہیں ہوتا۔

"البذی" اس شخص کو کہتے ہیں جو بے ہودہ اور گھٹیا گفتگو کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک بندہ جب کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے۔ پس آسمان کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف آتی ہے تو اس پر اس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں پھر دائیں بائیں راستے ڈھونڈتی ہے اور جب کہیں گنجائش نہیں پاتی تو جس پر لعنت بھیجی گئی اس کی طرف جاتی ہے اگر وہ اس کا مستحق ہو ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۷۲)

جس عورت نے اونٹنی پر لعنت بھیجی تھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے یہ سزا دی کہ اس سے اونٹنی لے لی۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت اونٹنی پر تھی، وہ شور مچانے لگی تو عورت نے اس پر لعنت بھیجی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا: اس پر جو کچھ ہے وہ لے لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اونٹنی چل رہی ہے اور اس کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں ہوتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۴۵۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

ان اربی الربا استطالة المرء فی عرض اخیہ المسلم۔ سب سے بڑا سود کسی شخص کا اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت میں زبان طعن دراز کرنا ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد ۶ ص ۲۲۶۳)

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب کوئی شخص سواری پر سوار ہوتا ہے تو وہ سواری یوں دعا کرتی ہے یا اللہ! اس کو میرے ساتھ نرمی کرنے والا بنا اور جب وہ اس پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ کہتی ہے ہم میں سے جو اللہ اور رسول کا زیادہ

نافرمان ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے۔

لعنت بھیجنے کا جواز

کسی گناہگار کا نام لیے بغیر اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ (ھود: ۱۸)

سنو! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ (آل عمران: ٦١)

پھر ہم مباہلہ کریں پس جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

لعن الله اكل الربا وموكله وشاهده وكاتبه۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۱۸)

اللہ تعالیٰ سود کھانے والے، کھلانے والے اس کے گواہ اور اس کے لکھنے والے پر لعنت فرمائے۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

لعن الله المحلل و المحلل لة۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۸)

اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا اس پر لعنت بھیجے۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة

اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے اس عورت پر جو بال ملاتی ہے اور جس کے بال ملائے جاتے

والمستوشمۃ والنامصۃ والمتنمصۃ۔ ہیں جو جسم کو گودتی ہے اور جو گدواتی ہے۔ نیز جو ابروؤں کے بال اکھاڑتی ہے اور جو اکھڑواتی ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۰۴)

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو مصیبت کے وقت زور زور سے بین کرتی ہے اور جو مصیبت کے وقت بال منڈواتی ہے اور جو مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑتی ہے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصویریں بنانے والوں پر بھی لعنت فرمائی ہے اور جو شخص زمین کی حدود کو بدل دے اس پر بھی لعنت فرمائی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی۔

(المعجم الکبیر جلد ۱۱ ص ۲۱۸)

اور جو آدمی اپنی ماں کو گالی دے اس پر لعنت فرمائی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۸۷)

سنن میں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے جو کسی نابینا شخص کو (سیدھے) راستے سے بھٹکا دے۔

جو شخص جانور سے بدفعلی کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

جو شخص قومِ لوط والا عمل کرتا ہے (بدفعلی کرتا ہے) اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

(المعجم الکبیر جلد ۱۱ ص ۲۱۸)

جو شخص نجومیوں کے پاس جاتا (اور ان کی بات کو موثر سمجھتا) ہے یا اپنی بیوی سے غیر فطری عمل کرتا ہے اس پر آپ نے لعنت بھیجی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے نوحہ کرنے والی (بین کرنے اور پیٹنے والی) اور جو اس کے گرد (تماشہ بین) ہیں، ان پر بھی لعنت فرمائی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اس شخص پر بھی لعنت بھیجی ہے جو کسی قوم کی امامت کرواتا ہے اور وہ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس عورت پر لعنت بھیجتا ہے جو اس حالت میں رات گزارتی ہے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۹)

جو شخص "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" سن کر اس کا جواب نہ دے (نماز کے لیے نہ آئے) اس پر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔

جو شخص غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کرتا ہے، اس پر لعنت بھیجی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۸۷)

چور پر لعنت فرمائی۔ (المستدرک جلد ۴ ص ۳۸۷) صحابہ کرام کو گالیاں بکنے والے پر لعنت فرمائی۔ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۱) جو مرد ہیجڑوں کا انداز اختیار کرتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی وضع قطع بناتی ہیں ان سب پر لعنت فرمائی۔ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۰۳) وہ عورت جو مردوں کا لباس پہنتی ہے اور وہ مرد جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اس پر لعنت بھیجی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۰۴)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راستے میں پاخانہ کرنے والے پر لعنت فرمائی، جو عورت اپنے ہاتھ پر مہندی نہیں لگاتی اور جو عورت سرمہ نہیں لگاتی، اس پر بھی لعنت فرمائی۔[1] اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جو کسی عورت کو اس کے خاوند یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف ابھارتا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا جو عورت سے حیض کی حالت میں جماع کرتا ہے یا اس سے غیر فطری فعل کرتا ہے۔

اس آدمی کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا جو اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے۔ صدقہ یعنی زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے پر بھی لعنت بھیجی۔

---

[1] چونکہ عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے خاوند کو خوش کرنے کے لیے بناؤ سنگھار کرے اس لیے جب وہ مہندی یا سرمہ نہ لگائے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ خاوند کو دوسری طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر رہی ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

اس آدمی کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا جو اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اپنے آقاؤں کے علاوہ کا غلام کہلاتا ہے۔ جانور کے چہرے پر داغ لگانے والے شخص کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا اور جب حدود (اسلامی سزاؤں) کا مقدمہ حاکم تک پہنچ جائے تو اب سفارش کرنے والے اور جس کے لیے شفاعت کی گئی ان کو لعنت کا مستحق قرار دیا جو عورت خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکل جائے اس پر بھی لعنت فرمائی اور اپنے خاوند کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارے تو جب تک واپس (اس بستر پر) نہ آئے اس پر لعنت برستی ہے۔ کوئی شخص نیکی کا حکم دے سکتا ہو اور برائی سے روک سکتا ہو لیکن یہ کام نہ کرے تو وہ بھی لعنت کا مستحق ہے۔ غیر فطری فعل کرنے اور کروانے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ شراب' اس کو پینے والا' پلانے والا' بیچنے والا' خریدنے والا' اس کا رس بنانے والا' جس کے لیے رس بنایا گیا اور اس کو اٹھانے والا جس کی طرف اٹھا کر لے جائی گئی۔ نیز اس کی قیمت کھانے والا اور اس کی طرف رہنمائی کرنے والا سب لعنت کے مستحق ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

چھ (قسم کے) آدمی ایسے ہیں جن پر میں بھی لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا' اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اپنی طرف سے اضافہ کرنے والا' ظلم کے طور پر مسلط ہونے والا تاکہ اس کو عزت دے جسے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی' اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں کو حلال کرنے والا' میری اولاد سے جو کچھ حرام کیا اس کو حلال جاننے والا اور میری سنت کو چھوڑنے والا۔ (مجمع الزوائد جلد اوّل ص ۱۷۶)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا جو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کا ارتکاب کرتا ہے۔ مشت زنی کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ ماں اور بیٹی دونوں سے نکاح کرنے والے پر بھی لعنت بھیجی۔ کسی فیصلے میں رشوت لینے اور دینے والے اور ان کے درمیان کوشش کرنے والے پر بھی لعنت فرمائی۔ علم

چھپانے والے، ذخیرہ اندوز، کسی مسلمان کو حقیر جاننے اور اس کی مدد نہ کرنے والے پر بھی لعنت فرمائی۔ اگر کوئی حکمران (یا کوئی بھی سربراہ) رحمدل نہ ہو تو اسے بھی لعنت کا مستحق قرار دیا۔ وہ مرد جو نکاح کے بغیر رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نکاح نہیں کریں گے اور اس قسم کی عورتوں کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا۔ کسی بیابان جنگل میں تنہا سواری کرنے والے پر لعنت فرمائی اور اس شخص پر بھی لعنت بھیجی جو جانور سے بدفعلی کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت سے پناہ چاہتے ہیں۔

لعنت بھیجنے سے اجتناب کرنا

(گناہوں سے) محفوظ مسلمان پر لعنت بھیجنا بالاتفاق حرام ہے۔ لیکن برے اوصاف والوں پر لعنت بھیجنا جائز ہے جیسے یوں کہنا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، فاسقوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، تصویر بنانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

کوئی شخص کسی گناہ سے موصوف ہو خاص اس پر لعنت بھیجنا بھی ظاہر احادیث کے مطابق حرام نہیں جیسے یہودی، عیسائی، ظالم، زانی، چور اور سود خور وغیرہ۔

لیکن حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے اس بات کے حرام ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ البتہ جن لوگوں کے بارے میں ہمیں علم ہو کہ وہ کفر پر مرے ہیں۔ (تو جائز ہے) جیسے ابولہب، ابوجہل، فرعون، ہامان اور ان جیسے دوسرے لوگ۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا نام ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس فاسق اور کافر کا خاتمہ کس بات پر ہوگا۔

وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن لوگوں کے نام لے لے کر ان پر لعنت بھیجی ہے جیسے آپ نے فرمایا: یا اللہ! رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت بھیج، ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔ (کنز العمال جلد ۸ ص ۸۲)

یہ عرب کے تین قبائل ہیں تو ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے کفر پر مرنے کا علم ہو چکا ہو۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی انسان کے لیے برائی کی دعا مانگنا بھی لعنت بھیجنے کی طرح ہے حتیٰ کہ ظالم کے خلاف یوں دعا مانگنا کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو درست اور سلامت نہ رکھے یا اس قسم کے دوسرے الفاظ کہنا قابلِ مذمت بات ہے۔ اسی طرح تمام حیوانات اور جمادات پر لعنت بھیجنا بھی مذموم ہے۔

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص لعنت کے غیر مستحق شخص پر لعنت بھیجے تو فوراً کہے کہ اگر وہ مستحق نہ ہو تو اس پر لعنت نہ ہو۔

کچھ دوسرے الفاظ

جو شخص نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے اسی طرح ہر تربیت کرنے والے شخص کے لیے جائز ہے کہ کہے تیرے لیے ہلاکت ہو یا کہے اے کمزور حال والے یا اپنے آپ کی طرف کم نظر کرنے والے یا اپنے آپ پر ظلم کرنے والے اور اس قسم کے دوسرے (الفاظ استعمال کرنا جائز ہے)

لیکن یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جھوٹ تک نہ پہنچے ایسا لفظ نہ ہو جس میں واضح طور پر یا اشارے کنائے سے اسے گالی دی گئی ہو اگرچہ سچ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ الفاظ جو ہم نے ذکر کیے ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ اس کا مقصد ادب سکھانا اور تنبیہہ کرنا ہے اور اس طرح دل میں بات زیادہ بیٹھتی ہے۔ واللہ اعلم!

یا اللہ! ہمارے دلوں کو اپنے غیر کے ساتھ تعلق جوڑنے سے پاک رکھنا اور ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے جن سے تو محبت کرتا ہے اور وہ تجھ سے محبت کرتے ہیں ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وعظ و نصیحت

اے وہ شخص جس کے پاس سامان سفر تھوڑا ہے اور راستہ دور کا ہے۔ اے وہ شخص جو نقصان دہ چیز کی طرف متوجہ ہے اور فائدہ مند چیز کو چھوڑنے والا ہے، کیا تو اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ ہدایت کی بات تجھ پر مخفی ہے تو کب تک وقت کو ضائع کرے گا حالانکہ ایک نگران کی طرف سے ان کا شمار ہو رہا ہے۔

مضی الماضی شھیدا معدلا
واعقبہ یوم علیک شھید
فان کنت بالامس اقترفت اساءۃ
فبادر باحسان وانت حمید
ولا تبق فضل الصالحات الی غد
فرب غد یاتی وانت فقید
اذا ما المنایا اخطاتک و صادفت
حمیمک فاعلم انھا ستعود

"کل کا دن گزر گیا اس حال میں کہ وہ گواہ پھرنے کی جگہ ہے اور اس کے پیچھے ایک دن ہے جو تیرے خلاف گواہ ہو گا۔
اگر تم نے کل کوئی گناہ کیا ہے تو نیکی میں جلدی کر تاکہ تُو قابل تعریف ہو۔
نیکیوں کی فضیلت کل تک باقی نہیں رہے گی ہو سکتا ہے کہ کل کا دن آئے اور تُو موجود نہ ہو۔
جب موتیں تجھ سے خطا کر جائیں، تیرے جگری دوست تک جا پہنچیں تو جان لے کہ وہ لوٹ کر تیری طرف بھی آئیں گی۔"

گناہ کبیرہ نمبر ۴۵

دھوکہ دینا اور وعدہ پورا نہ کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔ (الاسراء: ۳۴)

اور وعدہ پورا کرو بیشک وعدے کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔

زجاج فرماتے ہیں: اللہ تعالٰی نے جس کام کا حکم دیا اور جس سے روکا وہ سب وعدے سے ہے۔

اور ارشاد باری تعالٰی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ (المائدہ: ۱)

اے ایمان والو! وعدوں کو پورا کرو۔

واحدی کہتے ہیں: والبی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ "العقود بمعنی العھود" سے وہ کام مراد ہیں جو اللہ تعالٰی نے حلال کیے اور جو حرام کیے نیز فرض فرمائے اور جو کچھ قرآن مجید میں حدود بیان کی گئیں۔

ضحاک کہتے ہیں اس سے وہ وعدے مراد ہیں جو اللہ تعالٰی نے اس امت سے لیے ہیں کہ ان کے ذریعے اللہ تعالٰی کے حلال و حرام اور فرائض مثلاً نماز وغیرہ کو پورا کریں اور وہ تمام وعدے جو امت سے لیے گئے ہیں۔ عہود عہد کی جمع ہے اور عقد معقود کے معنیٰ میں ہے اور یہ اللہ تعالٰی کے فرائض ہیں جو اس نے ہم پر پکے کردیئے اور یہ اس قدر مضبوط ہیں کہ ٹوٹنے کی طرف کوئی راستہ نہیں۔

حضرت مقاتل بن حیان فرماتے ہیں: "اوفوا بالعقود" سے مراد وہ وعدے ہیں جو تم سے قرآن میں لیے گئے کہ اس نے تمہیں اپنی اطاعت کا حکم دیا ان پر عمل کرو اور وہ ممنوع کام ہیں جن سے تم کو روکا گیا۔ اور وہ معاہدے جو تمہارے اور مشرکین کے

درمیان ہیں اور خود تمہارے آپس میں معاہدے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو اس میں منافقت کی ایک خصلت پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اسے چھوڑ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو (اس میں) خیانت کرے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑے تو گالی دے۔

(صحیح مسلم جلد اول ص۵۶)

ہر وعدہ خلاف کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کی وعدہ خلافی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص۴۱۱)

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن میں ان سے جھگڑا کروں گا۔ وہ شخص جس کو میرے نام پر دیا گیا پھر اس نے دھوکہ کیا، وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی کو اُجرت پر رکھا اور اس سے پورا کام لیا لیکن اس کی اُجرت نہ دی۔ (صحیح بخاری جلد اوّل ص۲۹۷)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس آدمی نے (اپنے مسلمان حکمران کی) اطاعت سے ہاتھ نکال لیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو شخص یوں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت (کا پٹہ) نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۲۸)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ جہنم سے بچایا جائے اور جنت میں داخل ہو تو اسے اس حالت میں موت آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور وہ لوگوں کے پاس اس چیز کے ساتھ جائے جس کے بارے میں وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اسے دیں۔ اور جو کسی امام کی بیعت کرے پس اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور اپنے دل کا

پھل اس کے حوالے کردے تو اگر ایسا کر سکتا ہو تو کرے پس اگر کوئی آ کر اس سے جھگڑا کرے تو اس کی گردن مار دو۔ (سنن نسائی جلد ۲ ص ۱۸۴)

گناہ کبیرہ نمبر ۴۶

نجومیوں اور کاہنوں سے تصدیق کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ (بنی اسرائیل: ۳۶)

ولا تقف ما لیس لک بہ علم کی تفسیر میں واحدی فرماتے ہیں کہ کلبی نے کہا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) آپ وہ بات نہ کہیں جس کا آپ کو علم نہیں۔ اور حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بات کو آپ نے نہیں سنا اس کے بارے میں نہ کہیں کہ میں نے سنا اور یہ نہ کہیں کہ میں نے دیکھا جب کہ آپ نے نہیں دیکھا اور میں نے جانا حالانکہ آپ نے نہیں جانا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس بات کا علم نہ ہو وہ نہ کہیں۔

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا کے بارے میں والبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ اور اس میں اس بات سے جھڑکا گیا ہے کہ کوئی شخص اس کو دیکھے جسے دیکھنا جائز نہیں، حرام سے نفع حاصل کرے اور ناجائز کام کا ارادہ کرے۔

ارشاد خداوندی ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ

وہ (اللہ تعالیٰ) غیب کو جانتا ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے

مَّن رَّسُوْلٍ - (الجن: ۲۶-۲۷) اس کے جس کو وہ اپنے رسولوں میں سے پسند کرے۔

ابن جوزی کہتے ہیں:
غیب کا عالم صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ ایک ہے اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ پس وہ ظاہر نہیں کرتا یعنی وہ اپنے غیب پر جسے کوئی شخص نہیں جانتا صرف اپنے رسولوں کو مطلع کرتا ہے جن کو (اس کے لیے) پسند فرماتا ہے۔ کیونکہ رسولوں کی صداقت کی دلیل ان کا غیب کی خبر دینا ہے۔

اور معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو رسالت کے لیے پسند فرماتا ہے جس قدر چاہے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ستارے غیب پر دلالت کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔[1] واللہ اعلم!

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قیافہ لگانے والے یا نجومی کے پاس گیا اس نے اس چیز کا انکار کیا جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔[2]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو بارش کا اثر تھا جو رات کو ہوئی تھی۔ آپ نے سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میرے بندوں میں سے بعض مجھ پر ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

---

[1] اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ نیز ستاروں کو ایک سبب تو مان سکتے ہیں موثر حقیقی ماننا کفر ہے۔ (۱۲ ہزاروی)

[2] اگر قیافہ شناسوں اور نجومیوں کے پاس اس نیت سے جاتا ہے کہ یہ غیب جانتے ہیں تو یہ کفر ہے کیونکہ ذاتی طور پر غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اس کے بتانے سے انبیاء کرام کو علم ہوتا ہے اگر یہ نیت نہ ہو تو کفر نہ ہوگا۔ (۱۲ ہزاروی)

بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لایا اور اس نے ستاروں کا انکار کیا اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوتی وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۱۸۹)

علماء کرام نے فرمایا: اگر کوئی مسلمان یہ کہتے ہوئے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی یہ عقیدہ رکھے کہ یہ ستارا ہی موجد ہے اور بارش کو اسی نے پیدا کیا وہ کسی شک و شبہ کے بغیر مرتد ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ یہ بارش برسنے کی علامت ہے اور جب یہ علامت ظاہر ہو تو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے بارش نازل ہوتی ہے، تو وہ کافر نہیں ہوتا، تو اس قول کی کراہت میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ ایسا کہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ کفار کے الفاظ میں سے ہیں۔ (یعنی ان کا طریقہ ہے کفر نہیں) حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے پھر اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۳۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کچھ لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے نجومیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کیا اس نے فلاں فلاں بات نہیں کہی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ کلمہ حق ہے جس کو جن یاد رکھتا ہے پھر اپنے ولی کے کان میں ڈالتا ہے اور وہ اس کے ساتھ ایک سو جھوٹ ملاتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۳۳، صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۵۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور اس بات کا ذکر کرتے ہیں جس کا آسمان میں فیصلہ ہوا۔ پس شیطان چوری چھپے سنتا ہے اور نجومیوں کے کان میں ڈالتا ہے اور وہ اس میں اپنی طرف سے ایک سو جھوٹ ملاتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۴۵۶)

حضرت قیصہ بن ابوالمخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا:

العیافة والطیرة والطرق شگون لینا، بدفالی لینا اور پرندے اُڑانا

من الجبت۔ بُت پرستی ہے۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۱۸۹)

الطرق کا معنیٰ پرندوں کا اڑانا ہے یعنی پرندوں کے ذریعے اچھی یا بری شگون لینا کہ اگر وہ دائیں طرف اڑ گیا تو برکت ہے اور بائیں جانب اڑا تو نحوست ہے۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: "العیافہ" سے خط کھینچنا مراد ہے۔

جوہری نے کہا کہ "الجبت" کا لفظ بت، نجومی اور جادوگر کے لیے بولا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

جس نے علم نجوم کا ایک شعبہ حاصل کیا اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کیا اس نے زیادہ کیا جس قدر زیادہ کیا۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۱۸۹)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نجومی جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔[1] ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں حفاظت کا سوال کرتے ہیں۔

وعظ و نصیحت

اے اللہ کے بندو! اپنے اعمال صالحہ کی فکر کرو اس سے پہلے کہ تم ضائع ہو جاؤ۔ قبروں میں جانے سے پہلے اپنے معاملات کا جائزہ لو، جانے کی تیاری کرو اس سے پہلے کہ تمہیں پھیر دیا جائے، تمہارے دوست اور بھائی کہاں ہیں؟ بلند محلات والے کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم! وہ اپنے وطن سے چلے گئے اور ان کی قبروں میں کفن بھی پھٹ گئے، ڈرانے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اگر کفریہ الفاظ استعمال کرے یا یہ کہ وہ کافروں والے کام کرتا ہے۔ (۱۲ ہزاروی)

والے نے ان کو بتایا غیبی آواز دینے والے اور سنانے والے نے پکارا کہ اہلِ عرفان سے کہو کہ سب نے فنا ہونا ہے' ان کے حالات بدل گئے۔ وہ زمانے کے ہاتھ میں کھلونا بنے وہ اولاد اور مال سے بھی غافل ہو گئے اور چند راتیں گزرنے کے بعد ان کے دوستوں نے بھی انہیں بھلا دیا' وہ مٹی سے مل گئے اور اپنے مالوں سے جُدا ہو گئے۔ ان میں سے ایک (پکار پکار کر) کہتا ہے:

من رانا فليحدث نفسه
انه وقف على قرب زوال
وصروف الدهر لا يبقى لها
ولما تاتى به صم الجبال
رب ركب قد اناخوا حولنا
يشربون الخمر بالماء الزلال
والاباريق عليهم قدمت
وعتاق الخيل تردى بالجلال
عمروا دهرا بعيش ناعم
ابيض دهرهم غير محال
ثم اضحوا لعب الدهر بهم
وكذاك الدهر يودى بالرجال

"جو شخص ہمیں دیکھے تو وہ اپنے آپ سے کہے کہ وہ زوال کے قریب کھڑا ہے۔
زمانے کی گردش اسے باقی نہیں چھوڑے گی اور ابھی اس پر مصیبت کے پہاڑ نہیں ٹوٹے۔
کتنے ہی سواروں نے ہمارے گرد اونٹ بٹھائے وہ خالص پانی کے ساتھ شراب پیتے ہیں۔
ان کے سامنے شیشیاں پیش کی گئیں اور عمدہ گھوڑے جلال کے باعث

ہلاک ہوئے۔

انہوں نے ایک زمانہ عیاشی میں گزارا' ان کا زمانہ سفید ہو جائے کوئی محال بات نہیں۔

پھر ان کی حالت یہ ہوئی کہ زمانے نے ان کے ساتھ کھیل کھیلا اور زمانہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کرتا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۴۷

عورت کا اپنے خاوند کی نافرمانی کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا۔ (النساء: ۳۴)

اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور ان کو بستروں میں الگ کر دو اور ان کو سزا دو پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بلند' بہت بڑا ہے۔

حضرت واحدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہاں "نشوز" سے مراد خاوند کی نافرمانی کرنا اور اس کی مخالفت کر کے اپنے آپ کو بلند و بالا سمجھنا ہے۔

حضرت عطاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' "نشوز" یہ ہے کہ وہ خوشبو لگائے اور اپنے آپ کو خاوند سے دور رکھے اور جو فرمانبرداری کرتی تھی اس میں تبدیلی آ جائے۔

"فعظوھن" یعنی ان کو قرآن پاک میں بیان کردہ احکام بتاؤ اور ان کو یاد دلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا حکم دیا ہے۔

"واھجروھن فی المضاجع" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ بستر پر اس کی طرف پیٹھ پھیر دے اور اس سے گفتگو نہ کرے۔

حضرت شعبی اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ ہم بستری چھوڑ دے۔

"واضربوھن" یعنی ان کو ایسی سزا دو جو تکلیف دہ نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ سزا محض ادب سکھانے کے لیے ہو جیسے خشک لکڑی کو موڑا جاتا ہے (تو زیادہ زور نہیں لگایا جاتا کہ ٹوٹ نہ جائے) اور خاوند کو چاہیے کہ اپنی بیوی کی نافرمانی کا علاج قرآن پاک کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرے جو اس آیت میں بتایا گیا کہ اگر وہ تمہاری فرمانبردار بن جاتی ہیں تو ان کے خلاف راستہ تلاش نہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف کوئی حیلے بہانے تلاش نہ کرو۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا دعا الرجل امراته الی فراشه فلم تات لعنتها الملائکة حتی تصبح۔	جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (مسلم ج۱ص ۴۶۴)

دوسری روایت میں یوں ہے کہ اگر وہ اس پر غصے کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

صحیحین کی ایک روایت میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا باتت المراة هاجرة فراش زوجها فتابی علیه الا کان الذی فی السماء ساخطا علیها حتی یرضی عنها زوجها۔ (صحیح مسلم جلد ا ص ۴۶۴)	جب کوئی عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر رات گزارے اور اس کی بات نہ مانے تو آسمان والا (یعنی اللہ تعالیٰ) اس پر ناراض ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں نہ ان کی کوئی نماز قبول ہوگی اور نہ ہی ان کی نیکی آسمان کی طرف اٹھائی جائے گی (قبول نہیں ہوگی) بھاگا ہوا غلام حتیٰ کہ وہ اپنے مالکوں کی طرف لوٹ آئے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دے، وہ عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائے اور نشے والا حتیٰ کہ اس کا نشہ اتر جائے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۸)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا:

اول ما تسال عنه المراة يوم القيامة عن صلاتها وعن بعلها۔ (کنز العمال جلد ۱۶ ص ۳۹۹)

قیامت کے دن عورت سے سب سے پہلے اس کی نماز اور خاوند (کے حقوق) کے بارے میں سوال ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ (نفلی) روزہ رکھے جب کہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے اور وہ کسی کو اس کی اجازت کے بغیر (گھر میں) آنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتی۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۷۸۲)

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۳۸)

حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ کی پھوپھی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے خاوند کا ذکر کیا تو آپ نے ان سے فرمایا:

دیکھ لو تمہارا ان سے کیا رویہ ہے وہ تمہاری جنت بھی ہیں اور تمہارا جہنم بھی۔

(کنز العمال جلد ۱۶ ص ۳۳۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرماتا جو اپنے خاوند کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ (التمہید جلد ۳ ص ۳۲۷)

آپ سے مروی ہے، فرمایا:

جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکلتی ہے تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ واپس آجائے یا توبہ کرلے۔ (جامع ترمذی جلد اول ص ۱۳۸)

پس عورت پر لازم ہے کہ اپنے خاوند کی رضا تلاش کرے اور اس کی ناراضگی سے بچے اور وہ جب بھی اس کے قرب کا ارادہ کرے تو یہ انکار نہ کرے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے تو اسے اس کے پاس آنا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۹۵)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر عورت کو کوئی عذر لاحق ہو جیسے حیض یا نفاس کا خون آرہا ہو تو (اب) اس کے پاس جانا جائز نہ ہوگا۔

اور خاوند کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ عورت سے حیض و نفاس کی حالت میں ہم بستری کا مطالبہ کرے اور جب تک وہ (پاک ہو کر) غسل نہ کرلے اس سے جماع نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ۔ (البقرہ: ۲۲۲)

پس حیض کی حالت میں عورتوں سے بچو اور ان کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائیں۔

یعنی جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے جماع کے قریب نہ جاؤ۔ ابن قتیبہ فرماتے ہیں "یطھرن" سے مراد یہ ہے کہ خون آنا بند ہو جائے پس جب پاک ہو جائیں یعنی غسل کرلیں۔

اور پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حیض والی عورت سے جماع کرتا ہے یا عورت سے بدفعلی کرتا ہے، اس نے اس بات کا انکار کیا جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۹۰)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص عورت سے حالت حیض میں جماع کرتا ہے یا اس سے بد فعلی کرتا ہے وہ لعنتی ہے۔ (اتحاف جلد ۵ ص ۳۷۵)

اور نفاس کا خون (جو بچے کی ولادت کے بعد آتا ہے) حیض کی طرح ہے، اس کے (زیادہ سے زیادہ) چالیس دن ہیں۔[1]

پس عورت کے لیے جائز نہیں کہ اگر اس کا خاوند حیض اور نفاس کی حالت میں اس کے قریب جانے کا ارادہ کرے تو وہ اس کو اجازت دے البتہ اس کے علاوہ اس کا حکم مانے۔

عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو خاوند کی نگرانی میں جانے اور اس کی اجازت کے بغیر اپنی ذات اور خاوند کے مال میں تصرف نہ کرے اور اس کے حق کو اپنے حق سے اور اس کے رشتہ دار کے حقوق کو اپنے رشتہ داروں کے حقوق سے مقدم سمجھے اور اچھی طرح صفائی رکھتے ہوئے خاوند کے نفع حاصل کرنے کے لیے تیار رہے اور اپنے حسن کے ذریعے خاوند پر فخر کا اظہار نہ کرے اور اگر اس میں کوئی عیب تو اس کی برائی بیان نہ کرے۔

حضرت اصمعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک جنگل میں گیا تو وہاں ایک خوبصورت عورت تھی جس کا خاوند بد صورت تھا۔ میں نے اس عورت سے کہا کہ تُو اس شخص کی بیوی بننے پر کیسے راضی ہو گئی؟ اس نے کہا اے فلاں! سنو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ نہایت حسین ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے ثواب کے طور پر عطا فرمایا ہو شاید میں اللہ تعالیٰ کے حق میں بری ہوں تو مجھے اس کی سزا اس کی صورت میں دی ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

---

[1] آج کل عورتوں نے یہ رواج بنا رکھا ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن تک غسل نہیں کرتیں اور نمازیں بھی چھوڑ دیتی ہیں یہ غلط ہے۔ جب نفاس کا خون ختم ہو چکا ہے چند دنوں کے بعد ہو تو فوراً غسل کریں اور نماز پڑھیں۔ (۱۲ ہزاروی)

اے عورتوں کی جماعت! اگر تمہیں معلوم ہو کہ تمہارے خاوندوں کے تمہارے ذمہ کیا حقوق ہیں تو عورت اپنے خاوند کے قدموں کی غبار اپنے چہرے کے رخسار سے صاف کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری بیویاں جو اہل جنت سے ہیں، یعنی وہ محبت کرنے والی عورت ہے کہ جب خاوند ناراض ہو جائے یا تو وہ اپنے خاوند کے پاس آکر اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی میں رکھ کر کہتی ہے۔ میں اس وقت نیند کا ذائقہ تک نہیں چکھوں گی جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ۔ (الدر المنثور جلد ۲ ص ۱۵۳)

عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے خاوند سے ہمیشہ حیاء کرے اس کے سامنے آنکھیں جھکا دے اور اس کا حکم مانے اس کی گفتگو کے وقت خاموش رہے۔ اس کے آنے پر کھڑی ہو، ہر اس کام سے دور رہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ جب وہ باہر جانے لگے تو اس کے ساتھ کھڑی ہو، اس کے سونے کے وقت اپنے آپ کو اس پر پیش کرے جب وہ موجود نہ ہو تو اس کے بستر، مال اور گھر کے حوالے سے خیانت سے بچے۔ خوشبو لگا کر رکھے اور ہمیشہ مسواک کرے۔ اس کے سامنے ہمیشہ زینت اختیار کرے جب کہ اس کی عدم موجودگی میں زینت اختیار نہ کرے۔ خاوند کے گھر والوں اور رشتہ داروں کی عزت کرے اور اس کی طرف سے تھوڑی چیز کو بھی زیادہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی عورت کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور خاوند کی فرمانبرداری میں کوشش کرے اور اس کی رضا طلب کرے وہی اس کی جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو عورت اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔ (جامع ترمذی جلد اول ص ۱۳۸)

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جب عورت پانچ نمازیں پڑھے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۰۶)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنے خاوند کی اطاعت کرنے والی عورت کے لیے ہوا میں پرندے، پانی میں مچھلیاں، آسمان میں فرشتے اور سورج اور چاند بخشش کی دعا کرتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے خاوند کو راضی رکھتی ہے اور جو عورت اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔

اور جو عورت اپنے خاوند کے سامنے تیوری چڑھائے (پیشانی پر بل لائے) تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کو ہنسائے اور راضی کرے اور جو عورت اپنے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر جائے اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، چار (قسم کی) عورتیں جنت میں جائیں گی اور چار (قسم کی) عورتیں جہنم میں جائیں گی۔ وہ چار جو جنت میں جائیں گی: (۱) تو وہ پاک دامن عورت جو اللہ تعالیٰ اور اپنے خاوند کا حکم مانتی ہے۔ (۲) بچے جننے والی اور تھوڑے مال پر بھی خاوند کے ساتھ صبر اور قناعت کرنے والی عورت۔ (۳) حیا والی عورت کہ اگر اس کا خاوند غائب ہو تو اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرتی ہے اور اگر وہ موجود ہو تو اس سے اپنی زبان کو روک رکھتی ہے۔ (۴) اور وہ عورت جس کا خاوند مرجائے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں تو وہ اپنے آپ کو بچوں کے لیے روک رکھے، ان کی تربیت کرے اور ان سے اچھا سلوک کرے اور اس ڈر سے نکاح نہ کرے کہ یہ بچے ضائع ہو جائیں گے۔

اور وہ چار عورتیں جو جہنم میں جائیں گی تو ایک عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کے سامنے زبان درازی کرتی ہے اور فحش کلام کرتی ہے اگر وہ غائب ہو تو اپنی حفاظت نہیں کرتی اور اگر وہ موجود ہو تو اسے زبان سے اذیت پہنچاتی ہے، دوسری عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتی ہے، تیسری عورت وہ ہے جو مردوں کے سامنے پردہ نہیں کرتی اور گھر سے زینت اختیار کر کے نکلتی ہے، اور چوتھی وہ

عورت ہے جس کا کام صرف کھانا، پینا اور سونا ہے اسے نماز، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اور خاوند کی فرمانبرداری میں رغبت نہیں ہوتی۔ پس جب عورت کی یہ حالت ہو اور وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے تو جہنمی ملعون ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو میں نے زیادہ جہنمی عورتوں کو پایا۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد اوّل ص ۲۳۴)

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے خاوند کی اطاعت بہت کم کرتی ہیں اور زینت زیادہ اختیار کرتی ہیں یعنی جب باہر جانے کا ارادہ کرتی ہیں تو عمدہ کپڑے پہنتی اور خوب بن سنور کر باہر جاتی ہیں اور یوں مردوں کو فتنے میں ڈالتی ہیں اگر وہ اپنے آپ کو محفوظ بھی کر لے تو لوگ اس (کے فتنے) سے نہیں بچ سکتے۔

اس لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المراۃ عورۃ فاذا خرجت من بیتھا استشرفھا الشیطان۔

(مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۱۴)

عورت پردے کی چیز ہے جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔

عورت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بڑی بات جو حاصل ہوتی ہے وہ ہے جو گھر میں حاصل ہوتی ہے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ عورت پردے کی چیز ہے پس اسے گھر میں بند رکھو کیونکہ عورت جب راستے کی طرف نکلتی ہے تو اس کے گھر والے کہتے ہیں، کہاں جا رہی ہے وہ کہتی ہے۔ مریض کی بیماری پرسی یا جنازے کے لیے جا رہی ہوں تو شیطان اس کے ساتھ مسلسل رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ گھر سے باہر نکل جاتی ہے اور عورت اللہ تعالیٰ کی رضا اس حالت سے بڑھ کر تلاش نہیں کرتی کہ وہ اپنے خاوند کے گھر بیٹھے اپنے رب کی عبادت اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت خاتون جنت رضی

اللہ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ! عورت کے لیے کیا بہتر ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ کہ وہ مردوں کو اور مرد اسے نہ دیکھے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کیا تمہیں حیا نہیں، کیا تمہیں غیرت نہیں آتی؟ تم میں ایک اپنی بیوی کو اجازت دیتا ہے کہ وہ مردوں کے درمیان نکلتی ہے وہ ان کو دیکھتی ہے اور وہ اسے دیکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضر ہوئے اور وہ نابینا تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہٖ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں وہ ہمیں نہ تو دیکھتے ہیں نہ پہچان سکتے ہیں؟

رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم ان کو دیکھ نہیں سکتیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۲۹۶)

تو جس طرح مرد کے لیے مناسب ہے کہ عورت سے اپنی نگاہ کو پست رکھے اسی طرح عورت کو بھی چاہیے کہ وہ مرد سے اپنی نگاہ کو پست رکھے جس طرح حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کا قول گزر چکا ہے کہ عورت کے لیے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھے اور نہ مرد اس کو دیکھیں۔

اور اگر وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کی ملاقات یا کسی دوسرے کام کے لیے باہر جانے پر مجبور ہو جو اس کے لیے ضروری ہے تو اپنے خاوند کی اجازت سے جائے اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے بلکہ گھر کے میلے کچیلے کپڑے پہن کر جائے۔ (مطلب یہ ہے کہ ایسا لباس پہنے جس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ اس کی طرف نہ ہو) اور چلتے ہوئے اپنی نگاہ کو جھکا کر رکھے اور زمین کی طرف دیکھے دائیں بائیں نہ دیکھے۔ اگر ایسا نہیں کرے گی تو گناہ گار ہو گی۔

منقول ہے کہ ایک عورت دنیا میں اپنی زینت کو ظاہر کیا کرتی تھی اور گھر سے اسی انداز میں باہر نکلتی اس کے مرنے کے بعد اس کے گھر والوں سے بعض لوگوں نے اسے

خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں باریک کپڑوں میں پیش کی گئی اور ہوا چلی جس سے اس کا جسم ننگا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے اعراض فرمایا۔ اور فرمایا اسے بائیں طرف جہنم میں لے جاؤ کیونکہ یہ دنیا میں اپنی زینت کو ظاہر کرنے والی تھی۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ کو بہت زیادہ روتا ہوا پایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے علی! ایک رات مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنی امت کی کچھ عورتوں کو دیکھا جن کو مختلف قسم کا عذاب ہو رہا ہے تو میں ان کو سخت عذاب میں مبتلا دیکھ کر رو پڑا اور ایک عورت کو دیکھا جو بالوں کے ساتھ لٹکائی گئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا اور ایک دوسری عورت کو دیکھا کہ اس کو زبان کے ساتھ لٹکایا گیا تھا اور اس کے حلق میں کھولتا ہوا پانی ڈالا جا رہا ہے ایک اور عورت کو دیکھا جس کے پاؤں کو اس کے پستانوں سے اور اس کے ہاتھوں کو پیشانی سے باندھا گیا ہے۔ ایک دوسری عورت کو دیکھا جو پستانوں کے ذریعے لٹکائی گئی ہے۔ ایک عورت کو دیکھا جس کا سر خنزیر کی طرح اور بدن گدھے جیسا ہے۔ وہ ایک لاکھ طرح کے عذابوں میں مبتلا ہے۔ ایک دوسری عورت کو دیکھا وہ کتے کی صورت میں ہے آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی ہے اور پچھلے راستے سے نکلتی ہے اور فرشتے اس کے سر میں آگ کے گرز مار رہے ہیں۔

حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا اٹھ کھڑی ہوئیں اور عرض کیا اے میرے محبوب (ابا جان) اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ان عورتوں کے اعمال کیا تھے کہ ان کو اس عذاب میں مبتلا کیا گیا؟

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی! وہ عورت جو اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی ہے وہ (دنیا میں) مردوں سے اپنے بالوں کا پردہ نہیں کرتی تھی اور جو عورت اپنی زبان کے ذریعے لٹکی ہوئی ہے وہ اپنے خاوند کو اذیت دیا کرتی تھی، جو عورت

اپنے پستانوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے وہ اپنے خاوند کے بستر کو خراب کرتی تھی اور جس عورت کے پاؤں اس کے پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے باندھے ہوئے ہیں اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط ہیں وہ اپنے بدن کو جنابت (ناپاکی) اور حیض سے نہیں بچاتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔ اور جس عورت کا سر خنزیر اور بدن گدھے کی طرح ہے وہ چغل خور جھوٹی تھی اور وہ عورت جو کتے کی صورت پر ہے اور آگ اس کے منہ میں داخل ہو کر اس کی پچھلی طرف سے نکل جاتی ہے وہ بہت احسان جتانے والی اور بہت حسد کرنے والی عورت ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو اذیت پہنچاتی ہے تو حورعین میں سے اس کی بیوی کہتی ہے اس کو تکلیف نہ پہنچا، اللہ تجھے ہلاک کرے اور جو خاتون اپنے خاوند کی نافرمانی کرے اسے پکارتی ہے: اے خرابی کی بیٹی! (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۸)

خاوند کی ذمہ داری

جب عورت کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے خاوند کا حکم مانے اور اس کی رضا طلب کرے تو خاوند کو بھی اس کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی برتنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی کہ اگر اس سے برے اخلاق ظاہر ہوں تو ان پر صبر کرے اور نفقہ، لباس اور اچھی معاشرت کے حوالے سے اس کا حق ادا کرے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (النساء: ۱۹) — اور ان (عورتوں) سے اچھا سلوک کرو۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ سنو! بے شک تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تم پر بھی حق ہے۔ تم پر ان کا حق یہ ہے کہ ان کے لباس اور کھانے کے سلسلے میں ان سے اچھا سلوک کرو اور ان کا تمہارے

ذمہ حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے نہ روندنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ان لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں جن کو تم پسند نہیں کرتے۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۵۱)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (عورتوں) کو "عوان" یعنی قیدیوں کی طرح قرار دیا۔ "عوان"، "عانیہ" کی جمع ہے یعنی قیدی عورت۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو قیدی سے تشبیہ دی کہ وہ مرد کے حکم کی پابند ہوتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم میں سے وہ شخص زیادہ بہتر ہے جو اپنے گھر والوں سے سب سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

(کنزالعمال ج ۱۶ ص ۳۷۱)

ایک دوسری روایت میں ہے:

خیرکم الطفکم باھلہ۔ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں پر زیادہ مہربان ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جو شخص اپنی بیوی کی بداخلاقی پر صبر کرے اس کو اتنا ثواب ملے گا جس قدر حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی آزمائش پر ملا اور جو عورت اپنے خاوند کی بداخلاقی پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اسے اس قدر ثواب عطا کرے گا جتنا ثواب فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم کو دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی بیوی کی بداخلاقی کی شکایت کرنے حاضر ہوا۔ وہ دیر تک آپ کے دروازے پر کھڑا انتظار کرتا رہا۔ اس نے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ آپ سے تیز گفتگو کر رہی ہیں اور لڑ رہی ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خاموش ہیں۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیتے تو وہ شخص واپس ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عنہ جیسے سخت اور مضبوط انسان کا یہ حال ہے حالانکہ آپ تمام مومنوں کے امیر ہیں تو میرا کیا حال ہو گا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور اسے اپنے دروازے سے پھرتے ہوئے دیکھا تو اسے آواز دی۔ فرمایا اے شخص! تجھے کیا کام تھا؟ اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں آپ کے پاس اپنی بیوی کے برے اخلاق اور اس کی مجھ پر زبان درازی کی شکایت کرنے حاضر ہوا تھا لیکن جب میں نے آپ کی زوجہ کو آپ سے اس انداز میں گفتگو کرتے ہوئے سنا تو میں واپس چلا گیا اور میں نے سوچا کہ جب حضرت امیر المومنین کا اپنی بیوی سے یہ معاملہ ہے تو میرا کیا حال ہو گا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھائی! میں اس کی بات اس لیے برداشت کرتا ہوں کہ اس کے میرے ذمہ حقوق ہیں۔ وہ میرے لیے کھانا پکاتی ہے، میرے لیے نانبائی کا کام دیتی ہے، میرے کپڑے دھوتی ہے اور میری اولاد کو دودھ پلاتی ہے اور یہ تمام باتیں اس پر واجب نہیں ہیں۔ اور پھر اس کی وجہ سے میرا دل حرام (کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ) سے سکون پاتا ہے اس لیے میں اس کی باتیں برداشت کرتا ہوں۔

اس شخص نے کہا اے امیر المومنین! میری بیوی کا بھی یہی حال ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس میرے بھائی! تو بھی اس کی باتیں برداشت کر۔ یہ تھوڑی سی مدت ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک نیک شخص کا ایک اسلامی بھائی تھا اور وہ بھی نیکوکار تھا۔ یہ ہر سال اس کی ملاقات کے لیے جاتا تھا۔ چنانچہ یہ اس کی ملاقات کے لیے آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیوی نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا میں تمہارے خاوند کا اسلامی بھائی ہوں۔ اس کی ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ عورت نے کہا وہ لکڑیاں لانے گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے واپس نہ لائے، نہ سلامت رکھے اور اسے یوں کرے، یوں کرے۔ وہ مسلسل اس کی مذمت کرتی رہی۔

چنانچہ وہ اس کے دروازے پر کھڑا ہی تھا کہ وہ شخص پہاڑ کی طرف سے آیا اور اس نے لکڑیوں کا گٹھا شیر کی پیٹھ پر رکھا ہوا تھا۔ جس کو وہ اپنے سامنے چلا رہا تھا۔ اس

نے اپنے آنے والے مسلمان بھائی کو سلام اور خوش آمدید کہا اور گھر میں داخل ہو گیا۔ لکڑیاں بھی اندر لے گیا اور شیر سے کہا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ پھر اپنے مسلمان بھائی کو اندر لے گیا اور اس کی بیوی اسی پہلی حالت پر تھی۔ وہ اس کی برائی بیان کر رہی تھی اور یہ شخص اسے کوئی جواب نہیں دے رہا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کچھ کھایا پھر اس کو رخصت کر دیا۔ مہمان بھائی کو اس شخص کے صبر پر تعجب ہو رہا تھا کہ اس نے کس طرح اپنی بیوی کی بات برداشت کی۔ راوی کہتے ہیں جب دوسرا سال آیا تو اس کا وہ (مسلمان) بھائی حسبِ معمول اس کی ملاقات کے لیے آیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو عورت نے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا میں تمہارے خاوند کا فلاں اسلامی بھائی ہوں۔ اس عورت نے کہا آپ کا آنا مبارک ہو۔ بیٹھئے۔ ان شاء اللہ میرا خاوند عنقریب خیر و عافیت کے ساتھ آئے گا۔

راوی کہتے ہیں اس شخص کو اس عورت کی اچھی گفتگو اور ادب پر تعجب ہوا۔ اتنے میں اس کا بھائی آیا جس نے اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھا رکھی تھیں۔ اس کو اس پر بھی تعجب ہوا۔ وہ آیا سلام کیا اور گھر کے اندر خود بھی داخل ہوا اور مہمان کو بھی لے گیا۔ عورت نے دونوں کے لیے کھانا حاضر کیا اور وہ ان دونوں کو بڑے نرم لہجے میں بلاتی تھی۔ جب اس نے جدائی کا ارادہ کیا تو کہا اے میرے بھائی میں جو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس کا مجھے جواب دو۔ اس نے کہا میرے بھائی کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں گزشتہ سال آیا تو تیری بیوی سخت لہجے میں کلام کر رہی تھی۔ اس نے ادب کا بہت کم مظاہرہ کیا اور تمہاری مذمت بہت زیادہ کی اور تجھے دیکھا کہ تو پہاڑ سے لکڑیاں شیر پر رکھ کر لا رہا ہے اور وہ تیرے سامنے مسخر ہے۔ اور اس سال تیری بیوی کو دیکھا کہ وہ نرم لہجے میں گفتگو کرتی ہے، تیری مذمت بھی نہیں کرتی اور یہ بھی دیکھا کہ تو لکڑیاں خود اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟

اس شخص نے جواب دیا اے میرے بھائی! میری وہ بیوی فوت ہو گئی ہے۔ میں اس کی بد اخلاقی پر صبر کرتا تھا۔ میں اس کے ساتھ نہایت سختی اور تکلیف کے دن گزار رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شیر کو مسخر کر دیا جس کو تم نے دیکھا کہ وہ میری لکڑیاں

اٹھائے ہوئے ہے اور یہ میرے صبر اور تکلیف برداشت کرنے کی وجہ سے تھا۔
جب سے میں نے اس نیک عورت سے شادی کی ہے تو میں اس کے ساتھ آرام میں ہوں لیکن وہ شیر مجھ سے چلا گیا اور میں اس مبارک اطاعت گزار عورت سے آرام پانے کی وجہ سے خود لکڑیاں اٹھا رہا ہوں۔
پس ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے پسندیدہ کام پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ بے حد جود و کرم والا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۴۸

تصویر بنانا

کپڑے، دیوار، پتھر، درہم (روپے پیسے) اور باقی چیزوں پر تصویر بنانا، چاہے وہ کسی بھی چیز سے بنائی جائے، اسے مٹانے کا حکم ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ (الاحزاب: ۵۷)	بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی اور ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کیا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو تصاویر بناتے ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الذین یصنعون الصور یعذبون یوم القیامۃ، یقال	بے شک وہ لوگ جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے

لھم: "احیوا ما خلقتم"۔ (مسلم شریف ج ۲ ص۲۰۹) گا اور ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تم نے بنایا تھا ان کو زندہ کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے اپنی الماری پر سرخ باریک کپڑے کا پردہ ڈال رکھا تھا جس پر کچھ مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو آپ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن ان لوگوں کو سخت ترین عذاب ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسے کاٹ کر اس سے دو تکیے بنا لیے۔ (مسلم شریف ج۲ ص۲۱۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا:

کل مصور فی النار، یجعل له بکل صورة صورها نفس یعذب فی نار جهنم۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص۲۰۱)

ہر مصور جہنم میں جائے گا اس نے جو صورت بنائی ہوگی اس کی جگہ ایک جان بنائی جائے گی تو اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

من صور صورة فی الدنیا کلف ان ینفخ فیها الروح یوم القیامة ولیس بنافخ فیها ابدا۔ (صحیح مسلم ج۲ ص۲۰۱)

جو شخص دنیا میں کوئی تصویر بنائے گا اسے قیامت کے دن اس میں روح پھونکنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ اس میں کبھی روح پھونک نہیں سکے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے۔ انہیں چاہیے کہ گندم کا ایک دانہ پیدا کریں یا جو کا ایک دانہ پیدا کریں یا ایک ذرہ ہی پیدا کر

دیں۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۰۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے دن جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی اور وہ کہے گی میں تین آدمیوں پر مسلط کی گئی ہوں۔ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے۔ ہر سرکش متکبر اور تصویر بنانے والے لوگ۔

(الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۴۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا صورة۔ جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸)

سنن ابی داؤد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا، تصویر اور جنبی (ناپاک) ہو۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۲۱۸)

حضرت خطابی رحمہ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو رحمت اور برکت لے کر آتے ہیں۔ وہ فرشتے مراد نہیں جو حفاظت کے لیے ہیں۔ وہ جنبی اور غیر جنبی کسی سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے وہ جنبی مراد نہیں جو ناپاک ہونے کے بعد غسل میں تاخیر کرتا ہے حتیٰ کہ نماز کا وقت آجاتا ہے۔ بلکہ وہ جنبی مراد ہے جو ناپاک ہونے کے بعد غسل نہیں کرتا اور اس میں سستی کرتا ہے اور اس بات کو اس نے عادت بنا رکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے پاس ایک غسل کے ساتھ تشریف لے جاتے (یعنی آخر میں غسل فرماتے) اور اس میں وجوب غسل کے پہلے وقت سے تاخیر کرنا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں آرام فرماتے اور پانی کو ہاتھ تک نہ لگاتے۔ (ابوداؤد شریف جلد ۱ ص ۳۴) (یعنی غسل نہ

کرتے اور یہ امت کی آسانی کے لیے تھا)

جہاں تک کتے کا تعلق ہے تو اس سے وہ کتا مراد ہے جو کھیتی اور جانوروں کی حفاظت اور شکار کے لیے نہ ہو اور اگر کتا رکھنے پر مجبور ہو تو بعض کاموں میں اس کی حاجت کے پیش نظر کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح گھر کی حفاظت کے لیے ضروری ہو تو بھی حرج نہیں۔

اور جہاں تک صورتوں کا تعلق ہے تو اس سے ذی روح چیزوں کی صورتیں مراد ہیں۔ چاہے وہ بت بنا کر کھڑے کیے جائیں یا چھت یا دیوار پر نقش و نگار بنائے جائیں۔ کسی نمدے میں تصویر ہو یا کسی کپڑے یا جگہ میں بُن کر بنائی جائے۔ ان سب پر عمومی حکم ہے۔ لہٰذا ان سے بچنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔

جو شخص تصاویر کو ضائع کرنے پر قادر ہو اس پر لازم ہے کہ ان کو ضائع کر دے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں حضرت حیان بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا۔ وہ یہ کہ میں کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑوں اور جو قبر بلند ہو اس کو برابر کر دوں۔

(صحیح مسلم جلد اول ص ۳۱۲)

(نوٹ: یہ کفار کی قبریں تھیں جو زیادہ بلند تھیں۔ مسلمانوں کی قبروں کے بارے میں یہ حکم نہیں کہ ان کو زمین کے برابر کر دیا جائے۔ ۱۲ ہزاروی۔)

پس ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے پسندیدہ کاموں کے لیے توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۴۹

ماتم کرنا

مصیبت کے وقت چہرے پر تھپڑ مارنا، پیٹنا، کپڑے پھاڑنا، سر منڈانا، بال اکھیڑنا اور ہائے خرابی ہائے خرابی پکارنا۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ۔

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اپنے رخسار پیٹتا، گریبان پھاڑتا اور جاہلیت کی پکار پکارتا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۶۴)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالقہ، حالقہ اور شاقہ سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔۔۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷۳)

صالقہ وہ عورت ہے جو بلند آواز سے روتی پیٹتی ہے، حالقہ وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت اپنے بال منڈواتی اور اکھیڑتی ہے اور شاقہ اس عورت کو کہتے ہیں جو مصیبت کے وقت اپنا گریبان پھاڑتی ہے اور یہ سب کام علماء کرام کے نزدیک بالاتفاق حرام ہیں۔ اسی طرح (مصیبت کے وقت) بالوں کو بکھرا ہوا چھوڑنا، رخسار پیٹنا، چہرہ نوچنا اور ہائے تباہی ہائے ہلاکت جیسے الفاظ پکارنا بھی حرام ہے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت لیتے ہوئے یہ وعدہ لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷۵) (یعنی پیٹنے سے منع فرمایا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگوں میں دو باتیں کفر (کے دور کی نشانیاں) ہیں۔ کسی کے نسب میں طعن کرنا اور میت پر پیٹنا۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۵۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹنے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۹۰)

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تکلیف میں مبتلا ہوئے اور آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ آپ کا سر مبارک خاندان کی ایک خاتون کی گود میں تھا۔ وہ چلاتے ہوئے رونے لگی تو آپ اس کو روک نہ سکے لیکن جب افاقہ ہوا تو فرمایا جس بات سے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں، میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ (مصیبت کے وقت) پیٹنے والی، بال منڈوانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کا اظہار فرمایا۔

(صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷۳)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیہوش ہوئے تو ان کی بہن ان کے فضائل کے سلسلے میں کہنے لگیں کہ تم ایسے ہو، ایسے ہو۔ جب آپ کی طبیعت بحال ہوئی تو فرمایا: تم نے جو کچھ کہا مجھ سے پوچھا گیا کہ واقعی تم ایسے ہو۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۶۱۱)

صحیح بخاری و مسلم میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المیت یعذب فی قبرہ بما نیح علیہ۔	میت کو قبر میں اس وجہ سے (بھی) عذاب ہوتا ہے کہ اس پر پیٹا جائے۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۰۳)

(مطلب یہ ہے کہ جب وہ وصیت کر جائے کہ مجھ پر نوحہ کرنا اور پیٹنا یا دل سے چاہتا ہو کہ میرے مرنے پر لوگ اس طرح کریں تو اسے اس وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہتا بھی نہ ہو اور وصیت بھی نہ کرے تو پھر عذاب نہیں ہوتا کہ رونا پیٹنا اس کا

عمل نہیں جس کی اسے سزا ملے گی۔ ۱۲ ہزاروی)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: جب کوئی شخص مر جائے اور اس پر رونے والے کہیں ہائے سردار اور پہاڑ او فلاں فلاں مقام والے تو دو فرشتے مسلط ہوتے ہیں جو اس کو مکے مارتے ہیں کہ کیا تو اس طرح تھا؟

(جامع ترمذی جلد اول ص ۱۹)

(نوٹ: یہاں بھی وہی مراد ہے کہ جب وہ اس کی وصیت کرے یا اس پر خوش ہو)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی ہوگی کہ اس پر تارکول کی شلوار اور خارشی قمیص ہوگی۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۳۴۴)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دو بیوقوفی اور فسق و فجور پر مبنی آوازوں سے روکا گیا ہے۔ (اتحاف جلد ۶ ص ۴۵۷) ایک گانے اور اس کے آلات جو شیطانی مزامیر ہیں، کی آواز اور دوسری وہ آواز جو مصیبت کے وقت نکالی جاتی ہے۔ چہرہ نوچا جاتا ہے، گریبان پھاڑا جاتا ہے اور شیطان کی طرح رونے کی آواز نکالی جاتی ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو آوازیں ملعون ہیں: گانے کے وقت مزامیر کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کے لیے آواز نکالنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان نوحہ کرنے والی عورتوں کو قیامت کے دن دو قطاروں میں کیا جائے گا تو وہ جہنمیوں پر کتوں کی طرح بھونکیں گی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۱)

حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رونے کی آواز سنی تو آپ اندر داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ دوسرے حضرات بھی تھے۔ پس آپ ان عورتوں کو مارنے لگے۔ حتیٰ کہ ایک نوحہ کرنے والی تک پہنچے تو اسے مارا۔ یہاں تک کہ اس کا دوپٹہ گر گیا۔ آپ نے فرمایا: میں اسے اس لیے مارتا ہوں کہ یہ نوحہ کرتی ہے اور یہ عزت کے قابل نہیں ہے۔ یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں روتی

بلکہ یہ اس لیے آنسو بہاتی ہے کہ تم سے تمہارے درہم لے اور یہ تمہارے فوت شدہ لوگوں کو قبروں میں اور تمہارے زندہ لوگوں کو ان کے گھروں میں (ذہنی) اذیت پہنچاتی ہے۔ کیونکہ یہ صبر سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس (صبر) کا حکم دیا ہے اور یہ رونے پیٹنے کا حکم دیتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے۔

نوحہ اور اس کا حکم

روتے ہوئے آواز بلند کرنا نوحہ (بین) ہے۔ اسی طرح نوحہ کرنے والی کا میت کی خوبیاں بلند آواز سے ذکر کرتے ہوئے اس پر رونا بھی نوحہ ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں زیادہ بلند آواز سے رونا حرام ہے لیکن آواز بلند کرنے اور پیٹنے کے بغیر میت پر رونا حرام نہیں ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی اور آپ کے ہمراہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے تو آپ کے رونے کی وجہ سے صحابہ کرام بھی رو پڑے۔ آپ نے فرمایا:

کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔ آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷۴)

صحیح بخاری و مسلم میں ہی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ (آنسو بہانا) کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۰۱)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کی روح پرواز کرنے والی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی (روتے ہیں)؟

آپ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔ پھر فرمایا بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس پر ہمارا رب راضی ہوتا ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷۴)

احادیث کا مفہوم

جن صحیح احادیث میں آیا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے تو وہ اپنے ظاہر اور اطلاق پر محمول نہیں بلکہ ان کی تاویل کی جاتی ہے، چنانچہ اس سلسلے میں علماء کی مختلف تاویلات ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن سب سے زیادہ بہتر قول یہ ہے کہ جب میت اس رونے کا سبب بنے یعنی وہ ان کو وصیت وغیرہ کر گیا ہو۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب فرماتے ہیں کہ موت سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں رونا جائز ہے لیکن پہلے بہتر ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب موت ثابت ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے۔ (صحیح بخاری جلد اوّل ص ۱۷۴)

تو حضرت امام شافعی اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہ نے واضح طور پر فرمایا کہ موت کے بعد رونا مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے اور اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے کہ اس سے کراہت مراد ہے۔ واللہ اعلم!

نوحہ کرنے والی کو سزا کیوں؟

نوحہ کرنے والی عورت کے لیے عذاب اور لعنت اس لیے ہے کہ وہ رونے پیٹنے کی ترغیب دیتی اور صبر سے روکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے صبر کرنے اور ثواب کی طلب کا حکم دیا۔ نیز بے صبری اور غضبناک ہونے سے منع فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ (البقرة: ۱۵۳)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد مانگو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہے کہ) میں تمہارے ساتھ ہوں تمہاری مدد کروں گا اور تمہیں ذلیل و رسوا نہیں کروں گا۔

ارشاد خداوندی ہے "لنبلونکم" (ہم تمہیں آزماتے رہیں گے) یعنی تم سے وہ معاملہ کریں گے جو کسی آزمائش میں مبتلا شخص سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام امور کے انجام کو جانتا ہے لہٰذا وہ آزمانے کا محتاج نہیں کہ وہ عاقبت کو جانے بلکہ وہ ان سے ایسا معاملہ کرے گا جو اس شخص سے کیا جاتا ہے جو کسی آزمائش میں مبتلا ہو۔ پس جس نے صبر کیا اسے اس کے صبر کا ثواب ملے گا اور جس نے صبر نہ کیا وہ ثواب کا مستحق نہیں ہوگا۔

اور ارشاد خداوندی:

بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ۔

کچھ خوف اور بھوک کے ساتھ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں خوف سے دشمن کا خوف اور بھوک سے قحط وغیرہ مراد ہے۔

اور فرمایا نقص من الاموال (مالوں کی کمی سے) مال میں نقصان اور خسارہ اور جانوروں کا ہلاک ہونا مراد ہے۔ "الانفس" (جانیں) یعنی موت، قتل، بیماری اور بڑھاپے کے ذریعے آزمائش ہوگی۔ "الثمرات" (پھل) یعنی باغات۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح پھل آنا چاہیے، اس طرح نہیں آئے گا۔

اس کے بعد آیت کو صبر کرنے والوں کو خوشخبری دینے کے ساتھ ختم کیا تاکہ اس بات پر دلالت ہو کہ جو شخص ان مصائب پر صبر کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ نے ثواب کا

وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وبشر الصابرین۔ — اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجئے۔

پھر ان لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

الذین اذا اصابتھم مصیبۃ۔ — وہ لوگ کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے۔

یعنی جن مصیبتوں کا ذکر کیا گیا (خوف وغیرہ) جس آدمی کو بھلائی حاصل ہو اس کے بارے میں یوں نہیں کہا جاتا کہ اسے مصیبت پہنچی --- (مصیبت پہنچنے پر) وہ لوگ کہتے ہیں "انا للہ" بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں وہ ہم سے جو سلوک چاہے کرے "انا الیہ راجعون" بے شک ہم نے ہلاکت اور فنا ہونے کے بعد اسی کی طرف رجوع کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسی کے حکم کے پابند ہوں گے کیونکہ دنیا میں لوگ بھی حاکم بنتے ہیں لیکن جب لوگوں کی حکومت ختم ہو جائے گی تو تمام معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من مصیبۃ یصاب بھا المؤمن الا کفر اللہ بھا عنہ حتی الشوکۃ یشاکھا۔ — مومن کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس سے (گناہ) مٹا دیتا ہے حتیٰ کہ اسے جو کانٹا پہنچتا ہے (وہ بھی کفارہ ہوتا ہے)

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۸)

حضرت علقمہ ابن مرثد بن سابط رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اصیب بمصیبہ فلیذکر مصیبتہ بی فانھا اعظم المصائب۔ — جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ مجھے پہنچنے والی مصیبت کو یاد کرے وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد ۷ ص ۲۶۲۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کسی شخص کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ وہ کہتے ہیں یا اللہ! اس نے تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جنت میں ایک مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد (تعریف والا گھر) رکھو۔

(الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۷)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:
جب میں اپنے بندے کے اس پیارے کی روح قبض کرتا ہوں جس سے وہ دنیا والوں میں سے سب سے زیادہ چاہتا ہے پھر وہ صبر کرتا ہے تو اس کا بدلہ صرف جنت ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۳ ص ۹۵۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی سعادت مندی سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے اور انسان کی بد بختی سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناراض ہو۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۶۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب موت کا فرشتہ کسی مومن کی روح قبض کرتا ہے تو وہ دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے (میت کے) گھر والوں میں شور اٹھتا ہے ان میں سے بعض اپنے رخسار پیٹتے ہیں، کچھ کے بال بکھرے ہوتے ہیں اور کچھ ہائے خرابی اور ہلاکت پکار رہے ہوتے ہیں۔ موت کا فرشتہ پوچھتا ہے یہ چیخ و پکار اور گھبراہٹ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے تم میں سے کسی کی عمر میں کمی نہیں کی۔ تم میں سے کسی کا رزق نہیں لے گیا اور نہ ہی تم میں سے کسی پر ظلم کیا ہے۔ اگر تمہارا شکوہ اور ناراضگی مجھ پر ہے تو میں قسم بخدا! حکم کا پابند ہوں۔ اگر اپنی میت پر غصہ ہے تو وہ مجبور ہے اور اگر تم اپنے رب پر ناراض ہو رہے ہو تو تم اس کے منکر ہو۔ میں تو تمہارے پاس بار بار آؤں گا حتیٰ کہ تم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ موت کے فرشتے کی جگہ دیکھ لیں اور اس کا کلام سن لیں تو وہ اپنی میت کو بھول کر اپنے اوپر رونا شروع کر دیں۔

تعزیت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

من عزی مصابا فله مثل اجره۔ (جامع ترمذی جلد اول ص ۱۲۷)

جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے (تسلی دے) اس کے لیے اس کی مثل ثواب ہے۔

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

من عزی ثکلی کسی بردا من الجنة۔ (جامع ترمذی ج۱ ص ۱۲۷)

جس نے کسی ایسی عورت سے تعزیت کی جس کا بچہ مرگیا (یا گم ہوگیا) اسے جنتی چادر پہنائی جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے فاطمہ! گھر سے باہر آنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں فلاں گھر والوں کے پاس گئی تھی۔ میں نے ان کی میت کے لیے رحمت کی دعا کی اور ان کو تسلی دی۔ (تعزیت کی)

(سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۸۹)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ما من مؤمن یعزی اخاه بمصیبة الا کساه الله من حلل الكرامة یوم القيامة۔ (الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۴)

جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی مصیبت میں اس سے تعزیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عزت کے لباس پہنائے گا۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تعزیت کا مطلب ذکر کی تلقین کرنا اور ایسی باتیں کرنا ہے جن سے میت والوں کو تسلی ہو ان کا غم ہلکا ہو اور مصیبت معمولی معلوم ہو۔

اور تعزیت مستحب ہے کیونکہ یہ نیکی کرنے کا حکم اور برائی سے روکنے پر مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بھی داخل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ (المائدہ: ۲) اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

تعزیت کے سلسلے میں یہ سب سے اچھی دلیل ہے۔

تعزیت صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے جو دفن سے پہلے اور بعد دونوں وقت مستحب ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب فرماتے ہیں میت کے فوت ہونے سے دفن کے بعد تین دن تک تعزیت باقی رہتی ہے، ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ تین دن کے بعد تعزیت مکروہ ہے کیونکہ تعزیت سے مصیبت زدہ کے دل کو تسلی ہوتی ہے اور عام طور پر تین دن کے بعد اس کا دل ٹھہر جاتا ہے لہٰذا اس کے لیے نیا غم پیدا نہ کیا جائے۔ ہمارے جمہور اصحاب نے یہی فرمایا ہے۔

ہمارے اصحاب میں سے حضرت ابوالعباس فرماتے ہیں کہ تیسرے دن کے بعد بھی تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ اگرچہ طویل وقت گزر جائے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مختار بات یہ ہے کہ تین دن کے بعد تعزیت نہ کی جائے۔ البتہ دو صورتوں کو ہمارے اصحاب (شافعی مسلک والوں) نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ یعنی جب وہ شخص جس کو مصیبت پہنچی ہے یا جس سے تعزیت مقصود ہے دفن کے وقت غائب ہو اور وہ تین دن کے بعد واپس گھر آئے۔ دفن کرنے سے پہلے کی نسبت دفن کرنے کے بعد تعزیت افضل ہے کیونکہ پہلے اہلِ میت تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی جدائی کی وجہ سے وہ زیادہ پریشان ہوتے ہیں اور یہ اس وقت ہے جب ان کو زیادہ چیخ و پکار

کرتے ہوئے نہ دیکھا جائے۔ اگر یہ صورت نظر آئے تو دفن سے پہلے تعزیت کی جائے تاکہ ان کو تسلی دی جائے۔

تعزیتی اجتماع

اور تعزیت کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے۔ یعنی میت کے گھر والے ایک گھر میں بیٹھ جائیں تاکہ تعزیت کرنے والا وہاں ان کے پاس آئے۔

(اس کا مقصد یہ ہے کہ خاص اسی مقصد کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے۔ ورنہ گھر میں بیٹھنا منع نہیں ہے کیونکہ گھر میں نہیں بیٹھیں گے تو تعزیت کرنے والے ان کو کہاں تلاش کریں گے۔ نیز اس صورت میں مکروہ ہوگا جب آنے والوں کے لیے کھانا پکایا جائے۔ ۱۲ ہزاروی)

تعزیت کا لفظ مشہور ہے اور تعزیت کے بہترین کلمات وہ ہیں جو صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں، وہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں ایک پیغام بھیجا اور آپ کو اس بات کی اطلاع کی کہ ان کا ایک صاحبزادہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام رساں سے فرمایا واپس جا کر ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ اس نے لیا اور جو کچھ عطا کیا اور اس کے ہاں ہر چیز کا ایک مقرر وقت ہے پس ان سے کہو کہ صبر کریں اور ثواب کی نیت کریں۔ (آگے مکمل حدیث ہے) (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۰۱)

حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اسلام کے بڑے بڑے قواعد میں سے ہے جو بہت سے اصول دین، اس کے فروع اور آداب نیز مصائب، غموں اور بیماریوں وغیرہ کی صورت میں صبر کے حکم پر مشتمل ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۰۱ حاشیہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ "اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لیا" اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام عالم اس کی ملک ہے وہ تمہاری چیز نہیں لیتا بلکہ وہ اپنی چیز لیتا ہے جو تمہارے پاس امانت ہے۔

"اور اسی کا ہے جو اس نے عطا کیا" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو کچھ تمہیں ہبہ کیا ہے، وہ اس کی ملکیت سے نہیں نکلتا بلکہ یہ سب کچھ اسی کا ہے وہ اس میں جو چاہے کرے۔

"اور ہر چیز کے لیے اس کے پاس وقت مقرر ہونے" کا مطلب یہ ہے کہ تم اس پر رونے پیٹنے کی راہ اختیار نہ کرو کیونکہ جس پر اس نے قبضہ کیا اس کا مقرر وقت ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کا (وقت سے) آگے یا پیچھے ہونا محال ہے۔ پس جب تم ان تمام باتوں کو جانتے ہو تو آنے والی مصیبت پر صبر کرو اور صبر کا قصد کرو۔

حضرت معاویہ بن ایاس رضی اللہ عنہما اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ایک صحابی کو نہ دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کے جس بیٹے کو دیکھا تھا وہ فوت ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ اس صحابی نے کہا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اس پر آپ نے اس کو تسلی دی۔ پھر فرمایا: اے فلاں تجھے کیا بات زیادہ پسند ہے؟ تو زندگی میں اس سے نفع اٹھائے یا یہ کہ کل تو جنت کے کسی دروازے پر جائے تو اسے وہاں پہلے سے موجود پائے اور وہ اس دروازے کو تمہارے لیے کھولے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی وہ مجھ سے پہلے جنت میں جا کر اس کا دروازہ کھولے مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا پس تمہارے لیے یہی ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا یہ بات صرف اسی کے لیے ہے یا سب مسلمانوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ (التمہید جلد ۶ ص ۳۴۹، مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۳)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جنت البقیع کی طرف نکلے تو ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو ایک قبر پر جھکی ہوئی رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کی بندی! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو۔

اس نے کہا اے بندۂ خدا! میرا بچہ مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کی بندی! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے اگر آپ کو تکلیف پہنچی

ہوتی تو آپ مجھے معذور سمجھتے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو۔ اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! آپ نے مجھے سنا دیا۔ اب واپس چلے جائیں۔ راوی کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے چھوڑ کر واپس تشریف لائے تو ایک مسلمان شخص نے اس عورت کو دیکھا اور اس کے پاس آکر پوچھا کہ اس شخص نے تم سے کیا کہا؟ اس نے وہ بات بتا دی جو حضور علیہ السلام نے فرمائی تھی اور اپنا جواب بھی بتایا۔

اس نے کہا: تم جانتی ہو وہ کون تھا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتی۔ اس نے کہا تجھ پر افسوس وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ دوڑی دوڑی گئی، حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: صبر پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۰۱)

یعنی مصیبت پہنچتے وقت صبر کرنا اچھا ہے۔ بعد میں طبیعت کو تسلی ہو جاتی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا جو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے تھا، انتقال کر گیا۔ انہوں نے گھر والوں سے کہا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو نہ بتانا میں خود ہی بتا دوں گی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے ان کے سامنے کھانا رکھا۔ انہوں نے کھایا اور (پانی) پیا پھر انہوں نے اپنے آپ کو (اپنے خاوند کے لیے) پہلے سے بھی اچھی طرح تیار کیا تو حضرت ابوطلحہ نے ان کا قرب حاصل کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے ہیں اور ان سے سرور حاصل کر چکے ہیں تو کہا اے ابوطلحہ! آپ کا کیا خیال ہے کچھ لوگوں نے کسی کے پاس ادھار سامان رکھا پھر ان سے واپس مانگا تو کیا وہ ان سے روک سکتے ہیں؟

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا تو اپنے بیٹے پر صبر کیجئے اور ثواب کی نیت کریں۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا۔ انہوں نے فرمایا تم نے مجھے یہ سب کام کرنے دیا اور پھر میرے بیٹے کی اطلاع دی۔ اللہ کی قسم! تم صبر کے اعتبار سے مجھ پر غالب نہیں آسکتیں۔ اس کے بعد وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بتایا۔ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری رات (کے عمل) میں برکت عطا فرمائے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۹۸)

ایک دوسری حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما اعطی احدا عطاء خیرا اوسع من الصبر۔

کسی شخص کو صبر سے بہتر (اور) وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔

(التمہید ج ۱۰ ص ۱۳۲)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر تم ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے صبر کرو تو بہتر ہے ورنہ جانوروں کی طرح تمہیں بھی تسلی ہو جائے گی۔

ایک حکیم نے ایک شخص کو جسے مصیبت پہنچی تھی، کہا کہ تم سے وہ مال چلا گیا جو تم نے جمع کیا پس تجھ سے ہرگز وہ مال نہ جائے جس سے تم نے منہ پھیرا اور وہ ثواب ہے (یعنی بے صبری کے ذریعے ثواب ضائع نہ کرنا)

اور ایک دوسرے دانا نے کہا کہ عقلمند آدمی مصیبت کے دنوں میں پہلے دن وہ کام کرتا ہے جو جاہل شخص پانچ دن کے بعد کرتا ہے۔

میں نے کہا یہ بات معلوم ہے کہ وقت گزرنے پر مصائب سے تسلی ہو جاتی ہے اسی لیے شارع علیہ السلام نے پہلے صدمہ پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ بات پہنچی کہ عبدالرحمٰن بن مہدی کا بیٹا فوت ہوگیا ہے اور اس پر عبدالرحمٰن بہت زیادہ بے صبری کا اظہار کر رہے ہیں تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کو پیغام بھیجا کہ اے میرے بھائی اپنے نفس کو اس چیز سے تسلی دو جس کے ذریعے دوسروں کو تسلی دیتے ہو اور اپنے عمل سے اس چیز کو برا سمجھو جسے دوسروں کے فعل سے برا سمجھتے ہو۔

اور جان لو کہ اگر مصائب جاری رہیں تو سرور چلا جاتا ہے لیکن اجر سے محرومی نہیں ہوتی۔

تو کیسے ہوگا جب ہم گناہ کمانے کے باوجود اکٹھے ہوں گے، پس اے بھائی اپنا حصہ

حاصل کرو جبکہ وہ تمہارے قریب ہے۔ اس سے پہلے کہ تم طلب کرو وروہ تم سے دور ہو چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ مصائب کے وقت تمہیں صبر عطا کرے اور ہمارے اور تمہارے لیے صبر کا اجر محفوظ فرمائے اور اس کو یوں لکھا:

انی معزیک لا انی علی ثقة من الحیاة ولکن سنة الدین

فما المعزی بباق بعد میته ولا المعزی ولو عاشا الی حین

"میں تجھے تسلی دیتا ہوں اور مجھے بھی اپنی زندگی پر اعتماد نہیں لیکن دین کا طریقہ یہی ہے۔

جس سے تعزیت کی گئی وہ اپنے فوت ہونے والے کے بعد باقی نہیں رہتا اور نہ تعزیت کرنے والا باقی رہتا ہے چاہے کچھ عرصہ زندہ کیوں نہ رہے۔"

ایک شخص نے اپنے کسی بھائی کو اس کے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے لکھا:

حمد و صلوٰۃ کے بعد! بچہ جب تک زندہ رہتا ہے اپنے والد کے لیے غم اور آزمائش کا باعث ہوتا ہے جب اسے آگے بھیج دیتا ہے تو اس کے لیے رحمت کا سبب ہوتا ہے۔ لہٰذا تیرا غم اور آزمائش جو تم سے چلی گئی اس پر غمگین نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض جو رحمت عطا فرمائی ہے اسے ضائع نہ کر۔

موسیٰ بن مہدی نے ابراہیم بن سلمہ کے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے ان کو لکھا۔ اس نے آپ کو خوش رکھا جب وہ آزمائش اور فتنہ تھا اور آپ غم میں مبتلا ہوئے جب وہ آپ کے لیے رحمت کا سبب بن گیا۔

ایک شخص نے دوسرے آدمی سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ جو تیرے لیے آخرت میں اجر بنے گا وہ اس سے بہتر ہے جو دنیا میں سرور اور خوشی کا باعث تھا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے ایک بیٹے کو دفن کیا گیا پھر وہ قبر کے پاس ہنس پڑے۔ آپ سے پوچھا گیا کیا آپ قبر کے پاس ہنس رہے ہیں؟ فرمایا میں شیطان کو ذلیل و رسوا کر رہا ہوں (یعنی وہ میرا صبر چھیننا چاہتا ہے اور میں اس کی مرضی کے خلاف کر رہا ہوں)۔

حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:
جو شخص اجر و ثواب کی نیت سے مصیبت برداشت نہیں کرتا ہے اسے جانوروں کی طرح تسلی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت حمید اعرج فرماتے ہیں: میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے فرمایا: مجھے اس میں ایک عادت کا علم ہے۔ پوچھا گیا وہ کیا؟ فرمایا یہ فوت ہو جائے گا تو میں صبر کروں گا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کی وجہ سے غمگین تھا اور اس نے اس بات کی آپ سے شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: تمہارا بیٹا تم سے غائب رہتا تھا؟ اس نے کہا ہاں اس کا غائب رہنا اس کی موجودگی سے زیادہ ہوتا تھا۔ فرمایا: اسے غائب ہی سمجھو۔ وہ تم سے اس طرح غائب ہوا ہے کہ اس پر تمہارے لیے زیادہ اجر ہے۔ اس نے کہا: اے ابو سعید (حضرت حسن بصری) اب میرے لیے بیٹے کا صدمہ برداشت کرنا آسان ہو گیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیٹا تکلیف میں تھا۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: بیٹے کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں اپنے آپ کو حق میں محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم میرے (نامہ اعمال کے) ترازو میں ہو تو میرے لیے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں تیرے ترازو میں ہوں (یعنی میں تیرے انتقال پر صبر کر کے اجر پاؤں) اس نے کہا جو کچھ آپ کو پسند ہے وہ مجھے اپنی پسند کے مقابلے میں زیادہ محبوب ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپ نے پڑھا:

وما الدهر الا هكذا	زمانہ اسی طرح کرتا ہے پس اس پر صبر
فاصطبر له رزية مال او فراق	کر مال کی مصیبت یا محبوب کا فراق۔

حبیب۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ایک پھوڑا ہوا تو آپ نے اسے (پاؤں کو) پنڈلی سے کاٹ دیا اور کسی نے آپ کو نہ روکا۔ اور آپ بہت بوڑھے تھے۔ آپ نے اس

رات اپنا وظیفہ ترک نہ کیا البتہ یہ کہا بیشک ہم نے اپنے اس سفر سے تھکاوٹ محسوس کی اور آپ نے یہ اشعار پڑھے:

لعمری ما اهویت کفی لریبه
ولا نقلتنی نحو فاحشة رجلی
ولا قادنی سمعی ولا بصری لها
ولا دلنی رایی علیها ولا عقلی
واعلم انی لم تصبنی مصیبة
من الدهر الا قد اصابت فتی قبلی

"مجھے اپنی عمر کی قسم میں نے اپنے ہاتھ کو کسی تہمت والی جگہ کی طرف نہیں جھکایا اور میرا پاؤں کسی بے حیائی کی طرف چل کر نہیں گیا۔
نہ میری سماعت و بصارت نے مجھے اس طرف متوجہ کیا اور نہ ہی میری رائے اور میری عقل نے اس کی طرف مجھے راہ دکھائی۔
اور میں جانتا ہوں کہ مجھے زمانے کی جو بھی مصیبت پہنچی ہے مجھ سے پہلے نوجوانوں کو بھی پہنچتی رہی ہے۔"

اور انہوں نے کہا: اے اللہ! اگر تُو نے آزمایا ہے تو عافیت بھی عطا کی ہے اور اگر تُو نے کچھ لیا ہے تو باقی بھی رکھا ہے، تُو نے ایک عضو لیا اور دوسرے اعضا کو باقی رکھا۔ ایک بیٹا لیا تو دوسرے بیٹوں کو باقی رکھا۔

اسی رات ایک نابینا شخص ولید کے پاس آیا جو بنو عیس سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اس (نابینا) سے اس کی آنکھوں کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں رات کے وقت وادی کے دامن میں رہا اور بنو عیس کے کسی شخص کے پاس مجھ سے زیادہ مال نہ تھا۔ رات کے وقت سیلاب آیا تو میرے اہل و عیال اور مال و اسباب کو بہا کر لے گیا۔ صرف ایک اونٹ اور ایک بچہ باقی رہا اور میرا اونٹ بہت سرکش تھا۔ میں اس کے پیچھے چلا۔ میں بچے سے کچھ دور گیا ہوں گا کہ میں نے اس کی آواز سنی۔ میں نے واپس آکر دیکھا تو بچے کا سر اس کے پیٹ میں تھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

پھر میں اونٹ کے پیچھے گیا تاکہ اسے پکڑوں تو اس نے مجھے پاؤں مارا جو میرے چہرے پر لگا اور میری بینائی چلی گئی۔ چنانچہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ میری اہل و اولاد اور اونٹ وغیرہ کچھ بھی میرے پاس نہ رہا۔

ولید نے کہا اس شخص کو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ زمین میں ان سے زیادہ سخت آزمائش میں مبتلا لوگ ہیں۔

ذکر کیا گیا ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا اور ان کی داڑھی پر خون بہہ رہا تھا تو اس حالت میں آپ یوں فرما رہے تھے:

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین، اللھم انی استعین بک علیھم، واستعینک علی جمیع اموری، واسالک الصبر علی ما ابتلیتنی۔

اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں، یا اللہ! میں ان لوگوں کے خلاف تیری مدد کا طالب ہوں اور اپنے تمام امور پر تیری مدد چاہتا ہوں اور اس آزمائش کی گھڑی میں صبر کا سوال کرتا ہوں۔

مدائنی کہتے ہیں میں نے جنگل میں ایک عورت دیکھی۔ اس سے زیادہ خوبصورت جسم اور حسین چہرے والی عورت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! تو حالت اعتدال اور خوشی میں ہوگی۔ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ مجھ پر غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں اور میں عنقریب تمہیں بتاؤں گی۔

اس نے کہا میرا خاوند تھا اور دو بیٹے تھے۔ ان کے باپ نے عیدالاضحیٰ کے دن بکری ذبح کی اور بچے کھیل رہے تھے۔ بڑے نے چھوٹے سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ باپ نے بکری کس طرح ذبح کی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس نے اس کو ذبح کر دیا۔ جب خون دیکھا تو گھبرا کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا اور اسے بھیڑیئے نے کھا لیا۔ اس کا باپ اس کی تلاش میں نکلا تو پیاس سے مر گیا تو زمانے نے مجھے تنہا کر دیا۔ میں نے کہا تو کس طرح صبر کرتی ہے؟ اس نے کہا اگر یہ صدمہ دائمی ہوتا تو میں ہمیشہ پریشان رہتی۔ لیکن یہ ایک زخم تھا جو مندمل ہو گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

من کان له فرطان من امتی دخل الجنة۔

میری امت میں سے جس کے دو بچے فوت ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(مشکوۃ شریف ص ۱۵۱ باب البکاء علی المیت، دخل الجنة کی جگہ ادخله الله بهما الجنة ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے؟ آپ نے فرمایا جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے وہ بھی (جنت میں جائے گا) اسے توفیق دی گئی۔ میں نے کہا آپ کے جس امتی کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو تو؟ فرمایا: میں ان کے لیے آگے جاؤں گا اور میرے فراق کی مثل ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۳۳۴)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قدم ثلاثة من الولد لم یبلغوا الحنث کانوا له حصنا۔

جس کے تین بیٹے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہوئے وہ اس کے لیے قلعہ ہوں گے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۳۳۴)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے دو بچے چلے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا دو بھی، سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا ایک بچہ فوت ہوا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۸۰) آپ نے فرمایا اور ایک بھی لیکن یہ پہلے صدمہ پر (صبر کرنے پر) ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد اوّل ص ۴۵۱)

حضرت وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم حربی رحمہ اللہ کا ایک بیٹا تھا جو دس سال کا تھا۔ اس نے حفظ کیا اور فقہ و حدیث میں بہت زیادہ دسترس حاصل کی اس کا انتقال ہوا تو میں تعزیت کے لیے گیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا میں اپنے اس بیٹے کی موت چاہتا تھا۔ میں نے کہا اے ابو اسحاق! آپ دنیا کے عالم ہیں اور اس قسم کی بات کہتے ہیں۔

وہ نہایت نیک بخت بچہ تھا۔ اس نے قرآن مجید حفظ کیا اور فقہ وحدیث کا علم حاصل کیا۔

انہوں نے فرمایا: ہاں (میں نے یہ تمنا کی کیونکہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور کچھ بچے ہیں جن کے ہاتھوں میں پانی کے مٹکے ہیں۔ وہ لوگوں کا استقبال کرتے اور ان کو پانی پلاتے ہیں اور وہ دن بہت زیادہ گرم دن ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ان بچوں میں سے ایک سے کہا کہ مجھے اس پانی سے پلاؤ۔ فرماتے ہیں اس نے میری طرف دیکھا اور کہا تم میرے باپ نہیں ہو۔ میں نے کہا تم کون ہو؟ تو اس نے کہا ہم وہ بچے ہیں جو حالت اسلام میں فوت ہوئے اور ہمارے باپ ہمارے بعد آئے۔ ہم ان کا استقبال کرتے ہیں اور ان کو پانی پلاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم حربی فرماتے ہیں اسی وجہ سے میں نے اپنے بیٹے کی موت کی تمنا کی۔

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابو حسان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہم سے کوئی حدیث بیان کریں جس سے ہمارے دل اپنے فوت شدہ لوگوں کے بارے میں خوش ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ہاں ان کے چھوٹے بچے جنت کے چھوٹے چھوٹے پرندے (یا کیڑے) ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے باپ سے یا (فرمایا) اپنے والدین سے ملاقات کرتا ہے تو اس کے کپڑے یا ہاتھ پکڑ کر سیدھا جنت میں لے جاتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں ابتدائی زندگی میں کھیل کود اور شراب نوشی کی طرف متوجہ رہتا تھا۔ میں نے ایک لڑکی خرید کر اسے لونڈی بنایا اور اس سے میرے لیے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے مجھے بہت محبت تھی۔ حتیٰ کہ وہ چلنے پھرنے لگی۔ میں جب بھی شراب پینے بیٹھتا تو وہ آکر مجھے کھینچتی اور شراب میرے سامنے گرا دیتی۔ جب وہ دو سال کی ہوئی تو انتقال کر گئی۔ میں بہت زیادہ غمگین ہوا۔

فرماتے ہیں جب پندرہویں شعبان کی رات کو میں سویا تو میں شراب کی وجہ سے مدہوش ہو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور میں اپنی قبر سے نکلا

ہوں۔ اچانک ایک بہت بڑا سانپ میرے پیچھے لگا اور مجھے کھانا چاہتا تھا۔ میں اس سے بھاگتا تھا اور وہ میرے پیچھے پیچھے تھا۔ میں جب بھی تیز دوڑتا وہ بھی میرے پیچھے تیز دوڑتا اور میں اس سے خوف زدہ تھا۔ میں اپنے راستے پر جا رہا تھا کہ ایک بوڑھا شخص ملا جس کے کپڑے نہایت صاف تھے اور وہ کمزور تھا۔

میں نے کہا اے شیخ! خدا کے لیے مجھے اس سانپ سے بچاؤ جو مجھے کھانا اور ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا اے بیٹے! میں بہت بوڑھا ہوں اور یہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ میں اس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تم تیز دوڑو شاید اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بچالے۔

فرماتے ہیں میں تیز تیز دوڑنے لگا اور وہ میرے پیچھے تھا۔ میں جہنم کے طبقات پر پہنچا اور وہ (جہنم کی آگ) ابل رہی تھی اور قریب تھا کہ میں اس میں گر جاؤں کہ اچانک ایک کہنے والے نے کہا تو جہنم کا اہل نہیں ہے۔ پس میں واپس بھاگنے لگا اور وہ سانپ میرے پیچھے پیچھے تھا۔

اچانک میں ایک پہاڑ پر جا چڑھا جو روشن تھا۔ اس میں کچھ طاقچے تھے جن کے دروازے بھی تھے اور ان پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ اچانک ایک کہنے والے نے کہا اس فقیر کو لے لو اس سے پہلے کہ اس کا دشمن اس تک پہنچے دروازے کھلے اور پردے ہٹے تو کچھ بچے میری طرف متوجہ ہوئے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح تھے اور میری بیٹی بھی ان میں شامل تھی۔

اس نے مجھے دیکھا تو اس نے نور کی ایک مٹھی بھر کر دائیں ہاتھ سے سانپ کی طرف پھینکی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اور وہ میری گود میں بیٹھ گئی اور کہا اے ابا جان:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔ (الحدید: ۱۶)	کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے جھک جائیں اور اس حق کے لیے جو اس نے نازل کیا۔

میں نے کہا بیٹی! تمہیں قرآن مجید کا علم ہے؟ اس نے کہا میں تم سے زیادہ جانتی

ہوں۔ میں نے کہا بیٹی تم لوگ یہاں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا ہم جو مسلمانوں کے بچے فوت ہوئے وہ قیامت تک یہاں ٹھہرائے جائیں گے۔ ہم آپ لوگوں کے منتظر ہیں کہ آپ لوگ ہمارے پاس آئیں--- میں نے کہا اے بیٹی! یہ سانپ جو مجھے دوڑا رہا تھا اور مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا کیا ہے؟ اس نے کہا ابا جان! یہ آپ کا برا عمل ہے جسے آپ نے مضبوط کیا تو وہ آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے---

میں نے پوچھا وہ بوڑھے بزرگ کون ہیں جن کو میں نے دیکھا ہے۔ اس نے کہا یہ آپ کے اچھے اعمال ہیں جن کو آپ نے کمزور رکھا ہے۔ حتیٰ کہ وہ آپ کے برے اعمال کا مقابلہ نہ کر سکے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کیجئے اور ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں وہاں سے اٹھا اور بیدار ہو گیا۔ پس میں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی۔

تو اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھیں۔ اس نے اولاد کو کس قدر برکت عطا فرمائی۔ جب وہ چھوٹی عمر میں فوت ہو جائیں بچے ہوں یا بچیاں، والدین سے ان کو آخرت میں نفع حاصل ہو گا بشرطیکہ وہ صبر کریں اور ثواب کی نیت کرتے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں، ان کو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ حاصل ہو گا۔ فرمایا:

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (البقرۃ: ۱۵۶)

وہ لوگ کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بے شک ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

یعنی ہم اور ہمارے مال سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ وہ ہم سے جو سلوک چاہے کرے ہم ہلاک اور فنا ہونے والے ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بندے کو مصیبت دو باتوں میں سے ایک کی وجہ سے پہنچتی ہے۔ یا تو اس گناہ کی وجہ سے جس کی بخشش اس مصیبت کی وجہ سے ہوتی ہے یا کوئی درجہ ہوتا ہے کہ اس

مصیبت کے بغیر اس تک رسائی نہیں ہوتی۔۔۔ (کنزالعمال جلد ۳ ص ۳۴۸)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں اس امت کو مصیبت کے وقت وہ چیز دی گئی جو ان سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی نہیں دی گئی اور وہ انا للہ وانا الیہ راجعون کے کلمات ہیں۔ اگر یہ کلمات انبیاء کرام علیہم السلام کو دیئے جاتے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیئے جاتے جب انہوں نے فرمایا: یا اسفی علی یوسف (ہائے یوسف (علیہ السلام) پر افسوس ہے)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا: جو شخص مصیبت کے وقت یہ کلمات پڑھے:

انا للہ وانا الیہ راجعون	بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور
اللھم اجرنی فی مصیبتی	بے شک ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا
واخلف لی خیرا منھا۔	ہے۔ یا اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر دے
(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۷)	اور اس سے بہتر عطا فرما۔

تو اللہ تعالیٰ اس کا اچھا بدل عطا فرماتا ہے۔۔۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے کہا ابو سلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ پھر میں نے یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۱)

حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر مجھے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو میں چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں۔ ایک بار اس بات پر کہ اس سے بڑی مصیبت نہیں آئی۔ دوسری بار اس لیے کہ اس نے مجھے اس پر صبر کی توفیق عطا فرمائی۔ تیسری بار اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی کہ میں ثواب کی امید رکھتا ہوں اور چوتھی بار اس لیے حمد بیان کرتا (اور شکر ادا کرتا ہوں) کہ یہ مصیبت میرے دین میں نہیں بنائی۔ (یعنی میرا دینی نقصان نہیں ہوا) ارشاد خداوندی ہے:

أُولَـٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ۔ (البقرہ: ۱۵۷)

ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوات سے مراد اس کی رحمت اور مغفرت ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَأُولَـٰٓئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُونَ۔ (البقرہ: ۱۵۷)

اور وہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کی راہنمائی حاصل ہوئی اور کہا گیا ہے کہ اس سے جنت اور ثواب مراد ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

دو عدل بہترین ہیں اور وہ "اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ ہیں اور بہترین علاوہ (ہر چیز کا زائد حصہ) واولئک ھم المھتدون ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۵۶)

لیکن جب مصیبت کے وقت ناراضگی کا اظہار کرے اور ہائے تباہی ہائے ہلاکت پکارے یا اپنے رخسار پیٹے یا گریبان پھاڑے یا بال نوچے یا سر منڈوالے یا بال کاٹے یا اکھاڑے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی اور لعنت ہے۔ وہ مرد ہو یا عورت۔

یہ بات بھی مروی ہے کہ مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارنا بھی اجر کو ضائع کر دیتا ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ جس شخص کو مصیبت پہنچے اور وہ اس پر کپڑے پھاڑے یا رخسار پیٹے یا گریبان پھاڑے یا بال اکھیڑے تو گویا یہ ایک تیر ہے جس کے ذریعے وہ اپنے رب سے لڑنا چاہتا ہے۔ اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں سے رونے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا لیکن اس پر عذاب دیتا ہے زبان سے رونے پیٹنے پر عذاب ہوتا ہے۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ میت کو قبر میں اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ جب پیٹنے والی کہتی ہے اے قوت و بازو! اے مددگار، اے (لباس) پہنانے

والے! میت کو کھینچا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کیا تم ان کے بازو تھے؟ کیا تم ان کے مددگار تھے؟

رونا پیٹنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ غم کو بڑھاتا اور صبر کو دور کرتا ہے۔ نیز اس میں قضائے الٰہی کو تسلیم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر یقین رکھنے کی خلاف ورزی ہے۔

واقعہ

حضرت صالح مری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں ایک رات قبرستان میں تھا تو میں سو گیا۔ اچانک دیکھا کہ کچھ قبریں پھٹ گئیں اور ان میں سے مردے نکل کر حلقے بنا کر بیٹھ گئے اور ان پر کچھ تھال اترے جو ڈھانپے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نوجوان کو طرح طرح کا عذاب دیا جا رہا تھا۔ وہ فرماتے ہیں میں اس کی طرف بڑھا اور میں نے کہا اے نوجوان! تجھے کیا ہوا کہ ان لوگوں میں سے صرف تجھے عذاب دیا جا رہا ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے نیک بندے! جاؤ اور جس بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ امانت ادا کرو اور میری بے کسی پر رحم کھاؤ، شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں سے مجھے نجات دے۔ میں جب سے فوت ہوا ہوں میری ماں نے رونے اور پیٹنے والی عورتوں کو جمع کر کے مجھ پر پیٹنے کا کام شروع کر دیا ہے اور وہ ہر دن مجھ پر روتی پیٹتی ہے اور اسی وجہ سے مجھے عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ آگ میرے دائیں، میرے بائیں، میرے آگے اور میرے پیچھے ہے اور اس کی وجہ میری والدہ کے ناشائستہ کلمات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے میری طرف سے اچھا بدلہ نہ دے۔ پھر وہ رونے لگا حتیٰ کہ اس کے رونے کی وجہ سے میں بھی رو پڑا۔

پھر اس نے کہا اے اللہ کے نیک بندے! میری ماں فلاں جگہ رہتی ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تم اپنے بیٹے کے عذاب کا باعث کیوں بن رہی ہو۔ تم نے میری پرورش کی اور مجھے مصائب سے بچایا۔ پس جب میں مر گیا تو تم نے مجھے عذاب میں پھینک دیا۔

اے میری ماں! اگر تم مجھے دیکھو تو میری گردن میں طوق اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ہیں اور عذاب کے فرشتے مجھے مارتے اور جھڑکتے ہیں۔ اگر تم میرا برا حال دیکھو تو مجھ پر رحم کھاؤ اور اگر تم یہ رونا پیٹنا ختم نہیں کرو گی تو جس دن آسمان پھٹ جائیں گے اس دن اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اس دن لوگ فیصلے ہی کے منتظر ہوں گے۔

حضرت صالح فرماتے ہیں میں گھبرایا ہوا بیدا ہوا اور صبح تک اسی جگہ پریشانی کی حالت میں ٹھہرا رہا۔ صبح ہوئی تو میں شہر میں داخل ہوا اور وہاں میرا ایک ہی کام تھا یعنی اس نوجوان کی ماں کا گھر تلاش کرنا۔ مجھے وہ گھر بتایا گیا تو میں وہاں پہنچا۔ دروازے پر ایک سیاہ پردہ تھا اور رونے پیٹنے والوں کی آوازیں گھر سے باہر آ رہی تھیں۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو بوڑھی عورت باہر آئی اور اس نے کہا: اے فلاں شخص تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا میں اس نوجوان کی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جو فوت ہوا ہے۔ اس نے کہا اس سے تمہارا کیا کام ہے؟ وہ اپنے غم میں مشغول ہے۔ میں نے کہا اسے میری طرف بھیجو۔ میرے پاس اس کے بیٹے کا ایک پیغام ہے۔ وہ عورت داخل ہوئی اور اسے خبر دی۔ چنانچہ اس نوجوان کی ماں اس حالت میں باہر آئی کہ اس پر سیاہ لباس تھا اور بہت زیادہ رونے اور پیٹنے کی وجہ سے اس کا چہرہ بھی سیاہ ہو چکا تھا۔

اس نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں صالح المری ہوں۔ گزشتہ رات میں نے قبرستان میں تیرے بیٹے کو فلاں فلاں عذاب میں مبتلا دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ عذاب میں ہے اور کہہ رہا ہے اے میری ماں! تو نے میری پرورش کی اور مجھے مصائب سے بچایا لیکن جب میں فوت ہوا تو تو نے مجھے عذاب میں پھینک دیا۔ اگر تو نے اپنے اس عمل کو نہ چھوڑا تو جس دن ایک آسمان دوسرے آسمان سے پھٹ کر الگ ہو جائے گا اس دن اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔

جب اس خاتون نے یہ بات سنی تو اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور وہ زمین پر گر پڑی اور جب افاقہ ہوا تو خوب روئی اور کہا اے میرے بیٹے اگر مجھے تیرے حال کا علم ہوتا تو میں یہ کام نہ کرتی۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات سے توبہ کرتی ہوں۔ اس کے

بعد وہ اندر گئی اور رونے پیٹنے والیوں کو واپس کیا اور اپنا لباس بھی تبدیل کیا۔

اس نے ایک تھیلی میرے سپرد کی جس میں بہت سے درہم تھے اور کہا اے صالح! یہ درہم میرے بیٹے کی طرف سے صدقہ کردو۔ جب دوسرے جمعہ کی رات ہوئی تو میں عادت کے مطابق قبرستان میں آیا۔ جب میری آنکھ لگ گئی تو میں نے اہل قبور کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں سے نکل کر حسب عادت باہر بیٹھے اور ان کے پاس تھال آئے اور وہ نوجوان خوش ہے۔ اس کے پاس بھی ایک تھال آیا جسے اس نے پکڑا۔ اس نے مجھے دیکھا تو میرے پاس آیا اور کہا اے صالح! اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے عذاب میں تخفیف فرمائی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میری ماں نے وہ عمل چھوڑ دیا اور اس نے میری طرف سے جو صدقہ کیا اس کا ثواب مجھ تک پہنچا۔

حضرت صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ تھال کیسے ہیں؟ اس نے کہا یہ تحائف ہیں جو زندہ لوگ صدقہ، تلاوت قرآن اور دعا کی صورت میں بھیجتے ہیں، یہ ہر جمعرات کو ہم تک پہنچتا ہے۔ کہا جاتا ہے یہ تحفہ فلاں شخص نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ آپ میری ماں کے پاس جائیں اور اس کو میری طرف سے سلام کہیں اور اس سے یہ بھی کہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے میری طرف سے اچھا بدلہ عطا کرے۔ اس نے میری طرف سے جو صدقہ دیا ہے وہ مجھ تک پہنچ چکا ہے اور یہ کہ (اے ماں) تم ہمارے قریب ہو پس تیاری کرو۔۔۔

حضرت صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں پھر میں بیدار ہوا اور کچھ دنوں کے بعد اس نوجوان کی ماں کے گھر آیا تو دیکھا کہ دروازے پر ایک میت کی چارپائی پڑی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ فلاں نوجوان کی ماں ہے۔ نماز جنازہ پڑھی گئی اور پھر اسے اسی قبرستان میں بیٹے کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔ میں نے ان دونوں کے لیے دعا مانگی اور واپس ہوگیا۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حالت اسلام میں موت دے۔ نیک لوگوں کے ساتھ ملائے اور جہنم سے محفوظ رکھے۔ وہ جود و کرم کا مالک ہے۔ مہربان

اور رحم کرنے والا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۰

بغاوت و سرکشی

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (الشوریٰ: ۴۲)

بے شک ان لوگوں کی گرفت ہوگی جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق فساد کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی کہ (میں کہوں اے لوگو!) تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کی راہ اختیار نہ کرے اور نہ کوئی ایک دوسرے پر فخر کرے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کے لیے بغاوت کرے تو اللہ تعالیٰ ان میں سے باغی کو ریزہ ریزہ کر دے۔ (العلل المتناہیہ جلد ۲ ص ۲۹۱)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من ذنب اجدر ان يجعل الله لصاحبه العقوبة فى الدنيا مع ما يدخره له فى الاخرة من البغى وقطيعة الرحم۔

سرکشی اور قطع تعلق سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں جو اس بات کے زیادہ لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کرنے والے کو دنیا میں بھی عذاب دے اور آخرت کے لیے بھی جمع رکھے۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۴۳)

اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس وقت زمین میں دھنسایا جب اس نے اپنی قوم کے لیے بغاوت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۔ (القصص: ۷۶)

بے شک قارون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا تو اس نے ان کے خلاف سرکشی اختیار کی۔

حتیٰ کہ ارشاد فرمایا:

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۔ (القصص: ۸۱)

پس ہم نے اسے اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا۔

ابن جوزی نے کہا ہے کہ قارون کی بغاوت کے سلسلے میں چند اقوال ہیں:

(۱) اس نے ایک زانیہ عورت کے لیے کچھ اجرت مقرر کی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگائے۔ اس نے ایسا کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس بات پر قسم دی تو اس نے ساری بات بیان کر دی جو قارون نے اسے کہی تھی۔

(۲) حضرت ضحاک کا قول یہ ہے کہ اس کی بغاوت یہ تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔

(۳) حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا کفر ہی بغاوت تھی۔

(۴) حضرت عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ اس نے اپنا لباس ایک بالشت لمبا کر دیا۔ وہ فرعون کی خدمت کرتا تھا تو اس نے بنی اسرائیل پر زیادتی اور ظلم کیا۔ یہ بات ماوردی نے کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی کہ ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب قارون نے فاحشہ عورت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگانے کے لیے کہا جس طرح پہلے بیان ہوا تو آپ نے اس کے خلاف بددعا فرمائی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے زمین کو حکم دے دیا ہے کہ وہ آپ کا حکم مانے۔ پس آپ اسے حکم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے زمین! اس کو پکڑ لے۔ چنانچہ اس نے اس کو پکڑ لیا۔ حتیٰ کہ اس کی چارپائی بھی غائب ہو گئی۔

جب قارون نے یہ حالت دیکھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قرابت داری کا واسطہ اور قسم دی۔ آپ نے فرمایا: اے زمین! اس کو پکڑ لے۔ اس نے اس کو پکڑ لیا۔ حتیٰ کہ اس کے پاؤں بھی غائب ہو گئے۔ آپ مسلسل فرماتے رہے اے زمین! اس کو پکڑ لے، حتیٰ کہ وہ زمین میں غائب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے موسیٰ! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر وہ مجھ سے مدد مانگتا تو میں اس کی مدد کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اسے زمین کے سب سے نچلے حصے تک دھنسا دیا گیا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ روزانہ اپنے قد کے برابر دھنستا چلا جاتا ہے۔

حضرت مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب قارون ہلاک ہوا تو بنی اسرائیل نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اس کا مال اور مکان لینے کے لیے ہلاک کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تین دن کے بعد اس کے مال اور مکان کو بھی زمین میں دھنسا دیا۔

ارشاد خداوندی ہے:

فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۔ (القصص: ۸۱)

پس کوئی جماعت نہیں تھی جو اس کی مدد کر کے اسے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچاتی اور وہ اسے (نازل ہونے والے عذاب سے) بچانے والے نہ تھے۔

یا اللہ! جب تو قبول کرتا ہے تو بچاتا ہے اور جب اعراض فرماتا ہے تو دوسروں کے حوالے کر دیتا ہے۔ جب توفیق دیتا تو دل میں بات ڈالتا ہے اور جب ذلیل کرتا تو تہمت زدہ کر دیتا ہے۔

یا اللہ! ہمارے گناہوں کے اندھیرے کو اپنی معرفت اور ہدایت کے نور سے دور کر دے اور ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے جو تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور تیرے سوا سے منہ پھیرتے ہیں۔ ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۱

کمزور، غلام، لونڈی، بیوی اور جانوروں پر ظلم وزیادتی کرنا

(یہ کام منع ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔ (النساء: ۳۶)

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب کے پڑوسیوں، دور کے پڑوسیوں، پہلو کے ساتھی، مسافر اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے اچھا سلوک کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہر اکڑنے والے، فخر کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت واحدی اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم مہرجانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ وہ فرماتے ہیں میں دراز گوش پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا

رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ (کے ذمۂ کرم) پر یہ حق ہے کہ وہ ان لوگوں کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۴۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جلا دیا جائے۔ وقت پر نماز کی ادائیگی کو نہ چھوڑنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا عہد ہے اور شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام برائیوں کی چابی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد اول ص ۳۸۱)

ارشاد خداوندی میں دوسری بات یہ ہے کہ ماں باپ سے اچھا سلوک کرو تو اس سے مراد یہ ہے کہ ان سے نیکی کی جائے۔ نرمی اور جھکاؤ کی راہ اختیار کی جائے۔ ان کو سخت جواب نہ دیا جائے اور نہ ہی تیز نظروں سے ان کو دیکھا جائے اور ان کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرے بلکہ ان کے سامنے اس طرح عاجزی کا اظہار کرے جس طرح آقا کے سامنے غلام ہوتا ہے۔

اور تیسری بات قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک سے متعلق ہے تو اس سے مراد ان سے مہربانی اور صلہ رحمی کا سلوک کرنا ہے۔

اور فرمایا یتیموں سے اچھا سلوک کرو۔ یعنی ان سے نرمی برتی جائے۔ ان کو قریب کرے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرے اور مساکین کو کچھ نہ کچھ دیا جائے اور اچھا جواب دیا جائے۔ قریب کے پڑوسی سے حسن سلوک کا حکم دیا اور اس سے مراد وہ پڑوسی ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان قرابت ہو۔ پس اس کے لیے رشتہ داری کا حق بھی ہے اور اسلام کا حق بھی۔۔۔

اور دور کا پڑوسی وہ ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان رشتہ داری نہ ہو کہا جاتا ہے "رجل جنب" یعنی وہ جس کے گھر والے دور ہوں اور "قوم اجانب" وہ لوگ

جو دور رہوں اسی طرح جنابت دوری کے معنیٰ میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے مسلسل پڑوسی کے بارے میں کہتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسے وارث بنا کے چھوڑیں گے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۸۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی قیامت کے دن دوسرے پڑوسی کو پکڑ لے گا اور کہے گا اے میرے رب! تو نے میرے اس بھائی کو فراخی عطا فرمائی اور یہ میرے قریب تھا میں شام کو بھوکا ہوتا تھا اور یہ سیر ہو کر کھاتا تھا۔ اس سے پوچھ کہ اس نے مجھ پر اپنا دروازہ کیوں بند کیا اور مجھے اس چیز سے کیوں محروم کیا۔ جس کے ذریعے تو نے اسے کشادگی عطا فرمائی تھی۔

"والصاحب بالجنب" (پہلو کا ساتھی) کے بارے میں حضرت ابن عباس اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس سے سفر کا ساتھی مراد ہے کہ اس کو پڑوسی ہونے اور ساتھی ہونے کا حق حاصل ہے۔

ابن السبیل سے وہ ضعیف شخص مراد ہے جس کی مہمان نوازی واجب ہے۔ حتیٰ کہ وہ منزل مراد تک پہنچ جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ مسافر ہے تم اس کو ٹھکانہ دو اور کھانا کھلاؤ۔ یہاں تک کہ تم سے چلا جائے۔ وما ملکت ایمانکم سے غلام اور لونڈیاں مراد ہیں۔ ان کو اچھا رزق دیا جائے اور ان کی خطائیں معاف کرے۔

ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا بے شک اللہ تعالیٰ تکبر، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مختال سے وہ شخص مراد ہے جو ذاتی طور پر عظیم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کرتا اور "فخور" وہ آدمی ہے جو اس عزت و نعمت کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں پر

فخر کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک نوجوان ایک قیمتی لباس میں اکڑتے ہوئے اور فخر کے ساتھ چل رہا تھا کہ اچانک اسے زمین نے نگل لیا اور وہ قیامت قائم ہونے تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۴۹۲)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا:

من جر ثوبه خيلا لم ينظر الله اليه يوم القيامة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۱۹۹)

جو شخص تکبر کے طور پر کپڑے کو گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنی آخری علالت کے دوران نماز اور غلاموں سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔ آپ فرماتے تھے:

الله الله الصلوة وما ملكت ايمانكم۔

نماز اور لونڈیوں غلاموں کا خیال رکھو۔

(الترغیب جلد ۳ ص ۲۱۵، الدر المنثور جلد ۲ ص ۱۵۹)

ایک حدیث شریف میں ہے:

حسن الملكة يمن وسوء الملكه شوم۔

اچھی خصلت برکت ہے اور بُری عادت نحوست ہے۔

(کنز العمال ج ۳ ص ۶)

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

لا يدخل الجنة سئ الملكة۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۳۶)

بُری خصلت والا جنت میں نہیں جائے گا۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی:

اے ابو مسعود! اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم پر قادر ہے جس قدر طاقت تمہیں اس غلام پر حاصل ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آئندہ میں کبھی اپنے کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

ایک روایت میں ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔ (المعجم الکبیر جلد ۱۷ ص ۴۵-۴۶)

ایک دوسری روایت میں ہے، میں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو قیامت کے دن تم پر آگ چڑھ جاتی۔ (اتحاف جلد ۶ ص ۳۲۵)

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک غلام کو کسی ایسے گناہ پر مارا جو اس نے نہیں کیا یا اس کو تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۴۵)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۱۷)

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا:

من ضرب بسوط ظلما اقتص منہ یوم القیامۃ۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۴۵)

جو شخص ظلم کے طور پر کوڑے سے مارے قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم اپنے خادم کو کس قدر معاف کیا

کریں؟ فرمایا: ایک دن میں ستر مرتبہ۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۱۶)

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ نے خادم کو بلایا تو اس نے دیر کر دی۔ آپ نے فرمایا: اگر قصاص (کا خوف) نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک کے ساتھ مارتا۔ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۵۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک سیاہ فام لونڈی تھی۔ ایک دن آپ نے اس پر لاٹھی اٹھائی تو فرمایا اگر قصاص نہ ہوتا تو میں تجھے اس سے مارتا لیکن عنقریب میں تمہیں اس پر فروخت کروں گا جو پوری پوری رقم دے۔ جاؤ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہو۔

ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنی لونڈی سے کہا اے زانیہ! آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے یہ کام کرتے دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: عنقریب قیامت کے دن وہ تم سے اس بات کا بدلہ لے گی۔ چنانچہ وہ عورت اپنی لونڈی کے پاس آئی اور اسے کوڑا دے کر کہا مجھے مارو۔ اس نے انکار کر دیا تو اس نے اس کو آزاد کیا اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئی اور آپ کو اس کی آزادی کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا "شاید" یعنی ہو سکتا ہے تمہارا اس کو آزاد کرنا اس الزام کا کفارہ بن جائے جو تم نے اس پر لگایا (کہ اسے زانیہ کہا)

صحیح بخاری و مسلم میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے غلام یا لونڈی پر کوئی الزام لگائے حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہو تو قیامت کے دن اس شخص کو حد (سزا) کے طور پر کوڑے لگائے جائیں گے مگر یہ کہ وہ غلام یا لونڈی اس طرح ہو جیسے اس نے کہا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۱۳)

ایک حدیث شریف میں ہے، آپ نے فرمایا:

غلام کے لیے کھانا اور لباس ہے اور اس کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۱۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے صحابہ کرام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

نماز اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جو خود کھاتے ہو ان کو اس میں سے کھلاؤ اور جو کچھ خود پہنتے ہو اس میں سے ان کو پہناؤ اور ان کو طاقت سے زیادہ کسی عمل کی تکلیف نہ دو اور اگر ان کو حکم دیتے ہو تو ان کی مدد کرو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کا مالک بنایا اور اگر وہ چاہتا تو ان کو تمہارا مالک بنا دیتا۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۱، اتحاف جلد ۶ ص ۳۲۳، کنز العمال جلد ۷ ص ۲۰۲-۲۰۱)

ایک جماعت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ مدائن کے امیر تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ گھر والوں کے لیے آٹا گوندھ رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: کہ آپ لونڈی کو اجازت کیوں نہیں دیتے کہ وہ آٹا گوندھے؟ آپ نے فرمایا: ہم نے اسے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے تو ہمیں پسند نہیں کہ اسے دوسرے کام کا حکم بھی دیں۔

بعض بزرگ فرماتے ہیں غلام کو ہر گناہ پر نہ مارو۔ البتہ اس کی نگرانی کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اس کی نافرمانی پر اس کو مارو اور اس کو یاد دلاؤ کہ اس نے تمہاری نافرمانی کس قدر کی ہے۔

غلام اور لونڈی کے ساتھ یہ سب سے برا سلوک ہے کہ اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان یا بھائی کے درمیان تفریق کی جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے والدہ اور اس کے بیٹے کے درمیان تفریق کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے محبوبین کے درمیان تفریق پیدا کر دے گا۔ (المستدرک للحاکم جلد ۲ ص ۵۵)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو غلام عطا فرمائے۔ میں نے ان میں سے ایک کو بیچ دیا تو آپ نے فرمایا: اسے واپس کرو اسے واپس کرو۔

اسی طرح یہ بات بھی جائز نہیں کہ غلام یا لونڈی یا جانور کو بھوکا رکھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كفى بالمرء اثما ان يحبس عمن يملك قوته۔
(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۵ ص ۱۹۰)

انسان کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ جس کے رزق کا ذمہ دار ہے اس سے رزق روک رکھے۔

اسی طرح جانور کو دردناک مار مارنا یا اسے باندھنا اور اس کے حقوق ادا نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ نیز اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ لادنا بھی جرم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَآئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ۔ (الانعام: ۳۸)

اور زمین پر چلنے والے چوپائے اور پرندے جو اپنے پروں کے ساتھ اڑتے ہیں تمہاری مثل امتیں ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے، کہا گیا کہ قیامت کے دن ان کو لایا جائے گا اور لوگ کھڑے ہوں گے تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا حتیٰ کہ سینگ کے بغیر بکری کے لیے سینگوں والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا اور چیونٹی کے لیے دوسری چیونٹی سے بھی بدلہ لیا جائے گا۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ۔ اس جگہ کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جانوروں کے درمیان نیز انسانوں اور جانوروں کے درمیان بھی فیصلہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر کسی انسان نے اپنے جانور کو ناحق مارا یا بھوکا اور پیاسا رکھا یا اسے اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دی تو قیامت کے دن اس کے ظلم یا بھوکا رکھنے کے حساب سے اس سے بدلہ لیا جائے گا اور اس پر صحیح بخاری و مسلم کی یہ حدیث دلیل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کے سلسلے میں عذاب دیا گیا جس نے اسے باندھ رکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ اس نے اسے کھانے اور پینے کے لیے کچھ نہ دیا اور بند رکھا اور اسے کھلا بھی نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر گزارہ کرتی۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۳۶)

صحیح حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ایک عورت کو جہنم میں لٹکا ہوا دیکھا اور ایک بلی اسے اس کے چہرے اور سینے سے چھیل رہی ہے اور وہ اسے اس طرح تکلیف پہنچا رہی ہے جس طرح وہ دنیا میں اس کو باندھ کر اور بھوکا رکھ کر تکلیف دیتی تھی۔

(صحیح مسلم جلد اول ص ۲۹۷، الفاظ میں کچھ فرق ہے مضمون ایک ہی ہے)

یہ تمام حیوانات کے بارے میں عام ہے۔ اسی طرح جب جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادے تو بھی قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک شخص گائے لے جا رہا تھا کہ وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارنے لگا۔ گائے نے کہا ہم اس مقصد کے لیے پیدا نہیں ہوئیں۔ ہمیں کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (شرح السنہ جلد ۱۴ ص ۹۷، البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۱۴۰، صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۴)

تو اللہ تعالیٰ نے گائے کو بولنے کی طاقت دی تاکہ وہ اپنے آپ کو اذیت سے بچا سکے اور جس مقصد کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے، اس کے غیر میں اس کو استعمال نہ کیا جا سکے۔ پس جو شخص جانور کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دے یا ناحق طور پر اسے مارے تو قیامت کے دن اسے مارنے اور عذاب دینے کے حساب سے اس سے قصاص لیا جائے گا۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک گدھے پر سوار ہوا تو میں نے اسے دو یا تین بار مارا۔ اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا اے سلیمان! قیامت کے دن اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ اگر چاہو تو کم مارو اور چاہو تو زیادہ مارو۔۔۔ فرماتے ہیں میں نے کہا: اس کے بعد میں کبھی بھی کسی چیز کو نہیں ماروں گا۔۔۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قریش کے چند بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک پرندے کو باندھ رکھا تھا اور اسے نشانہ بنا رہے تھے اور انہوں نے اس کے مالک کے لیے ہر خطا ہونے والے تیر پر کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو بکھر گئے۔ آپ نے فرمایا یہ کام کس نے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس پر

لعنت بھیجے جس نے یہ کام کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ذی روح کو نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانوروں کو قتل کرنے کے لیے باندھا جائے۔ اگرچہ شریعت نے ان کو قتل کرنے کی اجازت دی ہو۔ جیسے سانپ، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔ اس کو پہلے مرحلے میں قتل کرے اور عذاب نہ دے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا قتلتم فاحسنوا القتله	جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو
واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحه	اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور
وليحد احدكم شفرته وليرح	چاہیے کہ تم میں سے ایک اپنی چھری کو تیز
ذبيحته۔ (الدر المنثور ج ۴ ص ۱۸۱)	کرے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔

اسی طرح جانور کو آگ میں بھی نہ جلائے کیونکہ صحیح حدیث میں ثابت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تم کو حکم دیتا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ میں جلا دو اور بے شک آگ کا عذاب صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے پس اگر تم ان کو پاؤ تو قتل کر دو۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۳۰۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک سفر میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک لالی دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔ ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا۔ لالی آئی تو ادھر ادھر پھڑپھڑانے لگی اور آوازیں نکالنے لگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچے اس کو لوٹا دو۔ (نصب الرایہ جلد ۳ ص ۴۰۷)

(اور فرماتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے کہا، ہم نے جلایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ آگ کی سزا

دے سوائے اس کے رب کے۔

تو اس میں قتل کرنے اور آگ کے عذاب میں مبتلا کرنے سے ممانعت ہے۔ حتیٰ کہ جوؤں اور مچھروں کو بھی۔

حیوان کو بلاوجہ قتل کرنا

اور حیوان کو بلاوجہ قتل کرنا بھی مکروہ ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

من قتل عصفورا عبثا عج الی اللہ یوم القیامۃ۔

جو شخص بلاوجہ کسی چڑیا کو قتل کرے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں فریاد کرے گی۔

اور وہ کہے گی اے میرے رب اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں بلاوجہ ہلاک کیا اور کسی نفع کے بغیر قتل کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۳۹)

اور کسی پرندے کو ان دنوں میں شکار کرنا بھی مکروہ ہے جب اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں۔ کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ کسی حیوان کو اس کی ماں کے سامنے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے گائے کے سامنے اس کا بچھڑا ذبح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ خشک کردیا۔

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

من اعتق رقبۃ مؤمنۃ اعتق اللہ بکل عضو من اعضائہ

جس نے کسی مومن غلام (یا لونڈی) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے

عضوا من اعضائه من النار حتی یعتق فرجه بفرجه۔	بدلے اس کا ایک عضو جہنم سے آزاد کرے گا۔ حتیٰ کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کو آزاد کرے گا۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹۴)	

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

جو مسلمان کسی مسلمان شخص کو آزاد کرے تو یہ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہو گا۔ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو بدلہ دیا جائے گا اور جو مسلمان شخص دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے تو یہ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہو گا۔ ان کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو صلہ ملے گا اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے تو یہ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہو گا اور اس کے ہر عضو کے بدلے اسے اجر ملے گا۔ (جامع ترمذی جلد ا ص ۱۸۶)

یا اللہ! ہمیں فلاح پانے والی جماعت اور نیک بندوں میں سے کر دے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۲

پڑوسی کو اذیت پہنچانا

صحیح بخاری و مسلم میں ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یارسول اللہ قال من لا یامن جارہ بوائقه۔	اللہ کی قسم! وہ (کامل) مومن نہیں۔ اللہ کی قسم! وہ (کامل) مومن نہیں، پوچھا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کون؟ فرمایا، وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔
(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۸۹)	

ایک دوسری روایت میں ہے:

لا یدخل الجنۃ من لا یؤمن جارہ بوائقہ۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (صحیح مسلم جلد اوّل ص ۵۰)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتوں کا ذکر فرمایا:

(۱) تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا۔

(۲) تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائیں گے۔

(۳) اور تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۶۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۸۹)

پڑوسی تین (قسم کے) ہیں:

(۱) وہ پڑوسی جو مسلمان بھی ہو اور رشتہ دار بھی اس کے لیے پڑوس اسلام اور قرابت کے تین حق ہیں۔

(۲) مسلمان پڑوسی (جو رشتہ دار نہ ہو) اس کے لیے پڑوس اور اسلام کا حق ہے۔

(۳) کافر پڑوسی جس کے لیے صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جلد ۵ ص ۱۸۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پڑوسی تھا، آپ جب بھی بکری ذبح کرتے تو فرماتے اس میں سے ہمارے پڑوسی کو بھی دو۔

ایک روایت میں ہے کہ فقیر پڑوسی قیامت کے دن مالدار پڑوسی سے چمٹ جائے گا اور کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ اس نے مجھ سے اچھا سلوک کیوں نہ کیا اور مجھ پر اپنا دروازہ کیوں بند رکھا۔

پڑوسی کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی طرف سے اذیت برداشت کرے یہ بھی اس پر احسان کرنا ہے۔

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا کام بتائیں کہ میں اسے کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نیکی کرنے والا ہو جا اس نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ میں محسن (نیکی کرنے والا) ہوں؟ فرمایا، اپنے پڑوسیوں سے پوچھو اگر وہ کہیں کہ تم محسن ہو تو واقعی تم محسن ہو اور وہ کہیں کہ تم برا سلوک کرنے والے ہو تو تم (واقعی) برا سلوک کرنے والے ہو۔ (المستدرک للحاکم جلد اول ص ۳۷۸)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے اپنے پڑوسی پر دروازہ بند کر دیا کہ اسے گھر والوں اور مال پر خوف ہو تو وہ مومن نہیں اور وہ شخص بھی مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۵۷)

یہ بھی کہا گیا کہ کسی شخص کا دس عورتوں سے زنا کرنا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے زیادہ ہلکا ہے اور دس گھروں میں چوری کرنا پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے سے زیادہ ہلکا ہے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے پڑوسی کی شکایت کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ صبر کرو وہ دو یا تین مرتبہ آیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جاؤ اپنا سامان راستے میں ڈال دو اس نے اسی طرح کیا لوگ وہاں سے گزرتے اور اس کا حال پوچھتے تو وہ ان کو پڑوسی کے بارے میں بتاتا چنانچہ اس کے پڑوسی پر لعنت بھیجتے اور کہتے اللہ تعالیٰ اسے یوں کرے، یوں کرے اس طرح وہ اس کو بددعا دیتے۔ چنانچہ اس کا پڑوسی اس کے پاس آیا

اور کہا اپنے گھر لوٹ جاؤ، آئندہ کبھی بھی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھو گے۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۳۵۴)

اور اگر اس کا پڑوسی ذمی (کافر) بھی ہو تو بھی اس کی طرف سے پہنچنے والی اذیت برداشت کرے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان کا ایک ذمی پڑوسی تھا، وہ طہارت خانے کا پانی حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی طرف چھوڑ دیتا۔ آپ روزانہ اس کے نیچے ایک ٹپ رکھ دیتے اور مجوسی کے طہارت خانے سے اس میں جو کچھ پڑتا اسے جمع کر کے رات کے وقت گرا دیتے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے۔ عرصہ دراز تک آپ اسی حالت سے دوچار رہے۔ حتیٰ کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت ہوا تو آپ نے اس مجوسی پڑوسی کو بلا کر فرمایا اس گھر میں داخل ہو کر دیکھو کہ کیا ہے؟ وہ داخل ہوا اور وہ گندگی دیکھی جو اس ٹب میں گرتی تھی، اس نے کہا یہ کیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ حضرت سہل رحمہ اللہ نے فرمایا یہ عرصہ دراز سے تمہارے گھر سے اس گھر میں گر رہی ہے۔ میں اس کو دن کے وقت اٹھاتا اور رات کو گراتا ہوں اگر میری موت کا وقت نہ آیا ہوتا اور مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ یہ بات برداشت نہیں کریں گے تو میں تمہیں نہ بتاتا اب جو چاہو کرو۔ مجوسی نے کہا اے شیخ! آپ نے ایک عرصہ دراز سے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا اور میں کفر پر برقرار رہوں، اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں سب کو اچھے اخلاق، اقوال اور اعمال کی توفیق دے اور ہماری عاقبت کو اچھا بنائے۔ وہ جود و کرم کا مالک اور مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۳

مسلمانوں کو اذیت پہنچانا اور گالی گلوچ کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ (الاحزاب: ۵۸)

اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے ناکردہ گناہ پر اذیت پہنچاتے ہیں، تحقیق انہوں نے بہتان اور واضح گناہ اٹھایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(الحجرات: ۱۱)

اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ایک دوسری کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔ کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔ (الحجرات: ۱۲)

اور ایک دوسرے کے عیب ڈھونڈو اور نہ تم میں سے بعض، بعض کی غیبت کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان من شر الناس منزلة عندالله يوم القيامة من ودعه الناس او تركه الناس اتقاء فحشه۔ (اتحاف جلد ۶ ص ۲۸۸)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا مقام سب سے بُرا ہوگا جسے لوگ اس کی بدکلامی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

اور ارشاد نبوی ہے:

عباد الله ان الله وضع الحرج الا من افترض بعرض اخيه فذلك الذى حرج او هلك۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۳۸۹)

اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے حرج کو اٹھالیا مگر جو اپنے بھائی کی چغلی کھائے تو یہ حرج ہے یا ہلاکت ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كل المسلم على المسلم حرام دمه و ماله و عرضه۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۲۷۷)

ہر مسلمان کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المسلم اخوالمسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره بحسب امرئ من الشر ان يحقر اخاه المسلم وفيه ايضا سباب المسلم فسوق و قتاله كفر۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۱۷)

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے کسی انسان کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، عرض کیا گیا یا رسول

اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں عورت رات کو نماز پڑھتی اور دن کو روزہ رکھتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس میں کوئی بھلائی نہیں وہ جہنم میں جائے گی۔ (المستدرک للحاکم جلد ۴ ص ۱۶۶)

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

اذکروا محاسن موتاکم و کفوا عن مساوئھم۔

اپنے فوت شدہ لوگوں کی اچھی باتوں کا ذکر کرو اور ان کی بُری باتوں سے رُک جاؤ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۶ ص ۴۳۸)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من دعا رجلا بالکفر او قال یا عدو اللہ ولیس کذلک الا عاد علیہ۔

جس نے کسی شخص کو کفر کے ساتھ پکارا یا کہا اے اللہ کے دشمن! حالانکہ وہ ایسا نہیں تو یہ کلمہ اسی (کہنے والے) پر لوٹے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۶ ص ۱۶۶)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ ان کے ساتھ اپنے چہروں او سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں کے پیچھے پڑتے ہیں۔ (اتحاف جلد ۷ ص ۵۳۴)

فساد پیدا کرنا اور مومنوں کو ایک دوسرے کے خلاف نیز جانوروں کو ایک دوسرے کے خلاف اکسانا اور ابھارنا منع ہے۔

صحیح حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے (مسلمان) جزیرہ عرب

میں اس کی پوجا کریں گے۔ البتہ وہ ایک دوسرے کے خلاف اکسائیں گے۔
(مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۹۳)

پس جو آدمی دو آدمیوں کو ایک دوسرے کے خلاف اکسائے اور ان کے درمیان ایسی بات پھیلائے جو ان میں سے کسی ایک کو اذیت پہنچاتی ہو تو وہ چغل خور ہے۔ شیطان کی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اور لوگوں میں سب سے برا آدمی ہے۔

جس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیا میں تم میں سے سب سے برے لوگوں کے بارے میں تمہیں خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں، کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے سب سے برے لوگ وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان جھگڑا پیدا کرتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کو مشقت اور پریشانی میں ڈالتے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۹۳)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنۃ نمام۔ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
(صحیح مسلم جلد اوّل ص ۷۰)

"نمام" اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کے درمیان اور دو آدمیوں کے درمیان ایسی بات پھیلاتا ہے جس سے کسی ایک کو اذیت پہنچے یا دوسرے کے بارے میں اس کے دل میں وحشت پیدا ہو۔ مثلاً وہ اس سے کہتا ہے کہ فلاں شخص نے تیرے بارے میں فلاں فلاں بات کہی ہے یا فلاں کام کیا ہے البتہ اس میں کوئی مصلحت یا فائدہ ہو تو ٹھیک ہے جس طرح اسے کسی ایسے شر سے ڈرائے جو پیدا ہونے والا ہے یا مرتب ہوگا۔

اور جانوروں اور پرندوں وغیرہ کو ایک دوسرے سے لڑانا حرام ہے جس طرح مرغوں کو ایک دوسرے کے خلاف ابھارنا مینڈھوں کو سینگوں سے لڑانا اور کتوں کو ایک دوسرے کے خلاف اکسانا وغیرہ۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پس جو شخص اس طرح کرے گا وہ گناہ گار ہوگا۔

اسی طرح عورت کے دل کو اس کے خاوند کی طرف سے اور غلام کو اس کے آقا کی طرف سے متنفر کرنا بھی منع ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ملعون من خبب امراۃ علی زوجھا او عبدا علی سیدہ۔
(ابو داؤد شریف جلد ۱ ص ۳۰۳)

جو شخص کسی عورت کے دل میں اس کے خاوند کے خلاف یا غلام کے دل میں اس کے آقا کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہے وہ ملعون ہے۔

ہم اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

لوگوں کے درمیان صلح کرانا

ارشاد خداوندی ہے:

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔
(النساء: ۱۱۴)

ان کی اکثر سرگوشیوں (باہم مشاورت) میں کوئی بھلائی نہیں مگر جو صدقہ کرنے یا نیکی کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس طرح کرے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ آیت سب لوگوں کے لیے عام ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ آپس میں جو مشورے کرتے اور جن باتوں میں غور و خوض کرتے ہیں، ان میں سے صرف نیکی کے کاموں میں بھلائی ہے اور وہ صدقہ کرنے کا حکم دینا ہے یا نیکی کا حکم کرنا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اس سے صلہ رحمی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مراد ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ نیکی کے تمام کام معروف ہیں کیونکہ تمام

اہل عقل ان کو پہچانتے ہیں۔

اسی طرح لوگوں کے درمیان صلح کرانا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کی رہنمائی نہ کروں جو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بتائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے درمیان صلح کراؤ جب ان میں بگاڑ پیدا ہو اور ان کو ایک دوسرے کے قریب کرو جب وہ ایک دوسرے سے دور ہوں۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۲۸۵)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انسان کے تمام کلام کا اس کو نقصان ہوتا ہے، فائدہ نہیں ہوتا البتہ جو شخص نیکی کا حکم دے، برائی سے روکے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے کہا کہ یہ حدیث کتنی سخت ہے۔ انہوں نے فرمایا کیا تم نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، لا خیر فی کثیر من نجواھم (مکمل آیت مع ترجمہ گزر چکی ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس شخص کو نفع ہوتا ہے جو ان کاموں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرے۔ ارشاد فرمایا ومن یفعل ذلک (آخر تک آیت مع ترجمہ گزر چکی ہے) مطلب یہ ہے کہ اس شخص کو بے حد ثواب ملے گا۔

(التفسیر الکبیر جلد ۱۱ ص ۴۱)

ایک حدیث میں ہے:

لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا او یقول خیرا۔

وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرتا ہے۔ پس نیکی کو بڑھاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔

(السنن الکبریٰ ج ۱۰ ص ۱۹۷)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے لوگوں کو ان کی باتوں میں خلاف واقعہ باتوں کی اجازت نہیں دی البتہ تین باتوں میں اس کی اجازت دی ہے۔ لڑائی کے دوران، لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور مرد کا بیوی سے اور بیوی کا مرد سے بات کرنا (یعنی ان تین صورتوں میں خلاف واقعہ بات بھی جائز ہے)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی کہ بنو عمرو بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی ہے تو آپ ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے کچھ صحابہ کرام کو لے کر تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۳۷۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

ما عمل شئ افضل من مشی الی الصلاۃ او اصلاح ذات البین و حلف جائز بین المسلمین۔

کوئی عمل نماز کی طرف جانے لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور مسلمانوں کے درمیان جائز حلف سے افضل نہیں۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۸۸)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

من اصلح بین اثنین اصلح اللہ امرہ واعطاہ بکل کلمۃ تکلم بھا عتق رقبۃ ورجع مغفورا لہ ما تقدم من ذنبہ۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۸۹)

جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرائے اللہ تعالیٰ اس کے معاملات کو درست کر دیتا ہے اور اس کے ہر کلمہ کے بدلے اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور وہ یوں واپس آتا ہے کہ اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ یا اللہ! ہم پر اپنا لطف و کرم فرما اور اپنے عفو و درگزر سے ہمارے گناہ معاف فرما اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۴

لوگوں کو اذیت دینا اور ان پر ظلم کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا۔ (الاحزاب: ۵۸)

اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں، جب کہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا تو وہ بہتان اور واضح گناہ اٹھاتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء: ۲۱۵)

اور اپنے پہلو ان مومنوں کے لیے جھکا دیں جو آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب۔ (اتحاف جلد ۸ ص ۷۷۴)

جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اس کو لڑائی کا چیلنج کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے۔ فقد بارزنی بالمحارب یعنی میں اس کو خبردار کرتا ہوں کہ میں اس سے لڑنے والا ہوں۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابو سفیان، حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے پاس کچھ افراد کے ہمراہ آئے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن سے اچھا بدلہ نہیں لیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم یہ بات قریش کے ایک شیخ اور سردار کے بارے میں کہتے ہو؟

چنانچہ انہوں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شاید تم نے ان لوگوں کو ناراض کیا (اگر ایسا ہے) تو تو نے اپنے رب کو ناراض کیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے بھائیو! کیا تم میری بات سے ناراض ہوئے ہو؟ انہوں نے فرمایا نہیں، اے بھائی اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ (الکہف: ۲۸)

آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں (اور) اس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔

اس آیت میں فقراء کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کا شان نزول یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب سے پہلے فقراء ایمان لائے اور ہر نبی جس کو بھیجا گیا اس کا یہی معاملہ تھا کہ سب سے پہلے ان پر فقراء ایمان لائے۔

چنانچہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں سے فقراء جیسے حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی، حضرت بلال اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔

مشرکین نے ارادہ کیا کہ وہ کوئی تدبیر اختیار کریں جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقراء کو دور کر دیں اور انہوں نے سن رکھا تھا کہ رسولوں کی علامت یہ ہے کہ ان کے پہلے اتباع کرنے والے لوگ فقراء ہوتے ہیں۔

چنانچہ بعض مشرکین نے حاضر ہو کر عرض کیا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ اپنے آپ سے فقراء کو دور کر دیں۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھنے میں نفرت محسوس کرتے ہیں اگر آپ ان کو اپنے آپ سے دور کر دیں گے تو لوگوں میں سے ان کے سردار اور معزز لوگ آپ پر ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(التفسیر الکبیر جلد ۱۲ ص ۲۳۴)

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ۔ (الانعام: ۵۲)

اور آپ ان لوگوں کو دور نہ کریں جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں (اور) وہ اس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔

جب مشرکین اس بات سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ ان کو دور نہیں کرتے تو ایک دن ہمارے لیے اور ایک دن ان کے لیے مقرر فرمائیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ (الکہف: ۲۸)

اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ ٹھہرائیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں کہ وہ اس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔ آپ دنیوی زندگی کی زینت چاہتے ہوئے ان سے اپنی نگاہوں کو نہ پھیریں۔

یعنی آپ ان سے اعراض کرتے ہوئے اور دنیا داروں کی مجلس اختیار کرنے کے لیے ان (مسلمان فقراء) سے نگاہ نہ ہٹائیں۔ اور ارشاد فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ۔ (الکہف: ۲۹)

آپ فرمادیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

پھر مالدار اور فقیر کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے لیے دو آدمیوں کی مثال بیان کریں اور فرمایا ان کے لیے دنیا کی زندگی کی مثال بیان فرمائیں۔[1] پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراء کی تعظیم و تکریم فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ان کے سامنے دو مردوں کا حال بیان کرو کہ ان میں ایک کو انگوروں کے دو باغ دیئے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور ان کے بیچ میں کھیتی رکھی دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے درمیان ہم نے ایک نہر بنائی اور وہ پھل رکھتا تھا۔ اس کے بعد خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنے پھلوں پر اکڑتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمیشہ رہیں گے دوسرا اسے سمجھاتا تھا لیکن وہ نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پھل تباہ کر دیئے تو افسوس کرنے لگا۔ (الکہف: ۳۲ تا ۴۴)

اور جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو فقراء صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت کی اور وہ مسجد نبوی میں صفہ پر مقیم تھے اور دنیا سے الگ تھلگ تھے۔ ان کا نام اصحابِ صفہ رکھا گیا۔ اب فقراء میں سے جو بھی ہجرت کرتا ان کے ساتھ مل جاتا حتیٰ کہ وہ زیادہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے اس چیز کا مشاہدہ کیا اور نور ایمان کے ساتھ دیکھا جو بھلائی اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کے لیے تیار کی ہے چنانچہ دنیا سے ان کے دلوں کا تعلق قائم نہ ہوا بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے لیے ہی جھکتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیرے ذریعے ہی ہدایت پاتے ہیں، تجھ پر ہی بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں اور تیرے ذکر سے ہی لطف اندوز ہوتے اور خوش ہوتے ہیں، تیری محبت کے میدان سے نفع اندوز ہوتے ہیں اور تیرے لیے ہی عمل کرتے اور محنت کرتے ہیں۔ تیرے دروازے سے کبھی نہیں ہٹیں گے اس وقت اللہ نے ان کے لیے اپنے راستے کو آباد کیا اور ان کے بارے میں اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا کہ ان لوگوں کو دور نہ کریں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اپنے رب کے ذکر میں صبح و شام گزارتے ہیں ان کو اپنے آپ سے دور نہ کریں ان لوگوں کو الگ نہ کریں جن کا ٹھکانہ مساجد ہیں۔ ان کا مطلوب اور مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔ بھوک ان کا کھانا ہے جب لوگ سو جاتے ہیں تو وہ بیدار رہتے ہیں، فقر و فاقہ ان کا شعار (علامت) ہے، مسکینی اور حیا ان کا اوڑھنا ہے۔ انہوں نے اپنے ارادے کے گھوڑے کو اپنے مولا کے دروازے پر باندھا اور خود اس سے مناجات کے محرابوں میں سجدہ ریز ہو گئے۔

پس فقر عام بھی ہے اور خاص بھی۔ عام فقر اللہ تعالیٰ سے حاجت ہے اور یہ مومن و کافر تمام مخلوق کا وصف ہے اور اس ارشاد خداوندی میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔　　اے لوگو! تم (سب) محتاج ہو۔

(الفاطر: ۱۵)

اور فقر خاص اولیاء کرام اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا وصف ہے۔ یعنی ہاتھ

دنیا سے اور دل دنیوی تعلق سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مشغولیت ہو اور اسی کا شوق ہو نیز اللہ تعالیٰ کے لیے فراغت اور خلوت سے انس ہو۔

یا اللہ ہمیں اپنی مناجات کی شیرینی عطا فرما اور ہمیں اپنی مرضی کے راستے پر چلا اور ہم سے ہر اس چیز کو دور کر دے جو ہمیں تیرے ہاں حاضری سے دور رکھتی ہو اور ہمارے لیے وہ کام آسان کر دے جو تُو نے اپنے اہلِ محبت بندوں کے لیے آسان کیے نیز ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۵

تہبند اور شلوار وغیرہ کو تکبر کے طور پر لٹکانا

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ (لقمان: ۱۸)

اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو بے شک اللہ تعالیٰ ہر اکڑ کر تکبر کے طور پر چلنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما اسفل من الکعبین من الازار فھو فی النار۔

جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ جہنم میں جانے کا باعث ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۸۸)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا ینظر اللہ الی من جر ازارہ بطرا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۸۸)

اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنی چادر کو تکبر کے طور پر کھینچتا ہے۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۸۹)

تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (تکبر کے طور پر) کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور قسم کے ذریعے اپنے سامان بیچنے والا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص قیمتی لباس میں چل رہا تھا اور خود پسندی میں مبتلا تھا، سر میں کنگھی کر رکھی تھی اور وہ تکبر کے طور پر چل رہا تھا کہ اچانک وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۶۸)

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامه۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۹۰)

جو شخص تکبر کے طور پر کپڑا کھینچے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا۔

اور فرمایا:

الاسبال فى الازار والعمامة من جر شيئا منها خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۸۹)

تہبند اور دستار میں لٹکانا ہوتا ہے پس جو شخص ان میں سے کوئی چیز تکبر کے طور پر کھینچے (لٹکائے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مومن کا تہبند اس کی پنڈلی کے نصف تک ہونا چاہیے اور اگر نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن جو ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ جہنم میں ہے۔

(السنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۲۴۴)

تو یہ بات شلوار، جبے وغیرہ سب کو شامل ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، ایک شخص نے تہبند لٹکا رکھا تھا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس سے فرمایا جاؤ وضو کرو پھر وہ حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا جاؤ وضو کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) آپ نے اس شخص کو وضو کا حکم کیوں دیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا وہ اس حالت میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ازار (تہبند) لٹکی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کو قبول نہیں کرتا جس کی تہبند (یا شلوار) لٹکی ہوئی ہو۔

(سنن ابی داؤد جلد اوّل ص ۱۰۰)

(نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا مقصد تنبیہہ کرنا تھا ورنہ نماز کی ادائیگی ہو جاتی ہے)

★ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تکبر کے طور پر کپڑے کھینچتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم میری تہبند ڈھیلی ہو جاتی ہے، ہاں یہ کہ میں اس کا اچھی طرح خیال رکھوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا تم تکبر کے طور پر اس طرح کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۶۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۱۹۹)

یا اللہ! ہمارے ساتھ اپنے لطف جمیل کا سلوک کرنا اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم تیری رحمت کے طالب ہیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۶

مردوں کا ریشم اور سونا پہننا

صحیح بخاری و مسلم میں ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ۔

جو شخص دنیا میں ریشم پہنتا ہے وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۷)

یہ حکم فوجی اور غیر فوجی سب کو شامل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

حرم لبس الحریر والذھب علی ذکور امتی۔

میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا حرام کیا گیا ہے۔

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۳)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے اور کھانے سے نیز ریشم اور دیباج (یہ بھی ریشم ہے) کے پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۶۸)

پس جو شخص مردوں کے لیے ریشم پہننے کو جائز قرار دے وہ کافر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ان لوگوں کو اس کے پہننے کی اجازت دی ہے جن کے جسم میں خارش وغیرہ ہو۔ اور دشمن کے مقابلے میں مجاہدین کے لیے اجازت ہے لیکن مردوں کے لیے زینت کے طور پر ریشم پہننا حرام ہے اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے وہ جبہ ہو یا کوئی دوسرا لباس۔ اسی طرح جب کپڑے میں ریشم زیادہ ہو تو بھی حرام ہے یوں ہی مردوں کے لیے سونے کا استعمال بھی حرام ہے۔ انگوٹھی ہو یا ہار یا تلوار کا دستہ وغیرہ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اتروا دی اور فرمایا تم میں سے کوئی ایک آگ کے شعلے کا قصد کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ میں ڈال دیتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۹۵)

اسی طرح سونے کے نقش و نگار وغیرہ بھی مرد کے لیے حرام ہیں۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا بچے کو ریشم اور سونا پہنانا جائز ہے یا نہیں، تو ایک جماعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ لیکن دوسرے نے منع کیا ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد مبارک کے عموم کو پیش نظر رکھا کہ آپ نے فرمایا:

هذان حرام علی ذکور امتی حل لاناثهم۔ — یہ دونوں میرے امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۴۳)

تو اس ممانعت میں بچہ بھی داخل ہے۔ یہ حضرت امام احمد اور کچھ دوسرے فقہاء رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے اس چیز کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جو اسے پسند ہے۔ بے شک وہ جود و کرم والا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۷

غلام کا بھاگ جانا

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اذا ابق العبد لم تقبل صلاته۔ — جب غلام بھاگے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(مسند امام احمد حنبل جلد ۴ ص ۳۵۷)

اور ارشاد نبوی ہے:

ایما عبد ابق فقد برئت منه الذمة۔

جو غلام بھاگتا ہے اس سے (اللہ کی حفاظت کا) ذمہ اٹھ جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۸)

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا آپ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

تین قسم کے لوگ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نماز قبول نہیں فرمائے گا اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف جائے گی۔ (قبول نہ ہوگی) بھاگنے والا غلام یہاں تک کہ اپنے مالک کی طرف لوٹ آئے، وہ عورت جس سے اس کا خاوند ناراض ہو حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائے اور نشے والا آدمی حتیٰ کہ وہ ہوش میں آجائے۔

(صحیح مسلم جلد اوّل ص ۵۸)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے)

تین قسم کے آدمیوں سے سوال نہیں ہوگا۔ وہ شخص جو (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے اور اپنے امام کی نافرمانی کرے، وہ غلام جو بھاگ جائے اور نافرمانی کی حالت میں مرجائے اور وہ عورت جس کا خاوند غائب ہو اور وہ اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہو وہ اس کے بعد زینت ظاہر کرے۔ (الترغیب و الترہیب جلد ۳ ص ۲۸) یعنی اپنے حسن کو ظاہر کرتی پھرے جس طرح جاہلیت والے لوگ کرتے تھے اور دور جاہلیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کا وقت ہے۔

واحدی رحمتہ اللہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۸

غیراللہ کے نام پر ذبح کرنا

مثلاً یوں کہے: شیطان یا بُت یا فلاں بزرگ کے نام پر ذبح کرتا ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (الانعام: ۱۲۱)
اور اس چیز سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اس سے وہ جانور جو گلا دبا کر مارا گیا اور وہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، مراد ہے۔ کلبی کہتے ہیں: اس سے مراد وہ ہے کہ جس پر (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اور غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔

حضرت عطا فرماتے ہیں ان ذبیحوں سے منع کیا گیا جو قریش اور دیگر عرب بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔

"انہ لفسق" یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اور وہ مردار ہو جائے اس کا کھانا نافرمانی ہے یا دین سے باہر نکل جانا ہے۔

اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ۔ (الانعام: ۱۲۱)
بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔

یعنی شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ پس وہ اس کے دل میں باطل کے نام پڑنے کا خیال پیدا کرتا ہے اور یوں مشرکین مردار کے بارے میں مومنوں سے لڑتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، شیطان نے انسانوں میں سے

اپنے دوستوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم کس طرح کسی چیز کی پوجا کرتے ہو کہ اس کا قتل کیا ہوا نہیں کھاتے اور جس کو خود ذبح کرتے ہو اسے کھالیتے ہو؟

تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۔ (الانعام: ۱۲۱)
اور اگر تم ان کی بات مانو تو تم مشرک ہو گے۔

یعنی مردار کو حلال جاننے میں ان کی بات مانو گے تو تم بھی مشرک ہو گے۔

زجاج فرماتے ہیں: اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کسی چیز کو حلال اور حلال کو حرام سمجھے وہ مشرک ہے۔

سوال: اگر کوئی مسلمان بسم اللہ نہ پڑھے تو تم اس کے ذبیحہ کو حلال کہتے ہو حالانکہ آیت میں اس کی حرمت کو واضح طور پر بیان کیا گیا؟

جواب: مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ اس آیت میں جس جانور کا ذکر ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے وہ مردار ہے۔ اور اسے کسی مفسر نے بھی اس جانور پر محمول نہیں کیا جو مسلمان ذبح کرے اور بسم اللہ چھوڑ دے۔ (بھول کر بسم اللہ چھوڑنا مراد ہے) اور آیت میں بعض باتیں ایسی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ مردار کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔

ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ فرمایا انہ لفسق یہ فسق ہے۔ حالانکہ مسلمان جس ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے اس کا کھانے والا فاسق نہیں ہوتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرمایا شیطان اپنے دوستوں کو جھگڑے پر آمادہ کرتے ہیں اور مناظرہ مردار کے بارے میں ہوتا ہے۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے۔ کوئی مسلمان ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھے تو اس پر مناظرہ نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ فرمایا اگر تم ان (شیطانوں) کی بات مانو گے تو تم مشرک ہو گے اور مردار کو حلال سمجھنا شرک ہے۔ اس ذبیحہ کو حلال سمجھنے سے نہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے۔

ابو منصور نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا فرمائیے کہ ایک شخص ذبح کرتا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنا بھول جاتا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا:

اسم اللہ علی فم کل مسلم۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مسلمان کے منہ (زبان) پر ہوتا ہے۔ (نصب الرایہ ج ۴ ص ۱۸۳)

ابو منصور نے ہی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام کافی ہے اگر پہلے بھول جائے تو ذبح کرنے پر بسم اللہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے کھالے۔

حضرت عمرو بن ابی عمرو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک جماعت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قوم ہمارے پاس گوشت لاتی ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر بسم اللہ پڑھو اور اس کو کھاؤ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۱۰۳)

یہ واحدی کا آخری کلام ہے اور اس سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا ذکر گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کرتا ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۵۹

جان بوجھ کر اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرنا

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۱)

جو شخص جان بوجھ کر کسی دوسرے کو اپنا باپ بتائے اس پر جنت حرام ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا ترغبوا عن ابائکم فمن رغب عن ابیہ فھو کافر۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۱)

اپنے آباؤ اجداد سے اعراض نہ کرو جو لوگ اپنے باپ دادا سے اعراض کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔

صحیح بخاری میں ہی ہے:

من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۹۵)

جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

حضرت زید بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ پس میں نے سنا آپ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سوا کوئی کتاب نہیں جسے ہم پڑھیں یا وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے۔ پس آپ نے اسے کھولا تو اس میں اونٹ کی عمروں اور کچھ زخموں سے متعلق احکامات تھے اور یہ بھی تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ طیبہ عیر سے ثور تک حرم شریف ہے۔ پس جو اس میں کوئی بدعت جاری کرے[1] یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کسی فرض اور نفل کو قبول نہیں کرے گا اور جو شخص اپنے آزاد کرنے والے مالکوں کے علاوہ کسی کی طرف منسوب ہو اس پر

---

[1] نوٹ: بدعت وہ قول و فعل ہے جو دین کے خلاف ہو اور دین میں اس کی کوئی اصل نہ ہو، اس لیے ہر اچھے کام کو بدعت کہنا غلط ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

اس کی مثل ہے اور تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے۔ (صحیح بخاری جلد اوّل ص ۴۵۰)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اپنے آپ کو باپ کے غیر کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے تو اس نے کفر کیا۔ اور جس نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں وہ ہم میں سے نہیں اور وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے اور جو شخص کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارے حالانکہ وہ ایسا نہیں تو یہ بات اس (کہنے والے) کی طرف لوٹے گی۔ (صحیح مسلم جلد اوّل ص ۵۷)

پس ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت اور اس بات کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جس کو وہ پسند کرتا اور اس پر راضی ہے۔ وہ جواد کریم ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۶۰

بحث اور تنقید

ارشاد خداوندی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ○ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔

(البقرہ: ۲۰۴، ۲۰۵)

اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جن کی بات تمہیں دنیوی زندگی میں اچھی لگتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ بہت زیادہ جھگڑالو ہے اور جب وہ پھر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے اور کھیتی اور نسل انسانی کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

لفظ "المراء" "الجدال" اور "الخصوم" قابلِ مذمت الفاظ ہیں۔

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"المراء" یہ ہے کہ تم کسی کلام پر اس کا خلل ظاہر کرنے کے لیے طعن کرو اور تمہاری غرض صرف اس قول کے قائل کی حقارت اور اپنی بڑائی ظاہر کرنا ہو۔ اور "الجدال" یہ مذاہب کے اظہار اور ان کو پکا کرنے سے متعلق (جھگڑا) ہوتا ہے۔

اور "الخصومة" اس قدر ڈھیٹ پن اور چاپلوسی سے کلام کرنا کہ مقصود حاصل ہو جائے وہ مال ہو یا کوئی دوسری چیز کبھی یہ ابتداءً ہوتا ہے اور کبھی اعتراض کے دوران اور مراء صرف اعتراض ہی ہوتا ہے۔ یہ بات امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔

حضرت امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جدال" (بحث مباحثہ) کبھی حق کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی باطل کے طریقے پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ (العنکبوت: ۴۶)

اور اہلِ کتاب سے مجادلہ نہایت اچھے طریقے سے کرو۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ (النحل: ۱۲۵)

اور ان سے اچھے طریقے سے بحث مباحثہ کرو۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيَاتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (الغافر: ۴)

اللہ تعالیٰ کی آیات میں مجادلہ (جھگڑا) وہی لوگ کرتے ہیں جو کافر ہیں۔

فرماتے ہیں اگر جدال، حق پر آگاہی کے حصول اور اس کی مضبوطی کے لیے ہو تو یہ قابلِ تعریف ہے اور اگر حق کو دُور کرنے یا علم کے بغیر ہو تو قابلِ مذمت ہے۔

قرآن مجید کی آیات اسی انداز پر اس کے جواز اور مذمت میں نازل ہوئی ہیں۔ نیز جدال اور جدل ایک ہی بات ہے۔

اور کسی بزرگ نے فرمایا کہ میں خصومت (فضول بحث مباحثہ) سے بڑھ کر کسی چیز کو نہیں دیکھتا جو مروت کو کم کرتی اور دل کو مشغول رکھتی ہو۔

سوال: انسان کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے خصومت (مقدمہ اور جھگڑا کرنے) کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

جان لو کہ جس بات کی مذمت کی گئی ہے وہ اس شخص کے لیے ہے جو باطل کے لیے اور علم کے بغیر لڑتا ہے جس طرح قاضی کا وکیل وہ مقدمے میں وکالت اختیار کرتا ہے حالانکہ اس کو پتا نہیں ہوتا کہ حق کس طرف ہے۔

اس مذمت میں وہ بھی داخل ہے جو اپنے حق کے لیے یہ راستہ اختیار کرتا ہے کیونکہ حاجت کے حقدار پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے مخالف کو ایذا پہنچاتا ہے اور سخت جھگڑا کرتا اور اس پر مسلط ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص مقدمہ بازی میں ایسے کلمات ملاتا ہے جو اذیت پہنچانے والے ہیں حالانکہ حصول حق کے سلسلے میں اس کو اس کی حاجت نہیں ہے، اور وہ شخص بھی اس جرم میں شریک ہے جو مخالف کو دبانے کے لیے اس شخص کو محض عناد کی بنیاد پر جھگڑے کی ترغیب دیتا ہے۔

لیکن وہ (وکیل) جو شرعی طریقے کے مطابق کسی جھگڑے اور زیادتی کے بغیر مظلوم کی مدد کرتا ہے اور اس کا مقصد اذیت پہنچانا یا عناد وغیرہ نہیں تو اس کا یہ فعل حرام نہیں ہے۔ لیکن جس قدر ممکن ہو اس سے بھی باز رہنا چاہیے۔ کیونکہ مقدمہ بازی کی صورت میں زبان پر کنٹرول کر کے اسے اعتدال پر رکھنا مشکل ہے جبکہ خصومت دلوں میں انتقامی جذبہ پیدا کر کے غصہ دلاتی ہے اور جب غصہ آتا ہے تو دلوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے حتی کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی پریشانی پر خوش اور اس کی خوشی پر غمگین ہوتا ہے اور اس کی زبان اس کی عزت کے درپے ہوتی ہے۔

پس جو شخص مقدمہ کرتا ہے وہ ان آفات کو حاصل کرتا ہے۔ کم از کم اس کا دل اس طرف متوجہ ہوتا ہے چنانچہ نماز پڑھتے ہوئے بھی اس کا دل اس جھگڑے اور مقدمے کی طرف رہتا ہے اس لیے اس کا حال درست نہیں رہتا اور خصومت برائی کی

بنیاد ہے۔ اسی طرح جدال اور مراء بھی۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ کسی شدید ضرورت کے بغیر اپنے اوپر مقدمات اور جھگڑوں کے دروازے نہ کھولے۔

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کفی بک اثما ان لا تزال مخاصما۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰)

تمہارے گناہگار ہونے کیلئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ تم جھگڑوں میں پڑے رہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من جادل فی خصومة بغیر علم لم یزل فی سخط حتی ینزع۔ (اتحاف جلد ۷ ص ۴۷۴)

جو شخص کسی مقدمے میں علم کے بغیر جھگڑا کرتا ہے وہ ہمیشہ (اللہ تعالیٰ کی) ناراضگی میں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس سے نکل جائے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی قوم جو پہلے ہدایت پر ہو وہ گمراہ نہیں ہوتی مگر وہ جدال کا شکار ہوتے ہیں پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۲۵۲)

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا۔ (زخرف: ۵۸)

انہوں نے آپ سے یہ بات ناحق جھگڑے کے لیے کہی۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف کسی عالم کی لغزش اور منافق کے قرآن مجید میں جھگڑنے اور دنیا کے بارے میں ہے۔ (جس کے لیے) تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (اتحاف، جلد اول ص ۳۷۸)

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المراء فی القرآن کفر۔

قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔

(حلیتہ الاولیاء ج ۸ ص ۲۱۳)

منہ کو ٹیڑھا کر کے اور خوب کھول کر نیز بہ تکلف سجع ملا کر گفتگو کرنا جس کی فصاحت کے جھوٹے مظاہرین کو عادت ہے، مکروہ ہے کیونکہ یہ سب کچھ مذموم تکلف ہے بلکہ خطاب میں درمیانہ انداز اختیار کیا جائے جس کو واضح طور پر سمجھا جا سکے اور بوجھ محسوس نہ ہو۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو ایسا خطیب ناپسند ہے جو گائے کی جگالی کی طرح جگالی کرتا ہے۔

(جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۰۸)

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان من احبکم الی اقربکم منی مجلسا یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقا وان من ابغضکم الی وابعدکم منی مجلسا یوم القیامہ الثرثارون والمتشدقون والمتفیھقون۔

قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب مجلس والا وہ شخص ہوگا جو تم میں سے سب سے اچھے اخلاق والا ہے اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو منہ بھر کر کلام کرتے ہیں بدگو اور متکبر ہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثرثارون اور متشدقون کو ہم جانتے ہیں، متفیھقون کون ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

(جامع ترمذی جلد ۲ ص ۲۲)

الثرثار وہ ہے جو بہت گفتگو کرتا ہے اور المتشدق جو گفتگو میں لوگوں پر غالب آنے کی کوشش کرتا اور فحش کلامی کرتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ خطباء اور واعظین کا عمدہ الفاظ کو اختیار کرنا قابلِ مذمت نہیں جب تک حد سے تجاوز نہ کریں اور غیر مانوس الفاظ نہ ہوں اور ان کا مقصد لوگوں کو اطاعت خداوندی کی ترغیب دینا ہو کیونکہ اس کے سلسلے میں حسن الفاظ کا اثر ہوتا ہے۔
واللہ اعلم!

گناہ کبیرہ نمبر ٦١

زائدپانی روکنا

ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔ (الملک: ٣٠)

آپ فرمادیجئے بتاؤ اگر تمہارا پانی گہرائی میں چلا جائے تو اس گہرے پانی کو تمہارے پاس کون لائے گا؟

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تمنعوا فضل الماء لتمنعوا به الكلاء۔

زائد پانی کو نہ روکو اس طور اس سے پیدا ہونے والے گھاس کو روکو گے۔

(صحیح مسلم ج ٢ ص١٩)

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من منع فضل مائه وفضل كلئه منعه الله فضله يوم القيامة۔

جو شخص اپنے زائد پانی اور زائد گھاس کو روکے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنے فضل سے روک دے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ٢ ص١٧٩)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے

گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کے پاس جنگل میں زائد پانی ہے اور وہ مسافروں کو اس سے روکتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی جو امام (حکمران) کے ہاتھ پر دنیا کے لیے بیعت کرتا ہے اگر وہ اسے اس میں سے کچھ دے تو بیعت کو پورا کرتا ہے اور اگر نہ دے تو اسے پورا نہیں کرتا۔ اور تیسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد کسی پر سودا بیچتا ہے تو اللہ کی قسم اٹھاتا ہے کہ میں نے یہ اتنی رقم پر لیا ہے اور وہ اس کی تصدیق کرتا ہے حالانکہ اس نے اتنے پر نہیں خریدا۔ (صحیح مسلم جلد اوّل ص ۷۱)

اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا اور امام بخاری نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ شخص جو اپنا زائد پانی روکتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنے فضل کو روکوں گا جس طرح تو نے اس چیز کے زائد کو روکا جس کو تُو نے اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا تھا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۱۰۹)

گناہ کبیرہ نمبر ۶۲

ناپ تول میں کمی کرنا

ارشاد خداوندی ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ۔

کم تولنے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب دوسروں سے ماپ لیں تو پورا لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں تو کم کر دیں۔

(المطففین: ۱-۳)

یعنی وہ لوگ جو لوگوں کو کم چیز دیتے ہیں اور ناپ تول میں ان کے حقوق پورے نہیں کرتے اور اپنے حقوق مکمل طور پر لیتے ہیں۔ زجاج کہتے ہیں کہ جب لوگوں سے تول کر لیتے ہیں تو پورا پورا تولتے ہیں اور پورا پورا ناپتے ہیں اور جب ان کو تول یا ناپ کر دیتے ہیں تو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔

حضرت سدی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں ایک شخص جہینہ نامی تھا' اس کے پاس دو قسم کے پتھر تھے، ایک کے ساتھ اپنے لیے ماپ کرتا اور دوسرے کے ساتھ دوسروں کے لیے ماپتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پانچ کام پانچ کاموں کا بدلہ ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وہ پانچ کیا ہیں جو پانچ کے بدلے میں ہیں؟ آپ نے فرمایا:

جو قوم عہد توڑتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے بغیر فیصلہ کرتے ہیں ان میں محتاجی پھیل جاتی ہے۔ جس قوم میں بے حیائی ظاہر ہوتی ہے ان پر اللہ تعالیٰ طاعون نازل فرماتا ہے۔ (یعنی موت کی کثرت ہو جاتی ہے) اور وہ ناپ تول میں کمی کریں تو وہ سبزیوں سے محروم ہو کر قحط سالی کا شکار ہو جاتے ہیں اور زکوٰۃ روکتے ہیں تو ان سے بارش روک دی جاتی ہے۔

(المعجم الکبیر جلد ۱۱ ص ۴۴)

ارشاد خداوندی ہے:

اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
(المطففین: ۴-۶)

کیا ان لوگوں کو اس بات پر یقین نہیں کہ وہ اس بڑے دن اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ تمام جہانوں کو پالنے والے کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

زجاج کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو یقین ہو کہ وہ اٹھائے جائیں گے تو وہ ناپ تول میں کمی نہ کریں۔ "یومِ عظیم" سے قیامت کا دن مراد ہے۔ جس دن لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبروں سے جزاء اور حساب کے لیے اٹھائے جائیں گے اور وہ اس کے سامنے فیصلے کے منتظر کھڑے ہوں گے۔

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا ایک پڑوسی میرے پاس آیا اور

اس کی موت قریب آ چکی تھی، وہ کہہ رہا تھا آگ کے دو پہاڑ آگ کے دو پہاڑ۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا: اے ابو یحییٰ میں نے دو پتھر (پیمانے) رکھے ہوئے تھے ایک کے ساتھ اپنے لیے ماپتا تھا اور دوسرے کے ساتھ لوگوں کے لیے ماپتا تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں اٹھا اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مارنے لگا تو اس نے کہا: اے ابو یحییٰ جب تم ان میں سے ایک کے ساتھ دوسرے کو مارتے ہو تو معاملہ بہت سخت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی اس بیماری میں مرگیا۔

مطفف وہ شخص ہے جو ناپ تول میں کمی کرتا ہے کیونکہ وہ اس کم کی ہوئی چیز کی چوری کرتا ہے اور یہ بھی چوری، خیانت اور حرام خوری کی ایک صورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والوں کو "ویل" سے ڈرایا اور وہ سخت عذاب ہے۔ کہا گیا ہے کہ ویل جہنم میں ایک وادی ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑوں کو چلایا جائے تو وہ اس کی سخت گرمی کی وجہ سے پگھل جائیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر ناپ تول کرنے والا جہنم میں جائے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں ایک بیمار کے پاس گیا اور اس پر موت اتر چکی تھی، میں اس کو کلمۂ شہادت کی تلقین کرتا لیکن وہ بول نہ سکتا تھا اس نے کہا اے بھائی! ترازوؤں کی زبان میری زبان پر حاوی ہے اور مجھے کلمہ پڑھنے سے روک رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کیا تو کم تولتا تھا؟ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! لیکن مجھے ایک عرصہ تک پتا نہ چلا کہ میں اپنے ترازو کی صحت کو آزماؤں۔

تو جو شخص اپنے ترازوؤں کے صحیح ہونے کو نہیں آزماتا اس کا یہ حال ہے تو جو کم تولتا ہے اس کا کیا حال ہو گا۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی بیچنے والے کے پاس سے گزرتے تو فرماتے ناپ تول پورا پورا رکھو کیونکہ تم تولنے والوں کو کھڑا کیا جائے گا حتی کہ پسینہ ان کو ان کے کانوں کے نصف تک لگام ڈال دے گا۔ اسی

طرح جب تاجر بیچتے وقت اپنے ہاتھ کو گز کے ساتھ سخت کر دے اور خریدتے وقت ڈھیلا چھوڑ دے (تو وہ بھی سزا کا مستحق ہوگا)

ایک بزرگ فرماتے تھے اس شخص کے لیے خرابی ہے جو ایک دانہ کم کر کے اس جنت کا سودا کر لیتا ہے جس کی چوڑائی تمام آسمان و زمین ہیں۔ اور اس کے لیے بھی خرابی ہے جو ایک دانہ زائد لیتا ہے۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر آزمائش سے عفو و عافیت عطا فرمائے۔ بے شک وہ جود و کرم کا مالک ہے۔

گناہ کبیرہ نمبر ۶۳

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا

ارشاد خداوندی ہے:

حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً۔ (الانعام: ۴۴)

یہاں تک کہ جب وہ اس چیز پر خوش ہوئے جو ان کو عطا کی گئی تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا۔

یعنی وہ ہمارے عذاب کی گرفت میں آگئے اور ان کو سمجھ بھی نہ آئی....

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس شخص کو (مالی) وسعت حاصل ہو، پس وہ سمجھ نہ سکے کہ یہ ایک خفیہ تدبیر ہے تو اس کی کوئی رائے نہیں، اور جس کو مال کم ملے اور وہ نہ سمجھ سکے کہ اس کی آزمائش کی جا رہی ہے تو اس کی بھی کوئی رائے نہیں، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ (الانعام: ۴۴)

حتیٰ کہ جب وہ اس چیز پر خوش ہوئے جو ان کو دی گئی تو ہم نے ان کو اچانک پکڑا، پس ان کی آس ٹوٹ گئی۔

اور فرمایا قوم کے ساتھ خفیہ تدبیر کا سلوک کیا گیا۔ رب کعبہ کی قسم! ان کو حاجت کے مطابق دیا گیا، پھر ان کو پکڑا گیا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے اور وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو اس کی طرف سے ڈھیل ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

(مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۲۴۵)

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ (الانعام: ۴۴)

پس جب انہوں نے وہ چیز بھلا دی جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ جب وہ اس چیز پر خوش ہوئے جو ان کو دی گئی تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا تو وہ آس ٹوٹے ہوئے رہ گئے۔

ابلاس کا معنی ہلاکت خیز بات کے وقت نجات سے ناامید ہونا ہے--- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: وہ ہر بھلائی سے محروم ہو گئے۔

زجاج فرماتے ہیں: مبلس وہ شخص ہوتا ہے جو سخت مایوس، غمگین ہو۔

ایک روایت میں ہے جب ابلیس کی آزمائش ہوئی اور وہ فرشتوں میں شمار ہوتا تھا تو حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام دونوں رونا شروع ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تمہیں کیا ہوا کہ رو رہے ہو؟ عرض کیا: اے میرے رب! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی طرح رہنا اور میری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو جانا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک۔

اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۸۲)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو ہم پر خوف ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

ان القلوب بين اصبعين من اصابع الرحمن يقلبها كيف يشاء۔ (کنز العمال ج ا ص ۲۴۲)

بے شک دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں (اس کے کنٹرول میں ہیں) وہ ان کو جس طرح چاہے، پھیر دے۔

ایک صحیح حدیث میں ہے:

ان الرجل ليعمل بعمل اهل الجنة حتى ما يكون بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل النار فيدخلها۔

ایک شخص جنتیوں والے کام کرتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ (گز) کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر غالب آتی ہے تو وہ جہنمیوں والے کام کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ا ص ۴۱۴)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

ان الرجل ليعمل بعمل اهل النار وانه من اهل الجنة، ويعمل الرجل بعمل اهل الجنة وانه من اهل النار وانما الاعمال بالخواتيم۔

ایک شخص جہنمیوں والے کام کرتا ہے، حالانکہ وہ اہلِ جنت سے ہوتا ہے اور ایک شخص جنتیوں والے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جہنم والوں میں سے ہوتا ہے بے شک اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۳۵، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۱)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بلعام (بلعم بن باعور) کا واقعہ ذکر فرمایا کہ علم و معرفت کے بعد اس کا ایمان سلب ہوگیا، اسی طرح برصیص عابد کفر پر مرگیا۔

ایک روایت میں ہے کہ مصر میں ایک شخص تھا جو اذان اور نماز کے سلسلے میں مسجد میں رہتا تھا۔ اس پر عبادت و اطاعت کے انوار و تجلیات تھے، ایک دن وہ حسب

عادت اذان دینے کے لیے مینار پر چڑھا اور مینار کے نیچے ایک عیسائی ذمی کا گھر تھا۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو نیچے اس شخص کی بیٹی تھی جو خوبصورت تھی۔ وہ آزمائش میں مبتلا ہو گیا، چنانچہ اذان چھوڑ کر اس کی طرف اُتر گیا۔ اس لڑکی نے پوچھا تیرا کیا کام ہے اور تُو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا تجھے چاہتا ہوں۔ اس نے کہا میں تیری بات نہیں مانوں گی، مجھے تم پر شک ہے۔ اس نے کہا میں تجھ سے شادی کروں گا۔ لڑکی نے کہا تم مسلمان ہو اور میرا باپ تجھ سے شادی نہیں کرائے گا۔ اس نے کہا میں عیسائی بن جاتا ہوں۔ اس نے کہا اگر تم نے ایسا کیا تو میں تجھ سے شادی کرلوں گی، چنانچہ وہ اس سے شادی کرنے کے لیے عیسائی بن گیا اور ان لوگوں کے گھر میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔ اسی دوران وہ ایک دن گھر کی چھت پر چڑھا تو گر کر مر گیا، تو نہ دین کے حوالے سے کامیابی ہوئی اور نہ لڑکی ملی۔

ہم اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر، بُرے انجام اور بُرے خاتمے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت سالم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثریوں قسم کھاتے تھے:

لا ومقلب القلوب۔ — دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!

(صحیح بخاری ج۲ ص۹۷۹)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دلوں کو ہوا کے چلنے سے بھی زیادہ جلدی پھیرتا ہے۔ قبولیت، رد، ارادے اور ناپسندیدگی وغیرہ اوصاف میں دل جلدی پھر جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ۔ (الانفال:۲۴) — جان لو اللہ تعالیٰ (کا حکم) انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ انسان اور اس کی عقل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی انگلیاں کیا عمل کر رہی ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ۔ (ق: ۳۷)

بے شک اس (قرآن مجید) میں البتہ اس شخص کے لیے نصیحت ہے جس کے لیے دل (یعنی عقل) ہے۔

طبری نے کہا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے دل کا ان کے مقابلے میں زیادہ مالک ہے اور وہ ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان حائل ہو سکتا ہے حتیٰ کہ انسان کو اس کی مشیت کے بغیر پتا نہیں چلتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں دعا مانگا کرتے تھے:

یَامُقَلِّبَ القلوب ثبت قلبی علی طاعتک۔[1]

اے دلوں کو بدلنے والے میرے دل کو اپنی عبادت پر ثابت و قائم رکھ۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ یہ دعا کثرت سے مانگتے ہیں۔ کیا آپ ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میں کس طرح بے خوف ہو سکتا ہوں جبکہ بندوں کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں (اس کے قبضہ قدرت میں ہیں) وہ جس طرح چاہے ان کو پھیرے۔ جب وہ کسی بندے کے دل کو پھیرنا چاہے تو پھیر دیتا ہے۔[2] (الدر المنثور ج ۲ ص ۸)

پس جب ہدایت معروف ہے اور استقامت اس کی مشیت پر موقوف ہے، انجام پوشیدہ ہے اور ارادہ قابو میں نہیں تو اپنے ایمان، اپنے عمل، نماز، روزہ اور تمام عبادات پر خوش نہ ہو، اگرچہ یہ سب تمہارا کسب ہے لیکن ان کاموں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کا فضل تم پر چکر کاٹتا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر میں یامقلب القلوب کی بجائے یامصرف القلوب اور ثبت کی جگہ صرف قلوبنا علی طاعتک (ہمارے دلوں کو اپنی عبادت کی طرف پھیر دے) ہے۔

[2] نوٹ: مشکوٰۃ شریف ص ۲۲ پر یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک ہے اور اس حدیث کے آخری الفاظ بھی ہیں لیکن یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... ۱۲ ہزاروی۔

اگر تم ان کاموں پر فخر کرو گے تو دوسروں کے سامان پر فخر کرنے والے ہو گے اور ہو سکتا ہے وہ تم سے واپس لے اور تمہارا دل نیکی سے اس قدر خالی ہو کہ گدھے کا پیٹ بھی اس قدر خالی نہیں ہوتا۔

کتنے ہی باغات ایسے ہیں کہ شام کے وقت ان کی کلیاں کھلی ہوتی ہیں اور صبح سخت گرم ہوا سے وہ خشک ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح بندہ شام کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی وجہ سے چمکنے والا صحیح سلامت ہوتا ہے اور صبح اس کی نافرمانی کی وجہ سے سیاہ اور بیمار ہوتا ہے۔ یہ عزت والے عظمت والے کا مقدر کیا ہوا ہے۔

اے انسان! تجھ پر (تقدیر کے) قلم جاری ہو چکے ہیں اور تجھے غفلت میں کسی بات کا پتا نہیں۔ اے انسان یہ گانے بجانے کے سامان اور گھربار سب کچھ یہاں ہی رہ جائے گا۔

عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا دے گا کہ فلاں کہاں ہے فلاں کہاں ہے؟ تو جو شخص بھی یہ آواز سنے گا اس کا جسم کانپ اُٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا تو ہی مطلوب ہے آسمان اور زمین کے خالق کے سامنے پیش ہونے کے لیے آؤ۔ مخلوق اپنی آنکھوں سے عرش کی طرف دیکھے گی اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا نور ڈالے گا جس سے وہ لوگوں سے پردے میں ہو جائے گا، پھر اس سے فرمائے گا:

اے میرے بندے! کیا تجھے معلوم تھا کہ میں دنیا میں تیرے عمل کو دیکھتا تھا؟ وہ کہے گا، ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ پوچھے گا اے میرے بندے! کیا تو نے سنا تھا کہ میری نافرمانی کرنے والوں کو عذاب ہوگا؟ وہ کہے گا ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے سنا تھا کہ جو لوگ میری اطاعت کریں گے، ان کو میری طرف سے جزا و ثواب ملے گا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں میرے رب!

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے میری نافرمانی کی؟ وہ کہے گا جی ہاں، میرے رب اسی طرح ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے آج میرے بارے

میں تیرا کیا خیال ہے؟ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! تو مجھے معاف فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تجھے یقین تھا کہ میں تجھے بخش دوں گا؟ عرض کرے گا جی ہاں میرے رب! کیونکہ تو نے میرا گناہ دیکھ کر اس پر پردہ ڈالا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے تجھے معاف کیا اور بخش دیا اور تیرے گمان کو سچ کر دیا۔ اپنا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑ، اس میں جو نیکیاں تھیں، میں نے ان کو بدل دیا اور جو بُرائیاں تھیں، ان کو تیرے لیے بخش دیا۔ میں جود و کرم کا مالک ہوں۔

اے ہمارے معبود! اگر تجھے بخشش پسند نہ ہوتی تو وہ لوگ جو گناہوں کے ذریعے تیرے مقابلے میں آتے ہیں تو ان کو مہلت نہ دیتا اور اگر تیرا عفو و کرم نہ ہوتا تو جنت میں ٹھکانہ نہ دیتا یا اللہ! تو معاف کرنے والا معاف کرنے کو پسند کرنے والا ہے، پس تو ہمیں معاف کردے۔

یا اللہ! تو ہماری طرف رضا کی نظر فرما اور اہلِ صفا لوگوں کے رجسٹر میں ہمارا نام درج فرما اور ظلم کرنے والوں کے رجسٹر سے ہمیں نجات عطا فرما۔

یا اللہ! ہماری اُمیدوں کو پورا فرما اور ہمارے اعمال کے تمام احوال کو درست فرما دے، اپنی رضا تک پہنچنے کے لیے ہمارے راستوں کو آسان کردے اور ہمیں نیکیوں کی طرف لے جا، ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

گناہ کبیرہ نمبر ۶۵

کسی عُذر کے بغیر باجماعت نماز کو چھوڑنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں جو نماز سے پیچھے رہ جاتے تھے، فرمایا:

میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر ان لوگوں پر ان کے گھر

جلادوں جو جماعت سے پیچھے رہتے ہیں۔[1] (صحیح مسلم ج۱ ص۲۳۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

لینتھین اقوام عن ودعھم الجماعات او لیختمن اللہ علی قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین۔ (کنزالعمال ج۷ ص۷۲۸)

لوگوں کو ترک جماعت سے باز آنا ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا، پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ترک ثلاث جمع تھاونا بھا طبع اللہ علیہ قلبہ۔ (کنزالعمال ج۷ ص۷۲۸)

جس نے سستی کرتے ہوئے تین جمعہ کی نماز ترک کی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگادیتا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

من ترک الجمعۃ من غیر عذر ولا ضرر کتب منافقا فی دیوان لا یمحی ولا یبدل۔

جو شخص کسی عذر اور تکلیف کے بغیر جمعہ (کی نماز) چھوڑے وہ ایسے دیوان میں منافق لکھا جاتا ہے جسے نہ مٹایا جائے گا اور نہ بدلا جائے گا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جمعہ کی طرف جانا ہر بالغ پر واجب ہے۔ (کنزالعمال ج۷ ص۷۲۳)

پس ہم اللہ تعالیٰ سے ہر اس بات کی توفیق مانگتے ہیں جس کو وہ پسند کرتا اور اس پر راضی ہے۔

---

[1] نوٹ: گناہ کبیرہ نمبر ۶۴ (اللہ کے بندوں کو اذیت دینا) کا مضمون کتاب میں نہیں لیکن مسلمانوں کو اذیت دینے سے متعلق باب سے یہ مضمون اخذ کیا جا سکتا ہے، دیکھیں گناہ کبیرہ نمبر ۵۳۔

گناہ کبیرہ نمبر ۶۶

جمعہ اور جماعت کی نماز مسلسل چھوڑ دینا

ارشاد خداوندی ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ خَشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ۔ (القلم: ۴۲-۴۳)

جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (ساق کا معنی اللہ ہی جانتا ہے) اور سجدہ کو بلائے جائیں تو نہ کر سکیں گے نیچی نگاہ کیے ہوئے ان پر خواری چڑھ رہی ہوگی اور وہ بے شک دنیا میں سجدہ کے لیے بلائے جاتے تھے، جب تندرست تھے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری ہے جو جماعت کے ساتھ نماز سے پیچھے رہتے ہیں۔

امام التابعین حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" سنتے لیکن تندرست اور ٹھیک ٹھاک ہونے کے باوجود باجماعت کے لیے نہیں آتے تھے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بے شک میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کے لیے حکم دوں تو اس کے لیے اذان کہی جائے، پھر کسی کو حکم دوں تو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز باجماعت میں نہیں آتے تو ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۹۰)

صحیح مسلم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ اپنے نوجوانوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر ان

لوگوں کے پاس آؤں جو گھر میں نماز پڑھتے ہیں اور انہیں کوئی عذر بھی نہیں تو ان پر ان کے گھروں کو جلادوں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۲)

تو اس آیت کریمہ اور حدیث صحیح میں ان لوگوں کے لیے سخت سزا کا ذکر ہے جو کسی عذر کے بغیر نماز با جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص موذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنے اور اسے آنے سے کوئی عذر نہ روکے تو اس کی وہ نماز جو اس نے (گھر میں) پڑھی ہے، قبول نہ ہوگی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا بیماری...... (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۸۸)

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک شخص جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نفل پڑھتا لیکن نہ تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور نہ نماز جمعہ پڑھتا، اس کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر یہ مرگیا تو جہنم میں جائے گا۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۳۰)

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ ایک نابینا شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے کوئی ایسا شخص نہیں جو مجھے مسجد میں لے جائے تو کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ آپ نے اجازت دے دی۔ پھر جب وہ واپس ہونے لگا تو بلا کر فرمایا: کیا تم نماز کے لیے اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: تو پھر حاضر ہونا پڑے گا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۲)

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مدینہ طیبہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے زیادہ ہیں اور میں نابینا ہوں۔ کیا مجھے رخصت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" سنتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر تمہیں جواب

دینا ہوگا اور تم نماز کے لیے آؤ۔

ایک دوسری روایت میں ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں اور میرا گھر دور ہے اور مجھے لانے والا موافق نہیں تو کیا میرے لیے رخصت ہے؟ فرمایا تم نماز کے لیے آؤ۔ (سنن ابی داؤد ج۱ ص۸۹)

حضرت امام حاکم رضی اللہ عنہ نے اپنی مستدرک میں صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے اذان سنی، پس اس کو اس کی اتباع سے کسی عذر نے نہ روکا تو اس کی نماز نہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! عذر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خوف یا بیماری۔ (المستدرک للحاکم ج۱ ص۲۴۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تین (قسم سے) آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جو شخص کسی قوم سے آگے ہو (امام بنے) اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو اور وہ شخص جو "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" سنے پھر جماعت کے لیے حاضر نہ ہو۔ (العلل المتناھیہ ج۱ ص۴۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لان تمتلیء اذن ابن آدم رصاصا مذابا خیر من ان یسمع حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح ثم لا یجیب۔ (العلل المتناھیہ ج۱ ص۴۴۰)

انسان کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جائیں تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" سن کر جماعت کے لیے نہ آئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی۔ عرض کیا گیا مسجد کا پڑوسی کون ہے؟ فرمایا جو اذان سنے۔ انہوں نے یہ بھی

فرمایا کہ جو اذان سن کر (مسجد میں) نہ آئے اور اسے کوئی عذر نہ ہو تو اس کی نماز اس کے سر سے تجاوز نہیں کرتی۔ (یعنی قبول نہیں ہوتی) (نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۳)

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں جو شخص پسند کرتا ہے کہ کل (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے تو وہ ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرے جب ان کے لیے اذان ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے سنن ھدیٰ (ہدایت کے راستے) مقرر کیے اور یہ بھی سنن ھدیٰ سے ہیں اور اگر تم گھر میں نماز پڑھو جس طرح یہ پیچھے رہنے والا گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا اور اگر تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور میں نے دیکھا کہ ہم میں جماعت سے پیچھے وہ شخص رہتا تھا جو منافق ہوتا اور اس کا نفاق معروف ہوتا یا وہ بیمار ہوتا، ایک شخص کو دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا حتیٰ کہ اسے صف میں کھڑا کیا جاتا.... یعنی کمزور ہونے کی وجہ سے اسے سہارے سے لایا جاتا اور یہ اس کی نماز کی فضیلت کو پانے کی حرص اور ترک جماعت کے گناہ سے بچنے کی وجہ سے ہوتا۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۲۶۰)

فضیلتِ جماعت

نماز با جماعت کی بہت زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ (الانبیاء: ۱۰۵)

اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

یہ لوگ پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ۔ (یٰسین: ۱۲)

جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے نشانات ہم لکھتے ہیں۔

یعنی ان کے قدم (جو با جماعت نماز کے لیے) اٹھتے ہیں!!

صحیح حدیث میں ہے۔ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص گھر میں وضو کرے پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف جائے تاکہ فرائض خداوندی میں سے کسی فرض کو ادا کرے تو اس کا ایک قدم اس کے گناہ کو مٹاتا اور دوسرا اس کے درجہ کو بلند کرنے کا سبب بنتا ہے۔ پس جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے مسلسل رحمت کی دعا مانگتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی جائے نماز پر ہو جس پر نماز پڑھی ہے۔ وہ کہتے ہیں یا اللہ! اس کو بخش دے یا اللہ! اس پر رحم فرما۔ جب تک وہ وہاں اذیت نہ پہنچائے یا بے وضو نہ ہو۔ (صحیح مسلم جلد ۱، ص ۲۳۴-۲۳۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیا میں اس چیز پر تمہاری راہنمائی نہ کروں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ! بتایئے۔ آپ نے فرمایا اس وقت کامل وضو کرنا جب (وضو کرنا) مشکل ہو، مساجد کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار یہ رباط ہے۔ (اسلامی سرحدوں کی حفاظت کی طرح ہے) (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۷)

گناہ کبیرہ نمبر ۶۷

وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا

ارشاد خداوندی ہے:

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ۔ (النساء: ۱۲)

(وراثت کی تقسیم) وصیت کے بعد ہو جس کی وصیت کی جاتی ہے یا قرض کے بعد (اور) نقصان نہ پہنچایا جائے۔

یعنی وارثوں کو ضرر نہ پہنچایا جائے یعنی قرض کی وصیت کرے حالانکہ اس پر

قرض نہیں بلکہ وہ اس کے ذریعے وارثوں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد خداوندی ہے:

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ۔ (النساء: ۳)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا بُردبار ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ میراث کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے ہیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (النساء: ۱۳)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانے وہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اور فرمایا:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ (النساء: ۱۴)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے وہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں وارثوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حکم کی مخالفت مراد ہے۔ حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی سے تجاوز کرے، اسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا۔ حضرت کلبی فرماتے ہیں: جو شخص وراثت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو حلال سمجھتے ہوئے ان سے تجاوز کرے، اسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

ایک مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں، پھر ان کو موت آجاتی ہے، پس وہ وصیت میں ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے ہیں تو ان کے لیے (جہنم کی) آگ واجب ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ (سنن ابی داؤد ج۲ ص۳۹)

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ۔ (النساء: ۱۲)

(تقسیم وراثت) وصیت کے بعد ہے جو وصیت کی جائے یا قرض کے بعد ہو۔ (اور) نہ نقصان پہنچایا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

من فر بميراث وارث قطع الله ميراثه من الجنة۔ (الترغیب والترہیب ج۴ ص۳۲۹)

جو شخص وارث کی میراث سے بھاگے، اللہ تعالیٰ جنت سے اس کا حصہ کاٹ دے گا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

ان الله قد اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث۔ (جامع ترمذی ج۲ ص۳۳)

اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے (مقرر کر دیا ہے) پس وارث کے لیے وصیت نہیں۔

گناہ کبیرہ نمبر ۶۸

مکرو فریب اور دھوکہ دہی

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ۔ (الفاطر: ۴۳)

بُرا مکر چلانے والے پر ہی پڑتا ہے۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المکر والخدیعۃ فی النار۔ (المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۶۰۷)

فریب اور دھوکہ دینا جہنم میں لے جاتے ہیں۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنۃ خب ولا بخیل ولا منان۔

دھوکے باز، کنجوس اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۷)

اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔ (النساء: ۱۴۲)

وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور وہ ان کو دھوکے کا بدلہ دیتا ہے۔

حضرت واحدی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ان سے ایسا معاملہ کرتا ہے جس طرح دھوکہ دینے والے کرتے ہیں۔ وہ یوں کہ ان کو نور دیا جائے گا جس طرح مومنوں کو دیا جائے تو جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو ان کا نور بجھا دیا جائے گا اور وہ اندھیرے میں رہیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

جہنمی پانچ (قسم کے لوگ) ہیں، ان میں سے اس آدمی کا بھی ذکر فرمایا جو صبح و شام تمہیں تمہارے اہل و مال کے حوالے سے دھوکہ دیتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۵)

گناہ کبیرہ نمبر ۶۹

مسلمانوں کی جاسوسی کرنا

اس سلسلے میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے متعلق حدیث ہے۔[1] حضرت عمر فاروق نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کے قتل سے اس لیے منع فرمایا کہ وہ اہلِ بدر میں سے ہیں۔

جس کسی شخص کی جاسوسی سے اسلام اور مسلمان کمزور ہو جائیں یا کوئی قتل ہو جائے، قیدی بن جائے یا اس کا مال اچک لیا جائے تو ایسا شخص ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ کھیتیوں اور لوگوں کو ہلاک کرتے ہیں تو ان کو قتل کرنے کا حکم ہے اور ان پر عذاب ثابت ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ہر جاسوسی کرنے والے کو معلوم ہو کہ چغلی ان بڑے بڑے کاموں میں سے ہے جو حرام ہیں تو جاسوسی کرنے والے کا چغلی کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔

ہم اس اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور اس سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، وہ مہربان خبر رکھنے والا جود و کرم کا مالک ہے۔

---

[1] حضور علیہ السلام نے مکّہ مکرمہ پر حملہ کی تیاری کی تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط بھیج کر تمام منصوبہ بتا دیا۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا، چنانچہ وہ عورت جس کو خط دیا تھا، پکڑی گئی۔ حضرت حاطب سے پوچھا تو انہوں نے کہا: قریش میں میرے بچے ہیں، میں نے ان کی خاطر ایسا کیا تاکہ ان پر احسان کروں تو میرے بچے محفوظ رہیں۔ حضور علیہ السلام نے معاف کر دیا۔ (تفصیل سیرت رسول عربی ص ۲۰۲، ۲۰۳) ۱۲ ہزاروی۔

گناہ کبیرہ نمبر ۷۰

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا

صحیح بخاری و مسلم میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۳)

جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے، میں اسے لڑائی کا چیلنج کرتا ہوں۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیده لو انفق احدکم مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصیفه۔ (کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۲۸)

میرے صحابہ کرام کو گالی نہ دو پس اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی ایک احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان میں سے کسی ایک کی مُد (ایک سیر) اور اس کے نصف کو نہیں پہنچ سکتا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی، فمن احبهم فبحبی احبهم، ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم، ومن اذاهم فقد اذانی ومن آذانی فقد آذی الله، ومن اذی الله او شک ان یاخذه۔ (اتحاف ص ۲ ج ۲۲۳)

میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا پس جس نے ان سے محبت کی انہوں نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا انہوں نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے نفرت کی اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت

دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور
جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، قریب ہے
کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑے۔

(نوٹ: صحابہ کرام کو گالی دینے سے مراد ان کی توہین کرنا ہے چاہے معمولی لفظ ہی استعمال کرے، صحابہ کرام کی توہین جائز نہیں اور ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔)

اس حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث میں ان لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کو نشانہ بنایا ان کو گالی دی ان پر جھوٹ باندھا ان کو عیب لگایا ان کو کافر قرار دیا اور ان پر جرأت کا مظاہرہ کیا۔

حدیث کی تشریح

کلمہ "اللہ اللہ" ڈرانے کے لیے ہے جس طرح اس شخص کو جسے ڈرایا جاتا ہے، کہا جاتا ہے "النار" یعنی آگ سے بچو اور ڈرو۔

"لا تتخذوھم غرضا بعدی" یعنی ان کو گالی گلوچ اور طعن کا نشانہ نہ بنانا جس طرح کہا جاتا ہے: "اتخذ فلانا غرضا لسبہ" فلاں نے گالی کے لیے ہدف بنایا۔ (نشانہ بنایا)

"فمن احبھم" سے "ابغضھم" تک یہ عبارت صحابہ کرام کے فضائل و مناقب پر دلالت کرتی ہے کیونکہ صحابہ کرام سے محبت کی بنیاد یہ ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ انہوں نے آپ کی مدد کی، آپ پر ایمان لائے، آپ کی تعظیم کی اور جان و مال کے ذریعے آپ کی غمخواری کی۔

پس جس نے ان سے محبت کی اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی تو صحابہ کرام کی محبت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا عنوان ہے اور ان سے بغض، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض کا عنوان ہے جیسے صحیح حدیث میں ہے:

حب الانصار من الایمان وبغضھم من النفاق۔

انصار سے محبت، ایمان ہے اور ان سے بغض منافقت سے ہے۔

(صحیح بخاری ج۱ ص۵۳۴)

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایمان میں سبقت کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کیا۔

اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ایمان کی علامت اور آپ سے بغض منافقت کی علامت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل کا علم اس طرح حاصل ہوگا کہ ان کے احوال، سیرتوں اور آثار کا مطالعہ کیا جائے ان میں غور و فکر کیا جائے، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہوں یا آپ کے بعد۔

ان لوگوں نے ایمان میں سبقت کی، اسی طرح کفار سے جہاد، اشاعت اسلام، شعائر اسلام کے اظہار، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلمہ کو بلند کرنے، آپ کے بتائے ہوئے فرائض و سنن کی تعلیم میں (تمام امت سے) سبقت کی۔

اگر یہ نفوس قدسیہ نہ ہوتے تو ہمارے پاس دین کی اصل اور فرع کچھ بھی نہ پہنچتا اور ہمیں فرائض و سنن میں سے کسی فرض اور سنت کا علم نہ ہوتا اور نہ ہی ہم احادیث و اخبار کا کچھ علم حاصل کر سکتے۔

پس جو شخص ان کی پاکیزہ ذاتوں پر طعن کرے یا ان کو گالی گلوچ کرے تو وہ دین سے نکل گیا اور مسلمانوں کی ملت سے بھی خارج ہو گیا۔

کیونکہ طعن کی وجہ سے ان کے بارے میں بُرا عقیدہ رکھنا اور دل میں کینہ رکھنا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب میں ان کی تعریف میں جو کچھ فرمایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے فضائل و مناقب اور ان سے محبت کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا انکار کرنا ہے۔

علاوہ ازیں جو کچھ ہم تک منتقل ہوا، اس کا سب سے عمدہ وسیلہ صحابہ کرام ہیں

اور وسائل میں طعن، اصل میں طعن ہوتا ہے اور نقل کرنے والے کو حقیر جاننا منقول کو معمولی سمجھنا ہے۔ یہ بات غور و فکر کرنے والوں کے لیے ظاہر ہے اور اس طرح منافقت اور بے دینی سے بچ سکتا ہے اور تمہارے لیے وہی بات کافی ہے جو احادیث میں آتی ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا، فجعل لی منھم وزراء وانصارا واصھارا فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکہ والناس اجمعین، لا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا۔ (کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۲۸)

اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے صحابہ کرام کو پسند فرمایا پس میرے لیے ان میں وزیر، مددگار اور سسرالی بنائے، پس جو ان کو گالی دے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام مسلمانوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض اور نفل کو قبول نہیں کرے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا کہ ہمیں گالی دی جاتی ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۱)

جس نے میرے صحابہ کرام کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اور انہی سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابی وجعل لی اصحابا واخوانا واصھارا، سیجئ قوم بعدھم یعیبونھم و ینقصونھم فلا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم ولا

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے میرے صحابہ کو پسند فرمایا اور میرے صحابہ کرام، بھائی اور سسرال والے بنائے اور عنقریب ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جو ان میں عیب نکالیں گے اور ان کی توہین کریں گے۔ نہ ان کے

تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ (کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۴۰)

ساتھ کھانا اور نہ پینا اور نہ ہی ان کے ساتھ نکاح کرنا، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور ان کے ساتھ مل کر نماز بھی نہ پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا، واذا ذکر النجوم فامسکوا، واذا ذکر القدر فامسکوا۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۰۲)

جب میرے صحابہ کرام کا ذکر ہو تو خاموش رہو، جب ستاروں کا ذکر ہو تو خاموش رہو اور جب تقدیر کا ذکر ہو تو خاموش رہو۔

علماء کرام فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مخلوق کے بارے میں تقدیر کے راز پر بحث ہو تو خاموش رہو کیونکہ یہ خاموشی ایمان کی علامت اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرنا ہے۔

یہی حال ستاروں کا ہے جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ وہ خود عمل کرنے والے ہیں یا ان میں ارادۂ خداوندی کے بغیر تاثیر ہے تو وہ مشرک ہے۔

اسی طرح جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی کسی طرح بُرائی بیان کرے، ان کی خامیاں تلاش کرے اور عیب بیان کرے اور ان عیبوں کو ان کی ذواتِ قدسیہ کی طرف منسوب کرے تو وہ منافق ہے۔

بلکہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت واجب ہے۔ وہ جو کچھ لائے ہیں اور جس حکم کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے، اس سے محبت کرنا نیز آپ کی سیرت و سنت پر عمل کرنے والے، آپ کی آل، صحابہ کرام، آپ کی ازواج مطہرات، اولاد، غلاموں اور خادموں سے محبت کرنا بھی ضروری ہے۔

جو لوگ ان شخصیات سے محبت کرتے ہیں، ان سے محبت کرنا اور جو ان سے بغض رکھتے ہیں، ان سے بغض رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ ایمان کی مضبوط رسی اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ کے (کی رضا حاصل کرنے کے) لیے بغض ہے۔

حضرت ابوایوب سختیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے دین کا مینار کھڑا کیا جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے راستہ واضح کیا جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہوا اور جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط رسی کو تھاما اور جس نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اچھی بات کہی، وہ منافقت سے بری ہوا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب و فضائل بے شمار ہیں اور علمائے اہلِ سُنّت دس صحابہ کے لیے جنت کی خوشخبری پر متفق ہیں اور ان دس میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں پھر حضرت عمر بن خطاب ان کے بعد حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں[1] اور اس بات میں وہی شخص شک کر سکتا ہے جو منافق، بدعتی خبیث ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی عضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور۔	تم پر میری سنت اور میرے بعد ہدایت دینے والے ہدایت یافتہ خلفاء کی سُنّت پر عمل ضروری ہے، اسے مضبوطی سے پکڑو اور نئے کاموں سے بچو۔ (سنن ابی داؤد ج۲ ص۲۸۷)

---

[1] وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنّت کی خوشخبری دی وہ عشرۂ مبشرہ کہلاتے ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خلفاء راشدین حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں کئی آیات اتاری ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ۔ (النور: ۲۲)

اور تم میں سے فضل اور وسعت والے قسم نہ کھائیں کہ وہ قریبی رشتہ داروں اور مساکین کو نہیں دیں گے۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت آپ کے بارے میں نازل ہوئی تو آپ کو فضل والا قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہے، نیز ارشاد خداوندی ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔ (التوبہ: ۴۰)

وہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی صحابیت کی گواہی، سکون کے ساتھ بشارت اور دو میں سے دوسرا ہونے کے زیور سے مرصع ہونے کی خبر ہے۔ جس طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس شخص سے افضل کون ہو سکتا ہے جو دو میں سے دوسرا ہے (اور) اللہ تعالیٰ ان کا تیسرا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔ (الزمر: ۳۳)

اور وہ جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ ہی متقی ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس بات میں کوئی اختلاف

نہیں کہ سچ لانے والے سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس سے زیادہ بلیغ منقبت کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ آمین۔

الحمدللہ! آج مورخہ ۶ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۰ جون ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ شام پانچ بج کر تین منٹ پر "الکبائر" کا یہ ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اُمت مسلمہ کی اصلاح کے لیے مفید بنائے، مصنف علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے اور مترجم کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ بحرمۃ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور